

درس نظامی کے نصاب میں داخل فن نحو کی اہم اور مشہور ترین کتاب



نحو صیر

(مترجم)

از: میر سید شریف علی بن جرجانی علیہ رحمۃ



حاشیہ
نحو صیر

ترجمہ
عطر التخریر

پبلیکیشن
مجلس المدینۃ العلمیۃ
(دعوت اسلامی)

درس نظامی کے نصاب میں داخل فنِ نحو کی اہم اور مشہور ترین کتاب

نحو میر (مترجم)

از: میر سید شریف علی بن محمد جرجانی رحمہ اللہ

حاشیہ

ترجمہ

نحو منیر

عطر التحریر

از: ابن داود الحنفی العطاری المدنی

از: أبو الحسنین القادری العطاری

وفی آخرہ

تعريفات نحویہ و تراکيب نحویہ

از: شرف ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف القادری علیہ رحمۃ اللہ القوی

پیشکش

مجلس المدینة العلمیة (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ درسی کتب)

ناشر

مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوة والسلام على رسوله صلى الله عليه وسلم وعلى آله وصحبه وسلم

نام کتاب	:	نحو میر (مترجم)
ترجمہ	:	عطر التحریر
حاشیہ	:	نحو منیر
پیش کش	:	مجلس المدینة العلمیة (شعبہ درسی کتب)
سن طباعت	:	یکم ربیع النور ۱۴۲۹ھ بمطابق 10 مارچ 2008ء
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی مختلف شاخیں

- مکتبۃ المدینہ: شہید مسجد کھارادر باب المدینہ، کراچی
- مکتبۃ المدینہ: دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ مرکز الاولیاء، لاہور
- مکتبۃ المدینہ: اصغر مال روڈ نزد عید گاہ، راولپنڈی
- مکتبۃ المدینہ: امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)
- مکتبۃ المدینہ: نزد پیل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ مدینۃ الاولیاء، ملتان
- مکتبۃ المدینہ: چھوٹی گھٹی، حیدر آباد
- مکتبۃ المدینہ: چوک شہیداں، میرپور آزاد کشمیر

e-mail: ilmia26@yahoo.com

e-mail: maktaba@dawateislami.net

<http://www.dawateislami.net>

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

مَدَنی التَّجَاؤ: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں۔

انتساب

شیخ طریقت امیر اہل سنت، حامی سنت، ماحی بدعت
بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال
محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی

دامت برکاتہم العالیۃ

کے نام

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کے انیس حُرُوف کی

نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی 19 نیتیں

(از: شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ)

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ. یعنی: مسلمان کی نیت

اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الكبير للطبراني، ج 6، ص 185 حدیث 5942،)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

﴿۴﴾ ہر بار حمد و صلوة اور تَعُوذُ وَتَسْمِيَةِ سے آغاز کروں گا (اسی صَفْحَہ پر اُردی ہوئی دو

عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے گا)

﴿۵﴾ رضائے الہی عزَّ وَجَلَّ کے لیے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔

﴿۶-۷﴾ حتیُّ الوُسْعِ اس کا باؤضو اور قبلہ رُو مطالعہ کروں گا۔

﴿۸﴾ درجہ میں اسلامی کتاب، دینی استاد اور درس کی تعظیم کی خاطر حتیُّ الوُسْعِ غسل کر کے،

ورنہ باؤضو صاف مدنی لباس میں، خوشبو لگا کر حاضری دوں گا۔

﴿۹﴾ درجہ میں اس کتاب پر استاد کی بیان کردہ توضیح توجُّہ سے سنوں گا۔

﴿۱۰﴾ استاد کی توضیح کو لکھ کر ”اِسْتَعْنُ بِيْمِينِكَ عَلٰی حِفْظِكَ“ (یعنی لکھ کر اپنے

حفظ پر مدد حاصل کر) پر عمل کروں گا۔

﴿۱۱﴾ اگر سبق سمجھ میں آ گیا تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہوں گا۔

﴿۱۲﴾ اور سمجھ میں نہ آیا تو دُعا کروں گا اور بار بار سمجھنے کی کوشش کروں گا۔

﴿۱۳﴾ سبق سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں استاد پر بدگمانی کے بجائے اسے اپنا قصور تصور کروں گا۔

﴿۱۴﴾ طلبہ کے ساتھ مل کر اس کتاب کے اسباق کی تکرار کروں گا۔

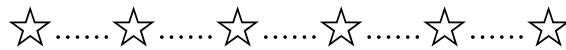
﴿۱۵﴾ اگر کسی طالب علم نے کوئی نامناسب سوال کیا تو اس پر ہنس کر اس کی دل آزاری کا سبب نہیں بنوں گا۔

﴿۱۶﴾ اگر کسی طالب علم کو عبارت یا مسئلہ سمجھنے میں دشواری ہوئی تو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔

﴿۱۷﴾ کتاب کو پڑھ کر کلام اللہ و کلام رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اَوَامِرِ کَا اِمْتِنَال (جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے ان پر عمل) و نَوَاهِی (جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان) سے اجتناب کروں گا۔

﴿۱۸﴾ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملے گی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا (مصنف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

﴿۱۹﴾ کتاب کی تعظیم کرتے ہوئے اس پر کوئی چیز قلم وغیرہ نہیں رکھوں گا اور نہ ہی اس پر ٹیک لگاؤں گا۔



فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
67	سبق نمبر 10	۲۳	8	تعارف المدینة العلمیة	۱
//	فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف	۲۴	10	پیش لفظ	۲
71	سبق نمبر 11	۲۵	11	تقدیم	۳
//	افعال عاملہ کا بیان	۲۶	14	مدرسین کے لیے مدنی پھول	۴
73	سبق نمبر 12	۲۷	19	سبق نمبر 1	۵
//	فاعل ومفاعیل وغیرہ کی تعریفات	۲۸	//	لفظ کی اقسام	۶
78	سبق نمبر 13	۲۹	28	سبق نمبر 2	۷
//	فاعل کی اقسام اور فعل کے بعض احکام	۳۰	//	اسم فعل اور حرف کی علامات کا بیان	۸
82	سبق نمبر 14	۳۱	32	سبق نمبر 3	۹
//	افعال ناقصہ کا بیان	۳۲	//	معرّب اور مبنی کا بیان	۱۰
84	سبق نمبر 15	۳۳	42	سبق نمبر 4	۱۱
//	افعال مقاربہ کا بیان	۳۴	//	تعریف وتکبیر کے اعتبار سے اسم کی اقسام	۱۲
86	سبق نمبر 16	۳۵	44	سبق نمبر 5	۱۳
//	افعال مدح وذم کا بیان	۳۶	//	جنس کے اعتبار سے اسم کی اقسام	۱۴
88	سبق نمبر 17	۳۷	46	سبق نمبر 6	۱۵
//	افعال تعجب کا بیان	۳۸	//	تعداد کے اعتبار سے اسم کی اقسام	۱۶
99	سبق نمبر 18	۳۹	50	سبق نمبر 7	۱۷
//	اسمائے عاملہ کا بیان	۴۰	//	اعراب اسم کا بیان	۱۸
108	سبق نمبر 19	۴۱	58	سبق نمبر 8	۱۹
//	عوامل معنویہ کا بیان	۴۲	//	فعل مضارع اور اس کے اعراب کا بیان	۲۰
110	سبق نمبر 20	۴۳	61	سبق نمبر 9	۲۱
//	توابع کا بیان	۴۴	//	عوامل کا بیان	۲۲

126	سبق نمبر 25	۵۳	114	سبق نمبر 21	۴۵
//	حروف غیر عاملہ کا بیان	۵۴	//	تاکید کا بیان	۴۶
136	سبق نمبر 26	۵۵	117	سبق نمبر 22	۴۷
//	مستثنیٰ کا بیان	۵۶	//	بدل کا بیان	۴۸
143	نقشہ 100 عوامل	۵۷	119	سبق نمبر 23	۴۹
144	تعریفات نحویہ	۵۸	//	عطف اور اس کی اقسام کا بیان	۵۰
169	تراکیب نحویہ	۵۹	122	سبق نمبر 24	۵۱
	تعارف کتب المدینة العلمیة	۶۰	//	منصرف اور غیر منصرف کا بیان	۵۲

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

المدينة العلمية

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہل سنت،
حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ
الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ وَبِفَضْلِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تبلیغِ قرآن و سنت کی عالم گیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، احیائے
سنت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مصمم رکھتی ہے، ان تمام
امور کو بحسن و خوبی سرانجام دینے کے لیے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن
میں سے ایک مجلس ”المدينة العلمية“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے
علماء و مفتیانِ کرام کثرہم اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی
اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

- | | |
|--|--------------------|
| (۱) شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | (۲) شعبہ درسی کتب |
| (۳) شعبہ اصلاحی کتب | (۴) شعبہ تفتیش کتب |
| (۵) شعبہ تراجم کتب | (۶) شعبہ تخریج |

”المدينة العلمية“ کی اولین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت امام

اہل سنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی گراں مایہ تصانیف کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتیٰ الوسع سہل اسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدينة العلمية“ کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیر گنبد خضراء شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

علمِ نحو کی اہم ترین بنیادی اصطلاحات اور نحوی قوانین پر مشتمل انتہائی مختصر اور جامع رسالہ ”نخومیر“ صدہا سالوں سے ہمارے بلادِ پاک و ہند کے مدارس دینیہ میں داخلِ نصاب اور اپنی افادیت میں بے مثال و لا جواب ہے۔ نخومیر کی اسی اہمیت کے پیش نظر تبلیغِ قرآن و سنت کی عالم گیر غیر سیاسی تحریکِ دعوتِ اسلامی کی مجلسِ جامعات المدینہ نے اسے **جامعۃ المدینہ** کے درسِ نظامی کے نصاب میں شامل کیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ طلبہ اور کم استعداد رکھنے والے اسلامی بھائیوں کی سہولت کے لیے ”دعوتِ اسلامی“ کی مجلس ”المدينة العلمية“ کے شعبہ ”درسی کتب“ کی جانب سے اس کا با محاورہ اردو ترجمہ بنام ”عطر التحریر“ پیش کیا جا رہا ہے۔ نیز اس کے ساتھ ”المدينة العلمية“ کی طرف سے اردو حاشیہ **نحو منیر** کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جو درحقیقت امامِ النحو حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی شرح ”البشیر“ اور شرفِ ملت حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حاشیہ کی تلخیص ہے۔ ”نخومیر“ کے آخر میں متعدد مفید رسائل چھپے ہوئے ملتے ہیں لیکن عام طور پر مدارس میں وہ رسائل پڑھائے نہیں جاتے اس لیے پیش نظر اشاعت میں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔ البتہ ”نخومیر“ کے ساتھ مستثنیٰ کی بحث کو شامل کیا جا رہا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری ناقص کوششوں کو اپنی رحمتِ کاملہ کے طفیل شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کرا خلاص ایسا عطا یا الہی عَزَّوَجَلَّ

المدينة العلمية (شعبہ درسی کتب)

کچھ مؤلف کے بارے میں

علامہ قطب الدین شارح ”مطالع“ کے مایہ ناز شاگرد مبارک شاہ مصر میں اپنے مدرسہ کے صحن میں چہل قدمی کر رہے تھے، اتنے میں انہیں ایک کمرے سے گفتگو کی آواز سنائی دیتی ہے۔ قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک طالب علم ”شرح مطالع“ کی تکرار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ شارح ”مطالع“ نے یہ کہا، استاد نے یہ کہا، اور میں یہ کہتا ہوں، پھر جو اس نے تقریر کی تو اس کی تقریر کی لطافت، روانی اور جولانی کو دیکھ کر مبارک شاہ پر وجد طاری ہو گیا اور وہ فرط مسرت میں رقص کرنے لگے۔

اندر جا کر دیکھا تو یہ وہی ہونہار طالب علم تھا جو سولہ مرتبہ ”شرح مطالع“ پڑھنے کے بعد شوق کا دریا سینے میں چھپائے خود شارح کے پاس ”ہرات“ چاہنے لگا تھا۔ اس وقت شارح، عمر کی ایک سو بیس منزلیں طے کر چکے تھے۔ اور ان کی پلکیں ڈھلک کر آنکھوں کے اوپر آچکی تھیں۔ انہوں نے بمشکل پلکوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا تو نوجوان کی آنکھوں میں بلا کی ذہانت چمک رہی تھی۔ انہوں نے اپنے بڑھاپے کے پیش نظر پڑھانے سے معذرت کی اور اس نوجوان کے والہانہ شوق کو دیکھتے ہوئے یہ مشورہ دیا کہ تم مبارک شاہ کے پاس مصر چلے جاؤ وہ ہو بہو میری کاپی ہے۔

مبارک شاہ کو یاد آیا کہ جب یہ شوق مجسم میرے پاس آیا تھا تو میں نے تعلیم کے لیے دو شرطیں لگائی تھیں ایک یہ کہ تمہیں مستقل طور پر سبق شروع نہیں کرایا جائے گا، کوئی امیر زادہ پڑھنے کے لیے آئے گا تو تم بھی شریک درس ہو سکو گے، دوسری یہ کہ تمہیں کوئی سوال پوچھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ علم کے شیدائی نے یہ دونوں شرطیں خندہ پیشانی سے قبول کر لیں، اور درس میں شریک ہونے لگا۔

آج مبارک شاہ کو اندازہ ہوا کہ یہ نوجوان امتحان میں کامیاب ہو چکا ہے، آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا اور اجازت دے دی کہ آج کے بعد تم جو پوچھنا چاہو، پوچھ سکتے ہو، یہ ہونہار طالب علم ”میر سید شریف جرجانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی“ تھے۔

آپ کا نام علی ابن محمد ابن علی جرجانی ہے۔ آپ حسینی ہیں ۲۲ شعبان ۱۰۴۰ھ بمطابق ۱۳۳۹ء کو ”جرجان“ (مملکت خوارزم کے ایک شہر) میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے اکابر علماء سے علم حاصل کیا۔ مبارک شاہ سے ”شرح مطالع“ پڑھی۔ ”ہدایہ“ کے محشی علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابر ترقی سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ یہاں تک کہ اپنے ہم عصر علماء سے سبقت لے گئے۔ اور ”السید“، ”السند“، ”الشریف“ اور ”میر سید“ کے القاب سے مشہور ہوئے۔

میر سید نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ خواجہ علاء

الدین محمد ابن محمد عطار بخاری سے تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ سید کہا کرتے تھے ”جب تک میں حضرت عطار بخاری کی خدمت سے مشرف نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو جیسے چاہیے تھا نہیں پہچانتا تھا۔“

۷۷ھ میں بادشاہ شجاع الدین مظفر ”قصر زرد“ میں مقیم تھا۔ میر سید نے اس تک رسائی کے لیے عجیب طریقہ نکالا۔ فوجیوں کا لباس پہن کر راستہ میں کھڑے ہو گئے۔ علامہ تفتازانی بادشاہ کے پاس جا رہے تھے کہ راستے میں میر سید مل گئے اور کہنے لگے میں مسافر ہوں اور تیر اندازی میں مہارت رکھتا ہوں، آپ بادشاہ سے سفارش کریں کہ مجھے ملاقات کا موقع دیا جائے۔ علامہ کی سفارش پر بادشاہ نے انہیں طلب کیا اور کہا کہ تیر اندازی کا مظاہرہ کرو۔ میر سید نے جیب سے کاغذات کا ایک مجموعہ نکال کر پیش کیا جس میں مختلف مصنفین پر اعتراضات تھے اور کہا کہ یہ میرے تیر ہیں اور یہ میرا فن ہے۔ علامہ تفتازانی کے فضل و کمال کے سامنے اس جرأت کا مظاہرہ کرنا سید ہی کا کام تھا۔ بادشاہ نے سید کا بڑا احترام کیا اور اپنے ساتھ ”شیراز“ لے جا کر مدرسہ دار الشفا کا مدرس بنا دیا۔ سید سندس سال تک وہاں درس و تدریس میں مصروف رہے۔

جب تیمور لنگ نے ”شیراز“ پر حملہ کیا اور فتح کے بعد لوٹ مار کا بازار گرم ہوا، تو ایک وزیر کی سفارش پر سید کو پناہ ملی۔ تیمور انہیں اپنے ساتھ ”وراء النہر“ لے گیا۔ میر سید، ”سمرقند“ میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ اس زمانے میں علامہ تفتازانی تیمور کی مجالس کے صدر الصدور تھے تیمور کہا کرتے تھے کہ اگرچہ علم و فضل میں دونوں برابر ہیں لیکن سید کو نسبی اعتبار سے تفتازانی پر فضیلت حاصل ہے۔

تیمور لنگ کی سلطنت کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کا اکثر حصہ اس کے زیر نگیں تھا میر سید کو اس کے دربار میں تقرب حاصل تھا۔ ایک دفعہ میر سید نے علامہ تفتازانی کے حواشی ”کشاف“ پر اعتراض کیا۔ زیر بحث ”کشاف“ کی وہ عبارت تھی جس میں ”أَوْلَيْكَ عَلَى هُدَى مَنْ رَبِّهِمْ“ میں بیک وقت استعارہ تبعیہ اور تمثیلیہ قرار دیا گیا ہے۔ تیمور کے سامنے مناظرہ ہوا، نعمان معتزلی کو حج مقرر کیا گیا جس نے سید کے حق میں فیصلہ دیا۔ تیمور نے سید کے اعزاز میں اضافہ کر دیا اور علامہ تفتازانی کے مرتبہ میں کمی کر دی۔ یہ ۹۱ھ کا واقعہ ہے۔ علامہ تفتازانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا اسی غم میں محرم ۹۲ھ میں انتقال ہو گیا۔

پھر حضرت شیخ محمد ابن الجزری اور میر سید کے درمیان ۸۰۶ھ میں مناظرہ ہوا اور علامہ جزری غالب ہوئے تیمور نے ان کا مرتبہ بڑھا دیا اور سید کا مرتبہ کم کر دیا علامہ عبدالعزیز پر ہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”وَهَذَا الْكُلُّ مِنْ سُوءِ فَهْمِ الْأَمِيرِ فَإِنَّ الْأَفْحَامَ فِي مَسْئَلَةٍ لَا يُوجِبُ نُقْصَانًا فِي عِلْمِ الْعَالِمِ يَعْنِي يَهْ سَبَّ تَيْمُورِ لَنْگِ كِي كَمْ فَنَهِي كَانْتِيْجَه تَهَا وَرَنَه كَسِي اِيَك مَسْئَلَه مِيَل لَاجَوَاب

ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کا علم ناقص ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں: ”تذکرہ نگار متفق ہیں کہ سید حنفی تھے، میرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کسی نے انہیں شافعیہ میں شمار کیا ہو، البتہ علامہ تفتازانی کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ حنفی تھے یا شافعی تھے۔“

علامہ زرکلی فرماتے ہیں ”عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمَعْرُوفِ بِـ"الشَّرِيفِ الْجُرْجَانِيِّ" فَيَلْسُوفٌ مِنْ كِبَارِ الْعُلَمَاءِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَوُلِدَ فِي "تَاكُو" قُرْبِ اسْتَرَابَادٍ وَدَرَسَ فِي "شِيرَاز" يَعْنِي عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ عَلِيَّ الْمَعْرُوفِ شَرِيفِ جَرَجَانِي، عَظِيمِ فِلْسُوفِيٍّ أَوْ عَرَبِيٍّ كَالْكَابِرِ عُلَمَاءِ فِي سَعْدِ اسْتَرَابَادِ كَقَرِيبِ "تَاكُو" فِي سَعْدِ اسْتَرَابَادِ" اور ”شیراز“ میں درس دیا۔“

تصانیف:

سید سند علیہ رحمۃ اللہ الاحد نے پچاس سے زیادہ تصانیف یادگار چھوڑیں، جو ان کے علم و فضل کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ چند تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) شیریفیہ شرح سراجی (۲) شرح وقایہ (۳) شرح مفتاح (۴) شرح تذکرہ طوسی (۵) شرح تلخیص چچمینی (علم ہیئت میں) (۶) شرح کافیہ (فارسی) علامہ عبدالحق خیر آبادی نے ”تسہیل الکافیہ“ کے نام سے اسی کا عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ (۷) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۸) حاشیہ مشکوٰۃ (۹) حاشیہ ہدایہ (۱۰) حاشیہ شرح شمسیہ (میر قطبی) (۱۱) حاشیہ مطول (۱۲) حاشیہ رضی (۱۳) حاشیہ تلوح (۱۴) صرف میر (۱۵) نخومیر (فارسی) (۱۶) صغریٰ کبریٰ (۱۷) تعریفات (۱۸) مناقب خواجہ نقشبند وغیرہا۔ ان میں سے متعدد کتابیں درس نظامی کے نصاب میں داخل ہیں۔

نخومیر:

نوعمری کے زمانہ میں لکھی ہوئی وہ مختصر اور بابرکت کتاب ہے جو پاک و ہند کے تمام مدارس میں داخل نصاب ہے اور بلاشبہ لاکھوں علماء اسے پڑھ چکے ہیں، اس میں نحو کے مسائل انتہائی آسان زبان میں بیان کیے گئے ہیں۔ جس طالب علم کو یہ کتاب اچھی طرح یاد ہو، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اسے عبارت پڑھنے میں دشواری نہیں ہوگی ”نخومیر“ سے پہلے ضروری ہے کہ طالب علم ”میزان الصرف“ یا صرف کی کوئی ابتدائی کتاب پڑھ چکا ہو اور اسے عربی مفردات کا کچھ ذخیرہ یاد ہو۔

انتقال پر ملال:

چہار شنبہ (بدھ) ۶ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ میں سید سند کا وصال ہوا ”مشہور دارین“ تاریخ وفات ہے۔

(ماخوذ از تحریر شرف ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف القادری علیہ رحمۃ اللہ القوی)

مدرسین کے لیے مدنی پھول

(۱)..... مسند تدریس پر فائز ہونا بہت بڑی سعادت ہے، باعمل مسلمانوں پر مشتمل مدنی معاشرے کی ترتیب، طلبہ کی مدنی تربیت اور ان کے ظاہر و باطن کو خصائلِ رذیلہ سے پاک کر کے اوصافِ حمیدہ سے مزین کرنا اور انہیں معاشرے کا ایک باکردار مسلمان بنانے میں استاذ کا کردار بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ لہذا اللہ عزوجل کی عطا کردہ اس عظیم نعمت تدریس کو اچھی اچھی نیتوں سے مزین کر کے اس کی رضا کو اپنے پیش نظر رکھے۔

(۲)..... چونکہ طلبہ طویل عرصے تک روزانہ استاذ کی صحبت میں بیٹھتے اور استاذ کی ذات میں پائے جانے والے اوصاف کو اپنی ذات میں منتقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لہذا اگر استاذ حسنِ اخلاق کا پیکر، مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والا، عفو و درگزر سے کام لینے والا، مدنی انعامات پر عمل کرنے والا، حقیقی عاجزی اختیار کرنے والا، قناعت پسند، خوش طبع و نفاست پسند اور خوفِ خدا عزوجل رکھنے والا ہوگا تو ان شاء اللہ عزوجل اس کے طلبہ بھی ان اوصاف کو اپنانے والے بنیں گے۔

(۳)..... اپنے طلبہ کو اشاعتِ علم دین کا ذہن دیتا رہے تاکہ قریہ قریہ نگر علم کے کثیر چراغ روشن ہوں اور جہالت کے اندھیرے دور ہو جائیں، طلبہ کے عمل میں بہتری لانے اور ان کے عملی جذبات کو تقویت دینے کے لیے خود اپنی ذات پر عمل کو نافذ کر کے اور راہِ خدا عزوجل میں سفر کر کے ترغیب دلائے تاکہ وہ معاشرے کے ابتر حالات اور پھیلی ہوئی جہالت کو دیکھتے ہوئے اس مدنی مقصد کو اپنالیں کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے ان شاء اللہ عزوجل۔“

(۴)..... طلبہ کو اشاعتِ علم دین کا ذہن دینے کے لیے تدریس کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً بزرگانِ دین رحمہم اللہ لمبین کے علم دین سیکھنے، سکھانے کے واقعات بیان کرنا بھی نہایت مفید ہے۔

(۵)..... استاذ اور شاگرد کا تعلق انتہائی مقدس ہوتا ہے لہذا استاذ کو چاہیے کہ اپنے طلبہ کی بہتر تربیت کے لیے ان اوصاف کا حامل بننے کی کوشش کرے: ☆ طلبہ کو اپنی اولاد کی مثل جاننا۔ ☆ ان کی ناکامی پر رنجیدہ اور کامیابی پر اظہارِ مسرت کرنا۔ ☆ بیمار ہونے پر ان کی عیادت کرنا۔ ☆ طلبہ کی غم

خواری کرنا۔ ☆ ان کے مسائل کے حل میں معاونت کرنا۔ ☆ علم کا شوق دلانا۔ ☆ استقامت کی ترغیب دینا۔ ☆ فکر آخرت پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔ ☆ مہذب انداز تخاطب رکھنا۔ ☆ نام نہ بگاڑنا۔ ☆ طلبہ کی حوصلہ افزائی کرنا۔ ☆ ان کی صلاحیتوں کو نکھارنے کی کوشش کرنا۔ ☆ ان کے ذاتی معاملات میں دخل نہ دینا۔ ☆ سب کے ساتھ یکساں تعلقات رکھنا۔

(۶)..... نخومیر کی تیاری ان کتابوں سے کی جاسکتی ہے: (۱) البشیر شرح نخومیر (۲) حاشیہ علامہ شرف قادری صاحب رحمہ اللہ (۳) تبصیر شرح نخومیر وغیرہ۔

(۷)..... کسی بھی کتاب کو اول تا آخر پڑھادینے یا وقتی طور پر طلبہ کا اسے یاد رکھنے کے سنا دینے سے مقصود اصلی حاصل نہیں ہوتا، جب تک طلبہ اسے بعد میں یاد نہ رکھیں۔ لہذا استاد کو چاہیے کہ پچھلے اسباق بھی طلبہ سے وقتاً فوقتاً سنتا رہے۔

(۸)..... طلبہ سے مختلف انداز میں سوال کر کے بھی ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جاسکتا ہے مثلاً: گردانیں سنتے وقت استاد اس طرح پوچھے: ”مارا ہم دونے“ اس کا عربی صیغہ کیا ہے؟، اسی طرح ”ماری ہے وہ ایک عورت“ عربی صیغہ کیا ہے؟ علی هذا القیاس۔

(۹)..... کسی بھی سبق کے آخر میں دیے گئے سوالات بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں لہذا طلبہ سے وہ سوالات ”ہوم ورک“ کے طور پر حل کروائیں، اور بعد میں سننے کا سلسلہ بھی رکھیں۔

(۱۰)..... جو کتاب جس فن سے تعلق رکھتی ہے اس کی اہمیت، اسباق کی تیاری اور تدریس کا انداز بھی اسی کے مطابق ہوگا چونکہ ”نخومیر“ علم النحو کی ابتدائی اور نہایت ہی اہم کتاب ہے لہذا اس کے پڑھانے والے کو چاہیے کہ ”نخومیر“ پڑھانے میں مندرجہ ذیل امور کو مد نظر رکھے:

(1)..... طلباء کو ”نخومیر“ اچھی طرح زبانی یاد کرائیں اور بار بار سنیں۔

(2)..... ابتداءً سے اقسام، اسم فعل اور حرف کی پہچان کرائیں اور جو مثال سامنے آئے اس کے ایک ایک لفظ کے بارے میں پوچھیں کہ یہ سے اقسام سے کیا ہے؟

(3)..... شش اقسام: ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید، رباعی مجرد، رباعی مزید، خماسی مجرد اور خماسی مزید کی

پہچان کرائیں۔

(4)..... ہفت اقسام کے بارے میں شناخت کرائیں جو اس شعر میں مذکور ہیں:

صحیح است و مثال است و مضاعف لفیف و ناقص و مہوز و اجوف

(5)..... مصدر اور مشتق کے بارے میں پوچھیں کہ یہ کس باب سے ہے؟

(6)..... ابتدائی اسباق میں مفرد و مرکب اور مرکب تام و مرکب ناقص کا فرق ذہن نشین کرائیں،

پھر جملہ خبریہ اور انشائیہ، جملہ اسمیہ اور فعلیہ نیز مسند اور مسند الیہ کی شناخت کرائیں۔

(7)..... پھر آگے جا کر معرب اور مبنی، متمکن اور غیر متمکن کے بارے میں پوچھیں، غیر متمکن ہے تو

اس کی آٹھ قسموں میں سے کونسی قسم ہے؟ متمکن ہے تو اس کی سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے؟ اس

قسم کا اعراب کیا ہے اس وقت کونسا اعراب ہے اور کیوں؟

(8)..... اسم، ظاہر ہے یا ضمیر؟ ضمیر ہے تو کونسی قسم ہے؟ مرفوع، منصوب یا مجرور، پھر متصل ہے یا

منفصل؟

(9)..... معرفہ ہے یا نکرہ؟ معرفہ ہے تو کونسی قسم ہے؟ مذکر ہے یا مؤنث؟ مؤنث ہے تو اس کی

علامت کیا ہے؟ اسی طرح مفرد ہے یا جمع؟ جمع ہے تو اس کی کونسی قسم ہے؟ جمع سالم ہے یا مکسر، جمع

قلت ہے یا کثرت؟

(10)..... فعل مضارع کا صیغہ آئے تو پوچھا جائے کہ یہ معرب ہے یا مبنی؟ معرب ہے تو اس کی

چار قسموں میں سے کونسی قسم ہے؟ اور اس کا اعراب کیا ہے؟

(11)..... عامل اور معمول کی نشان دہی کرائیں، عامل لفظی ہے یا معنوی؟ عامل لفظی ہے تو وہ

اسم ہے یا فعل یا حرف؟ اس عامل کے بارے میں پوچھیں کہ وہ کیا عمل کرتا ہے؟ عامل معنوی ہے تو

کونسا ہے اور وہ کیا عمل کرتا ہے؟

(12)..... معمول متبوع ہے یا تابع، تابع ہے تو کونسی قسم؟ اس کی تعریف کیا ہے؟

(13)..... اسم متمکن منصرف ہے یا غیر منصرف؟ غیر منصرف کی تعریف کیا ہے؟ اس جگہ وہ کونسے

دو سبب ہیں جن کی وجہ سے کلمہ غیر منصرف ہے؟

(14)..... انتہائی ضروری ہے کہ نحو میر زبانی یاد کرائیں، طالب علم جتنے مسائل پڑھتا جائے۔ ان کا اجراء اول سے آخر تک ہوتا رہے تو ان شاء اللہ العزیز اسے شرح مائتہ عامل کی ترکیب میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی اور عبارت کا پڑھنا اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہوگا۔

(15)..... طالب علم کی استعداد کے مطابق اسے چھوٹے چھوٹے جملے دیئے جائیں تاکہ وہ عربی سے اردو اور اردو سے عربی میں ترجمہ کرے، اس طرح اسے لکھنے اور بولنے کی قدرت بھی حاصل ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ بالا مدنی پھولوں کو اپنے دل کے مدنی گلستے میں سجانے اور اس کی خوشبو سے اپنے درجے، جامعہ اور مدرسے کو معطر کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

ابتدائی باتیں

نحو کی تعریف:

علم نحو وہ علم ہے جس کے ذریعے اسم فعل اور حرف کے آخر کی حالت معلوم ہوتی ہے کہ اس میں تبدیلی آتی ہے یا نہیں اور کلمات کو آپس میں جوڑنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

موضوع:

علم کا موضوع وہ چیز ہے کہ علم میں جس کے حالات سے گفتگو کی جائے۔ نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔ نحو میں کلمہ کی بحث اس اعتبار سے ہوتی ہے کہ اس کا آخر بدلتا ہے یا نہیں؟

غرض:

عربی کلام میں لفظی خطا سے بچنا، یعنی خالص عربوں کے طریقے کے مطابق کلمات کو جوڑنا اور کلمات کے آخر میں تبدیلی لانا یا نہ لانا۔

واضح:

نحو کے واضح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت ابوالاسود ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۶۹ھ) فرماتے ہیں: ”میں نے باب مدینۃ العلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ کسی فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وجہ پوچھی تو فرمایا میں نے ایک شخص کو غلط گفتگو کرتے ہوئے سنا ہے۔ میں چاہتا ہوں عربی کے قواعد پر کوئی کتاب لکھی جائے، تین دن کے بعد حاضر ہوا تو آپ نے ایک صحیفہ عنایت فرمایا جس میں اسم فعل اور حرف کی تعریف تھی اور فرمایا تم تلاش اور جستجو سے اس میں اضافہ کر دو۔“ سیدنا ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں باب عطف، نعت، تعجب، اور حروف مشبہ بالفعل کا اضافہ کیا۔ جو کچھ لکھتے اسے اصلاح کے لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیتے۔

وجہ تسمیہ:

جب حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی کچھ لکھ چکے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”مَا أَحْسَنَ هَذَا النَّحْوَ قَدْ نَحَوْتُ“ یعنی تو نے کتنے اچھے طریقے کا قصد کیا۔ اسی بناء پر اس علم کا نام ”نحو“ قرار پایا۔ لفظ ”نحو“ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) قصد (۲) جہت (۳) مثل (۴) نوع۔ اس علم کو پہلے معنی کے اعتبار سے ”نحو“ کہا جاتا ہے کیونکہ مصدر بعض اوقات اسم مفعول کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے خلق بمعنی مخلوق اسی طرح قصد بمعنی مقصود ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (۱)
 الْحَمْدُ (۲) لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ (۳) لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ
 وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

①..... اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا۔ یہ ترجمہ امام اہل سنت عاشق ماہ نبوت، حامی سنت ماحی بدعت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ نے کیا ہے۔ بعض لوگ اس طرح ترجمہ کرتے ہیں: ”شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے“ حالانکہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے ابتداء نہیں ہوتی بلکہ سب سے پہلے یہ جملہ آتا ہے: ”شروع کرتا ہوں“۔

②..... اَلْحَمْدُ میں الف لام یا تو جنس کا ہے جس کا مطلب ہے: ”حقیقت حمد اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے“ یا استغراق کا ہے جس کا معنی ہے: ”تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں“۔ حمد کا معنی ہے: ”زبان سے بطور تعظیم کسی کی اختیاری خوبی بیان کرنا“۔ لفظ اللہ اس ذات پاک کا علم ہے جس کا موجود ہونا ضروری ہے اور وہ تمام صفات کاملہ کی جامع ہے۔ رَبِّ کا معنی ہے: ”پالنے والا“۔ الْعَالَمِیْنَ: عَالَم (بفتح لام) کی جمع ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ جمیع مخلوق کو عالم کہا جاتا ہے۔

③..... الْعَاقِبَةُ بمعنی آخرت، الْمُتَّقِیْنَ: مُتَّقِی کی جمع ہے بمعنی پرہیزگار۔ یہاں الْعَاقِبَةُ سے پہلے لفظ خَیْرُ مضاف محذوف ہے یعنی: آخرت تو ہر مؤمن و کافر متقی اور غیر متقی کے لیے ہے لیکن اچھی عاقبت صرف پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ الصَّلٰوةُ: رحمت کاملہ۔ السَّلَامُ: سلامتی۔ مُحَمَّدٌ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک ہے یعنی: وہ ذات جن کی بار بار اور بکثرت تعریف کی گئی۔ مسئلہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر پکارنا اور یَا مُحَمَّدُ کہنا ہمارے لیے جائز نہیں لیکن اگر صفت والا معنی مراد ہو تو یَا مُحَمَّدُ کہنا جائز ہے۔ آل: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسلمان رشتہ دار اور ازواج مطہرات۔ اَجْمَعِیْنَ: تمام۔

(نوٹ): حدیث پاک کے مطابق ہر اچھے کام کی ابتداء بِسْمِ اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے کرنی چاہیے۔ مصنفین اسلام کا طریقہ ہے کہ اپنی کتابوں کو حمد خدا اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شروع کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس کے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

سبق نمبر: 1

..... لفظ کی اقسام ❁

جان لے (۱) اے طالب علم! اَرَشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی کہ کلام عرب میں استعمال ہونے والے لفظ (۲) کی دو قسمیں ہیں: مفرد اور مرکب۔

طفیل ملتی ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو نمکین حسن والا ہمارا نبی ﷺ

❶..... جان لے، چونکہ بچہ طبعی طور پر کھیل کود کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت پڑھنے کی طرف مائل نہیں ہوتی اس لیے اسے سبق کی طرف مائل کرنے کے لیے تشبیہ کی جا رہی ہے ساتھ ہی اسے دعا بھی دیدی ”اَرَشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی“ (اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت فرمائے۔) تاکہ اسے محسوس ہو کہ مصنف اور استاذ میرے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں اور اسے شوق پیدا ہو۔ (تشبیہ) ضروری ہے کہ ”نحو میر“ پڑھنے سے پہلے طالب علم تین مرحلے طے کر چکا ہو: (۱) عربی زبان کے مفرد الفاظ کا اچھا خاصا ذخیرہ اسے یاد ہو۔ (۲) اسے معلوم ہو کہ ماضی مضارع وغیرہ مصدر سے کس طرح بنائے جاتے ہیں اور ان کی گردانیں صرف صغیر اور کبیر یاد ہوں۔ (۳) صرف کے ضروری قواعد یاد ہوں مثلاً اسے اقسام، شش اقسام، ہفت اقسام، صحیح، معتدل، مہموز، اور مضاعف کے قواعد یاد ہوں۔ تب اسے ”نحو میر“ پڑھنے سے تین فائدے حاصل ہوں گے: (۱) عربی عبارت کی ترکیب کا طریقہ معلوم ہوگا۔ مثلاً فاعل، فاعل، مفعول، مبتدا، خبر جملہ اسمیہ و فعلیہ وغیرہ۔ (۲) اسم، فعل اور حرف کے بارے میں معلوم ہوگا کہ معرب ہے یا مبنی، پھر معرب ہے تو اسے کس طرح پڑھنا ہے اور مبنی ہے تو کس حالت پر۔ (۳) قواعد عربیہ کے مطابق عبارت پڑھنے اور بولنے کا ملکہ حاصل ہوگا۔ (تشبیہ) یہ فوائد اسی وقت حاصل ہوں گے جب استاذ طالب علم کو اول سے آخر تک ”نحو میر“ یاد کرائے، بار بار سنے، صیغہ دریافت کرے اور جہاں کہیں عربی عبارات اور مثالیں آئیں ان کی ترکیب بھی کرائے۔ یہاں تک کہ طالب علم اس میں خوب ماہر ہو جائے۔ مثلاً آج کے سبق میں اَرَشَدَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مزید صحیح از باب افعال۔

❷..... زبان کسی جگہ اعتماد کر کے جو آواز نکالتی ہے اسے ”لفظ“ کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لفظ مفرد کی تعریف:

مفرد وہ اکیلا لفظ جو کسی ایک معنی پر دلالت کرے۔ ایسے لفظ کو ”کلمہ“ بھی کہتے ہیں۔

کلمہ کی اقسام

کلمہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) اِسْم (۱)۔ جیسے: رَجُل (مرد) (۲) فِعْل (۲)۔ جیسے: ضَرَبَ (مارا اس ایک مرد نے) (۳) حَرْف (۳)۔ جیسے: هَلْ (کیا)۔ (۲) لفظ مرکب کی تعریف:

مرکب وہ لفظ جو دو یا دو سے زائد کلموں کا مجموعہ ہو۔ جیسے: غُلَامٌ زَيْدٌ (زید کا غلام) زَيْدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہے)۔

لفظ مرکب کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: i... مرکب مفید ii... مرکب غیر مفید۔ (۱) مرکب مفید کی تعریف:

وہ مرکب کہ جب بات کرنے والا اس پر سکوت اختیار کرے (خاموش

(۱) بامعنی: یعنی وہ لفظ جس کا کوئی معنی بنتا ہو۔ جیسے: رَجُلٌ (مرد) اسے ”موضوع“ اور ”مستعمل“ بھی کہتے ہیں۔ (۲) بے معنی: یعنی وہ لفظ جس کا کوئی معنی نہ بنتا ہو۔ جیسے: جَسَقٌ۔ یہ بے معنی لفظ ہے۔ اسے ”مہمل“ بھی کہتے ہیں۔

۱..... اسم: وہ کلمہ جو تنہا اپنے معنی پر دلالت کرے اور تینوں زمانوں میں سے کسی زمانے کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ۔

۲..... فعل: وہ کلمہ جو تنہا اپنے معنی پر دلالت کرے اور کسی زمانے پر بھی دلالت کرے۔ جیسے: ضَرَبَ۔

۳..... حرف: وہ کلمہ جو تنہا اپنے معنی پر دلالت نہ کر سکے۔ جیسے: مِنْ۔

ہو جائے) تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہے) اِضْرِبْ زَيْدًا (زید کو مار) اسے ”جملہ“ اور ”کلام“ بھی کہتے ہیں۔

جملہ کی اقسام

جملہ کی دو قسمیں ہیں: i... خبریہ ii... انشائیہ۔

(۱) جملہ خبریہ کی تعریف:

وہ جملہ جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ. (زید کھڑا ہے) ضَرْبَ زَيْدٍ. ^(۱) (زید نے مارا۔)

جملہ خبریہ کی اقسام

اس کی بھی دو قسمیں ہیں: i... جملہ اسمیہ ii... جملہ فعلیہ۔

(۱) جملہ اسمیہ کی تعریف:

وہ جملہ جس کا جزء اول اسم ہو۔ جیسے: ”زَيْدٌ عَالِمٌ.“ ^(۲) اس کا پہلا جزء مسند الیہ ہے اور اسے ”مبتدا“ کہتے ہیں۔ اور اس کا جزء ثانی مسند ہے اور اسے ”خبر“ کہتے ہیں۔

①..... ضَرْبَ زَيْدٍ (زید نے مارا) یہ مرکب ہے اور سننے والے کو اس سے زید کے مارنے کی اطلاع مل گئی۔ اسی طرح: اِضْرِبْ (تو مار) لَا تَضْرِبْ (تو نہ مار) ان مثالوں میں مارنے اور نہ مارنے کی طلب معلوم ہو رہی ہے۔ اس طرح کے تمام مرکبات کو ”مرکب مفید“، ”جملہ“، ”مرکب کلامی“ اور ”کلام“ بھی کہتے ہیں۔

②..... زَيْدٌ عَالِمٌ (زید عالم ہے) اس کا پہلا جزء اسم ہے اسے ”مسند الیہ“ کہیں گے؛ کیونکہ اس کی طرف عالم ہونے کی نسبت کی گئی ہے اور اسے ”مبتدا“ بھی کہتے ہیں؛ اس لیے کہ اس سے ابتداء کی گئی ہے۔ دوسرے جزء کو ”مسند“ کہیں گے؛ کیونکہ اس کی نسبت زید کی طرف کی گئی ہے۔ اسے ”خبر“ بھی کہتے ہیں ہے؛ کیونکہ زید کے بارے میں جو اطلاع دی گئی ہے وہ یہی ہے۔ (ف) اسم مسند الیہ

(۲) جملہ فعلیہ کی تعریف:

وہ جملہ جس کا جزء اول فعل ہو۔ جیسے: ”ضَرَبَ زَيْدٌ“ اس کا پہلا جزء (ضَرَبَ) مسند ہے اسے ”فعل“ کہتے ہیں اور اس کا دوسرا جزء (زَيْدٌ) مسندالیہ ہے، اسے ”فاعل“ کہتے ہیں۔

فائدہ: مسند حکم کو کہتے ہیں اور مسندالیہ وہ ہے جس پر حکم لگایا جائے۔ اسم مسند اور مسندالیہ دونوں بن سکتا ہے۔ فعل مسند بنتا ہے مسندالیہ نہیں بنتا۔ جبکہ حرف نہ مسند بنتا ہے اور نہ ہی مسندالیہ۔

(۲) جملہ انشائیہ کی تعریف:

وہ جملہ جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جاسکے۔ جیسے: اِضْرِبْ۔^(۱) (تومار۔)

جملہ انشائیہ کی اقسام^(۲)

جملہ انشائیہ کی دس قسمیں ہیں:

(۱) امر^(۳)۔ جیسے: اِضْرِبْ۔ (۲) نہی۔ جیسے: لَا تَضْرِبْ۔

اور مسند بن سکتا ہے فعل صرف مسند بنتا ہے مسندالیہ نہیں اور حرف ان میں سے کچھ بھی نہیں بن سکتا۔ اسی لیے جملے کی صرف دو قسمیں ہیں: جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ۔ جملہ حرفیہ نہیں ہوگا۔

①..... اِضْرِبْ (تومار) اس جملے میں مخاطب سے مارنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ایسے جملے کو ”جملہ انشائیہ“ کہتے ہیں۔

②..... مصنف نے جملہ انشائیہ کی دس قسمیں بیان کی ہیں امر، نہی، استفہام، تمنی، ترجی، عقود، نداء، عرض، قسم اور فعل تعجب۔ اس کے علاوہ بھی انشاء کی بعض قسمیں ہیں۔ مثلاً: افعال مدح و ذم انشاء مدح و ذم کے لیے۔ لہذا کتاب میں دس قسموں کا ذکر حصر کے لیے نہیں ہے۔ تامل۔

③..... (۱) امر کی تعریف: وہ فعل جس کے ذریعے فاعل مخاطب سے کام کرنے کا مطالبہ کیا جائے۔

(۳) استفہام۔ جیسے: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ؟ (۴) تمنی۔ جیسے: لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرًا. (۵) ترجی۔ جیسے: لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ. (۶) عقود۔ جیسے: بَعْتُ. اور اِشْتَرَيْتُ. (۷) ندا۔ جیسے: يَا اَللّٰهُ (۸) عرض۔ جیسے: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيبَ خَيْرًا (۹) قسم۔ جیسے: وَاللّٰهِ لَا ضَرْبَنَ زَيْدًا (۱۰) تعجب۔ جیسے: مَا اَحْسَنَهُ اور اَحْسِنُ بِهِ.

(۲) مرکب غیر مفید کی تعریف:

جیسے: اِضْرِبْ (تو مار) (۲) نہی کی تعریف: وہ فعل جس کے ذریعے مخاطب سے کسی کام سے رک جانے کا مطالبہ کیا جائے۔ جیسے: لَا تَضْرِبْ (تو نہ مار)۔ (۳) استفہام کی تعریف: وہ جملہ جس کے ذریعے کوئی بات پوچھی جائے۔ جیسے: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ؟ (کیا زید نے مارا) (۴) تمنی کی تعریف: وہ جملہ جس کے ذریعے آرزو کا اظہار کیا جائے۔ جیسے: لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرًا. (کاش! زید حاضر ہوتا)۔ (۵) ترجی کی تعریف: وہ جملہ جس کے ذریعے شک کا اظہار کیا جائے۔ جیسے: لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ. (شاید عمر غائب ہے)۔ (ف) تمنی اور ترجی میں فرق یہ ہے کہ تمنی ممکن اور ناممکن دونوں کی ہوتی ہے جبکہ ترجی صرف ممکن کی ہوتی ہے۔ (۶) عقود: عقد کی جمع ہے۔ عقد کی تعریف: وہ جملہ جس کے ذریعے کوئی سودا یا معاملہ طے کیا جائے۔ مثلاً خرید و فروخت کے وقت بیچنے والا کہے: بَعْتُ (میں نے فلاں چیز فروخت کی) اور خریدنے والا کہے: اِشْتَرَيْتُ (میں نے وہ چیز خریدی)۔ (۷) ندا کی تعریف: وہ جملہ جس کے ذریعے کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنا مقصود ہو۔ جیسے: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. (ف) اس میں رسول خدا عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنا مقصود ہے، تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی توجہ سے ہمارے بگڑے کاموں کو بنا دیں اسی لیے یہاں جواب ندا نہیں لاتے؛ کہ زبان حال سب کچھ بتا رہی ہے۔ (۸) عرض کی تعریف: وہ جملہ جس کے ذریعے دوسرے کو کسی کام کے کرنے پر ابھارا جائے۔ جیسے: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيبَ خَيْرًا (کیا تو ہمارے ساتھ نہیں اترے گا کہ تو بھلائی پائے)۔ (۹) قسم کی تعریف: وہ جملہ جس کے ذریعے کسی محترم چیز کا ذکر کر کے اپنی بات کو پختہ کیا جائے۔ جیسے: وَاللّٰهِ لَا ضَرْبَنَ زَيْدًا (خدا کی قسم! میں زید کو ضرور ماروں گا) اس میں وَاللّٰهِ قسم ہے، اور جس بات کو پختہ کرنا مقصود ہو

وہ مرکب کہ جب بات کرنے والا اس پر سکوت اختیار کرے (خاموش ہو جائے) تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو۔ جیسے: غَلَامٌ زَيْدٌ۔^(۱)
(زید کا غلام۔)

مرکب غیر مفید کی اقسام

مرکب غیر مفید کی تین قسمیں ہیں:

i..... مرکب اضافی ii..... مرکب بنائی iii..... مرکب منع صرف۔

(۱) مرکب اضافی کی تعریف:

وہ مرکب غیر مفید جس میں پہلے جزء کو دوسرے جزء کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔ جیسے: غَلَامٌ زَيْدٌ۔ اس کے جزء اول کو ”مضاف“ اور جزء ثانی کو

اسے ”جواب قسم“ کہتے ہیں۔ (۱۰) تعجب کی تعریف: جس چیز کا سبب مخفی ہو اسے دیکھنے سے انسان پر جو حالت طاری ہوتی ہے اسے ”تعجب“ کہتے ہیں۔ جیسے: مَا أَحْسَنَهُ وَأَحْسِنُ بِهِ۔ دونوں کا معنی ہے: (وہ کتنا حسین ہے۔) (ف) چونکہ انشاء کا معنی ہے: کسی ایسی چیز کو وجود میں لانا جو موجود نہ ہو۔ اور مذکورہ بالا تمام قسموں میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ نیز ان تمام اقسام میں طلب بھی پائی جاتی ہے۔ جیسے قسم میں مطالبہ ہے کہ میری بات پر یقین کیا جائے، عرض میں مطالبہ ہے کہ میری بات مانی جائے، تعجب میں مطالبہ ہے کہ سامع بھی اس پر تعجب کرے۔ (ف) عربی میں لفظ عَمْرٌ اور عَمْرٌ میں فرق کرنے کے لیے عَمْرٌ کے بعد واو لکھی جاتی ہے جو پڑھنے میں نہیں آتی۔ (ف) خیال رہے کہ جار مجرور ہمیشہ کسی فعل یا شبہ فعل کے متعلق ہوتے ہیں جو کبھی کلام میں مذکور ہوتے ہیں اور کبھی محذوف اگر مذکور ہوں تو جار مجرور کو ”ظرف لغو“ اور اگر محذوف ہوں تو جار مجرور کو ”ظرف مستقر“ کہتے ہیں۔

①..... غَلَامٌ زَيْدٌ۔ اس سے سننے والے کو نہ تو کوئی اطلاع ملی ہے اور نہ اسے یہ معلوم ہوا کہ مجھ سے کچھ طلب کیا جا رہا ہے لہذا صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو جانا متکلم کے لیے درست نہیں۔ اس طرح کے مرکبات کو ”مرکب غیر مفید“، ”مرکب ناقص“ اور ”مرکب غیر کلامی“ بھی کہتے ہیں۔

”مضاف الیہ“ کہتے ہیں۔ اور مضاف الیہ ہمیشہ ”مجرور“ ہوتا ہے۔

(۲) مرکب بنائی کی تعریف:

وہ مرکب غیر مفید جس میں دو اسموں کو ملا کر ایک کر دیا گیا ہو اور ان میں سے دوسرا اسم کسی حرف کو شامل ہو۔ جیسے: أَحَدٌ عَشَرَ. سے تِسْعَةَ عَشَرَ. جو اصل میں ”أَحَدٌ وَعَشَرَ“ اور ”تِسْعَةُ وَعَشَرَ“ تھے؛ درمیان سے واؤ کو حذف کر کے دونوں اسموں کو ایک کر دیا گیا ہے۔ اس مرکب بنائی کے دونوں جزء ”مبنی بر فتح“ ہوتے ہیں۔ سوائے اِثْنَا عَشَرَ. کے؛ کیونکہ اس کا پہلا جزء ”معرب“ اور دوسرا ”مبنی بر فتح“ ہوتا ہے۔

(۳) مرکب منع صرف کی تعریف:

وہ مرکب غیر مفید جس میں دو اسموں کو ملا کر ایک کر دیا گیا ہو اور ان میں سے دوسرا اسم کسی حرف کو شامل نہ ہو۔ جیسے: بَعْلَبَكُّ. اور حَضْرَ مَوْتُ. اکثر علماء^(۱) کے نزدیک اس کا پہلا جزء ”مبنی بر فتح“ اور دوسرا جزء ”معرب“ ہوتا ہے۔

تنبیہ:

(۱) خیال رہے کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا کوئی جزء واقع ہوتا ہے۔

●..... قولہ: (اکثر علماء کے نزدیک). اس میں علماء کے اختلاف کی طرف اشارہ ہے ایک مذہب تو یہی ہے جو مصنف کا مختار ہے کہ اس کا پہلا جزء مبنی بر فتح اور دوسرا جزء معرب باعراب غیر منصرف ہے۔ کہا جائے گا: هَذَا بَعْلَبَكُّ. رَأَيْتُ بَعْلَبَكُّ. وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكِّ. اور بعض علماء کہتے ہیں کہ دونوں جزء معرب ہیں پہلا جزء مضاف دوسرا جزء مضاف الیہ اور منصرف ہے۔ کہا جائے گا: هَذَا بَعْلَبَكُّ. رَأَيْتُ بَعْلَبَكُّ. وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبِكِّ. تیسرا مذہب بھی بعینہ یہی ہے لیکن دوسرے جزء کو مضاف الیہ غیر منصرف کہتے ہیں۔ کہا جائے گا: هَذَا بَعْلَبَكِّ. رَأَيْتُ بَعْلَبَكِّ. وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبِكِّ.

جیسے: غَلَامٌ زَيْدٌ قَائِمٌ، عِنْدِي أَحَدٌ عَشَرَ دِرْهَمًا، جَاءَ بَعْلَبَكُ.
 (۲) کوئی بھی جملہ دو کلموں سے کم پر مشتمل نہیں ہوتا خواہ وہ دونوں کلمے
 لفظاً ہوں جیسے: ضَرْبَ زَيْدٌ. اور زَيْدٌ قَائِمٌ. یا ان میں سے ایک لفظاً ہو اور
 دوسرا تقدیراً۔ جیسے: اضْرِبْ. کہ اس میں ایک کلمہ تو یہی اضْرِبْ ہے اور دوسرا
 کلمہ اَنْتَ ضمیر ہے جو اس میں پوشیدہ ہے۔ ہاں! جملہ میں دو سے زیادہ کلمے
 ہو سکتے ہیں، اور زیادتی کی کوئی حد نہیں (۱) ہے۔

(۳) نیز جب کسی جملے میں بہت سے کلمات ہوں تو ان میں باہم
 امتیاز پیدا کرنا چاہیے کہ یہ اسم ہے، فعل ہے یا حرف، اسی طرح دیکھنا چاہیے
 کہ معرب ہے یا مبنی، عامل ہے یا معمول، نیز سمجھنا چاہیے کہ کلمات کا آپس
 میں کیا تعلق ہے؟ تاکہ مسند اور مسند الیہ کا پتا چلے اور جملہ کا معنی اور مطلب
 تحقیقی انداز میں معلوم ہو سکے۔

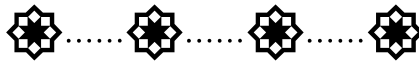


①..... قولہ: (زیادتی کی کوئی حد نہیں) مثلاً: ضَرْبَ (فعل) زَيْدٌ (فاعل) عَمْرُوًّا (مفعول بہ)
 ضَرْبًا شَدِيدًا (مفعول مطلق نوعی) فِي دَارِهِ (جار مجرور) اَمَامَ الْاَمِيْرِ (مفعول فیہ مکانی)
 تَادِيًا (مفعول لہ) وَسَوَطًا (مفعول معہ) رَاكِبًا (حال) یہ جملہ نواجز پر مشتمل ہے آخر سے
 ایک ایک جزء کم کرتے جائیں تو آٹھ، سات اور چھ اجزا پر مشتمل جملے کی مثالیں بنتی جائیں گی
 یہاں تک کہ صرف دو جزء رہ جائیں گے۔ جملہ میں اگر دو سے زیادہ اجزا ہوں تو چند امور خاص طور
 پر قابل غور ہوں گے۔ (۱) ہر جزء کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے کہ اسم ہے یا فعل
 یا حرف۔ (۲) معرب ہے یا مبنی (۳) عامل ہے یا معمول (۴) کلمات کا آپس میں کیا تعلق ہے
 تاکہ مسند الیہ اور مسند کا پتا چل جائے اور جملہ کا معنی صحیح طور پر معلوم ہو جائے۔

سوالات

- سوال ۱: لفظ کی اقسام اور ان کی تعریفات بیان کریں۔
- سوال ۲: کلمہ کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟
- سوال ۳: مرکب کی تعریف بیان کریں نیز مرکب کی اقسام مثالیں دے کر واضح کریں۔
- سوال ۴: مرکب مفید کو کون کون سے نام دیئے جاتے ہیں؟
- سوال ۵: جملہ اور اس کی اقسام بمع تعریفات بیان کریں۔
- سوال ۶: مسند اور مسند الیہ کسے کہتے ہیں نیز اسم، فعل اور حرف میں سے کونسی شے مسند الیہ بن سکتی ہے اور کونسی مسند؟
- سوال ۷: جملہ انشائیہ کی اقسام بمع امثلہ واضح کریں۔
- سوال ۸: مرکب غیر مفید کی تین قسموں کی تعریف مثالوں کے ساتھ واضح کیجئے۔
- سوال ۹: جملہ خبریہ کتنی قسموں پر مشتمل ہے ان اقسام کی تعریفات بمع امثلہ بیان کریں۔
- سوال ۱۰: ایک جملہ کم از کم کتنے اجزا پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ بھی بتائیں کی اَضْرِبُ مرکب مفید ہے یا غیر مفید؟
- سوال ۱۱: مذکورہ سبق کی روشنی میں درج ذیل الفاظ کی اقسام متعین کیجئے، اور وجہ بھی بتائیے:

اللَّهُ، رَسُولُ اللَّهِ، الدُّعْوَةُ الْإِسْلَامِيَّةُ، فِي، زَيْدٌ عَالِمٌ، أَسْتَاذُنَا، لَا تَضْرِبُ، هَلْ أَنْتَ طَالِبٌ؟، ضَرَبَ بَكْرٌ، مَعْدِيكَرْبٌ، أَحَدَ عَشَرَ، عَبْدُ اللَّهِ.



سبق نمبر: 2

..... اسم، فعل اور حرف کی علامات کا بیان ﴿

اسم کی علامات:

- (۱)..... شروع میں الف لام کا ہونا۔ جیسے: الْحَمْدُ، الصَّلَاةُ.
- (۲)..... شروع میں حرف جر ہونا۔ جیسے: بَزِيدٍ، إِلَى الْمَدِينَةِ.
- (۳)..... آخر میں تنوین^(۱) ہونا۔ جیسے: رَجُلٌ، بِلَالٌ.
- (۴)..... مسندالیہ^(۲) ہونا۔ جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ. بَكْرٌ فَاضِلٌ.
- (۵)..... مضاف^(۳) ہونا۔ جیسے: غُلَامٌ زَيْدٍ، وَلَدٌ رَجُلٍ.
- (۶)..... مصغر^(۴) ہونا۔ جیسے: قُرَيْشٌ، رُجَيْلٌ.

۱..... تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کے تابع پڑھا جاتا ہے۔ نحو میر کے آخر میں تنوین کی پانچ قسمیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے چار اسم کے ساتھ خاص ہیں، تنوین ترنم فعل اور حرف پر بھی آجاتی ہے جو محض آواز کی عمدگی کے لیے لائی جاتی ہے۔

۲..... مسندالیہ ہونا اسم کا خاصہ ہے۔ کیوں کہ فعل اور حرف مسندالیہ نہیں ہو سکتے۔

۳..... حرف جر مقدر کے واسطے سے مضاف ہونا اسم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے: غُلَامٌ زَيْدٍ. کہ یہ اصل میں غُلَامٌ لَزَيْدٍ تھا۔

۴..... مصغر: وہ اسم جس کے اصل میں تبدیلی کی گئی ہوتی ہے کہ چھوٹا یا ذلیل یا محبوب ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے: رَجُلٌ (مرد) کی تصغیر رُجَيْلٌ (ف) اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، عاشقِ ماہِ نبوت، پروانہ شمع رسالت، حضرت علامہ و مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ الامام احمد رضا خان بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق کسی چیز کی تصغیر نہیں لائی جائے گی۔ مثلاً آنکھوں کے لیے آنکھڑیاں؛ کیونکہ اس میں بے ادبی کا پہلو پایا جاتا ہے۔ اسی طرح عاشقِ اعلیٰ حضرت، حامیِ سنت، ماحیِ بدعت، امیرِ اہل سنت بانیِ دعوتِ اسلامی

(۷)..... منسوب^(۱) ہونا۔ جیسے: مَکِّي، مَدَنِي، بَغْدَادِي.

(۸)..... تشنیہ ہونا۔ جیسے: رَجُلَانِ، عَالِمَانِ.

(۹)..... جمع ہونا^(۲)۔ جیسے: رِجَالٌ.

(۱۰)..... موصوف ہونا۔ جیسے: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ.

(۱۱)..... آخر میں تاء متحرک کا ہونا۔ جیسے: ضَارِبَةٌ.

فعل کی علامات^(۳):

(۱)..... ابتداء میں حرف ”قَدْ“ کا ہونا۔ جیسے: قَدْ ضَرَبَ.

(۲)..... ”یا“ ”س“ کا ہونا۔ جیسے: سَيَضْرِبُ.

حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی مدظلہ العالی سرکار مدینہ، راحت قلب و سینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر و معتبر پسینہ، باعث نزول سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لفظ ”کملی والا“ استعمال کرنے سے منع فرماتے ہیں؛ کیوں کہ ”کملی“، تصغیر ہے یعنی چھوٹی چادر۔

۱..... منسوب: وہ اسم جس کے آخر میں نسبت کی مشددیاء زائد کی گئی ہوتا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس کی نسبت اس اسم کی طرف ہے۔ جیسے: بَغْدَادِي (بغداد والا) مَدَنِي (مدینہ طیبہ والا) عَطَارِي (عطار والا یعنی شیخ طریقت امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی کا مرید یا طالب)

۲..... خیال رہے کہ فعل کو واحد، تشنیہ اور جمع کہنا محض مجازاً ہے حقیقہً واحد، تشنیہ اور جمع اس کا فاعل ہوتا ہے یعنی: الف تشنیہ اور واو جمع وغیرہ۔

۳..... مصنف نے فعل کے آٹھ خواص بیان کیے ہیں: قَدْ کا ابتداء میں ہونا۔ قَدْ فعل ماضی پر آئے تو تقریب (زمانہ ماضی کو حال کے قریب کرنے) اور تحقیق کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ﴾ مضارع پر آئے تو عموماً تقلیل اور کمی کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے: قَدْ يَقْرَأُ زَيْدٌ. (زید کبھی پڑھتا ہے۔) اور کبھی مضارع پر آ کر بھی تحقیق کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے: ﴿قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ﴾۔ (ف) سین اور سَوْف صرف فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اسے مستقبل قریب کے معنی میں کر دیتے ہیں، سین میں سَوْف کی نسبت زیادہ قرب پایا جاتا ہے۔

- (۳)..... یا ”سَوْفَ“ کا ہونا۔ جیسے: سَوْفَ يَضْرِبُ.
 (۴)..... یا حرف جازم کا ہونا^(۱)۔ جیسے: لَمْ يَضْرِبُ.
 (۵)..... آخر میں ضمیر مرفوع متصل کا آجانا^(۲)۔ جیسے: ضَرَبْتُ.
 (۶)..... یا تائے ساکنہ کا آجانا^(۳)۔ جیسے: ضَرَبْتُ.
 (۷)..... امر ہونا۔ جیسے: اِضْرِبُ.
 (۸)..... نہی ہونا۔ جیسے: لَا تَضْرِبُ.

حرف کی علامات^(۴) :

حرف کی علامت یہ ہے کہ اس میں اسم و فعل کی علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے۔



- ①..... حرف جازم کا ہونا۔ جیسے: ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ (نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا۔)
 حروف جازمہ پانچ ہیں: (۱) اِنْ (۲) لَمْ (۳) لَمَّا (۴) لام امر (۵) لائے نہی۔
 ②..... یہ وہ ضمیر ہوتی ہے جو فعل کے آخر میں آتی ہے اور فاعل یا نائب الفاعل بنتی ہے۔ جیسے:
 ضَرَبْتُ اور قَتَلْتُ.
 ③..... یہ وہ تاء ساکن ہوتی ہے جو فعل ماضی کے آخر میں آتی ہے۔ جیسے: ضَرَبْتُ اور قَتَلْتُ۔ یہ
 تاء ضمیر نہیں بلکہ حرف اور علامت ہے، ضمیر ہسی فعل میں پوشیدہ ہے۔ (ف) فعل کی تمام علامات
 لفظی ہیں جو پڑھنے میں آتی ہیں۔
 ④..... حرف کی ایک ہی علامت ہے اور وہ بھی عدمی یعنی اسم اور فعل کی علامت کا نہ ہونا۔
 (ف) عدمی اسے کہتے ہیں جس میں کسی چیز کے نہ ہونے یا نہ کرنے کا اعتبار ہو۔ جیسے یہاں حرف کی
 علامت ”اسم اور فعل کی علامت کا نہ ہونا“ ہے۔

سوالات

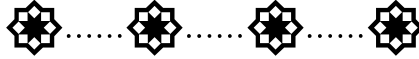
سوال ۱: اسم کی کتنی اور کون کون سی علامات ہیں؟ امثلہ سے واضح کیجئے۔

سوال ۲: فعل کو پہچاننے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال ۳: حرف کو پہچاننے کا قاعدہ بیان کریں۔

سوال ۴: درج ذیل کلمات میں سے اسم، فعل، حرف کو ان کی علامات کی روشنی میں الگ الگ کریں۔

الرَّحْمَنُ، الْعَطَّارُ، قَادِرِيٌّ، نَصْرَ، فَتَحَ، فِي، مِنْ، مُسْلِمُونَ،
عَالِمَةٌ، جَامِعَةُ الْمَدِينَةِ، حُسَيْنٌ، أَبُو أُسَيْدٍ، مَدْرَسَةٌ كَبِيرَةٌ، سَيَقُولُ،
سَوْفَ تَعْلَمُونَ، لَمْ يَلِدْ، قَدْ أَفْلَحَ.



سبق نمبر: 3

﴿..... معرب اور مبنی (۱) کا بیان﴾

آخری حرف کے اعتبار سے کلمات عرب کی دو قسمیں ہیں: معرب اور

مبنی۔

(۱) مُعْرَب کی تعریف:

وہ کلمہ جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نَبِيُّ

زَيْدٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا اور مَرَرْتُ بَزِيدًا.

ان مثالوں میں جَاءَ، رَأَيْتُ اور (ب) عامل ہیں، زَيْدٌ معرب

ہے، ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب۔

(۲) مَبْنِي کی تعریف (۲):

وہ کلمہ جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ جیسے: هُوَ لَاءِ کہ یہ

①..... ہر جملہ کے کلمات کے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ معرب ہیں یا مبنی؟ یہ بحث نحو میں

بنیادی حیثیت رکھتی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ بعض کلمات ایسے ہیں کہ ان پر مختلف عمل کرنے والے عامل

یکے بعد دیگرے آتے ہیں تو ان کے آخر میں حرف یا حرکت کی تبدیلی آ جاتی ہے۔ مثلاً: جَاءَ نَبِيُّ

زَيْدٌ. رَأَيْتُ زَيْدًا. مَرَرْتُ بَزِيدًا. اس طرح کے کلمات کو ”معرب“ یا ”اسم متمکن“ کہا جاتا ہے۔

اور بعض کلمات پر وہی عامل آتے ہیں لیکن ان کے آخر میں کوئی تبدیلی نہیں آتی مثلاً: جَاءَ نَبِيُّ

هُوَ لَاءِ، رَأَيْتُ هُوَ لَاءِ، مَرَرْتُ بِهِوَ لَاءِ. اس طرح کے کلمات کو ”مبنی“ یا ”اسم غیر متمکن“ کہا

جاتا ہے۔

②..... مبنی کی دو قسمیں ہیں: (۱) مبنی الاصل (۲) مشابہ مبنی الاصل۔ مبنی الاصل تین چیزیں ہوتی

ہیں: (۱) فعل ماضی (۲) فعل امر حاضر معروف (۳) تمام حروف معانی۔ ان کے علاوہ چوتھی چیز

فعل مضارع کو بھی مبنی الاصل مانا جاتا ہے بشرطیکہ اس کے آخر میں جمع مؤنث کا نون ہو۔ جیسے:

ضَرَبْنَ یا يَضْرِبْنَ. یا نون تاکید ہو اور درمیان میں کوئی حرف حائل نہ ہو۔ یہ پانچ صیغوں میں

حالت رُعی و نصی و جری میں بدلتا نہیں۔

فائدہ:

تمام حروفِ (معانی) ”بنی“ ہیں، اور افعال میں سے فعل ماضی، فعل امر حاضر معروف اور فعل مضارع کے وہ صیغے بھی جن کے آخر میں نون جمع مؤنث (نون نسوہ، نون ضمیری) یا نون تاکید (ثقیلہ یا خفیفہ) ہو ”بنی“ ہوتے ہیں۔

نیز خیال رہے کہ اسم غیر متمکن بنی ہے اور اسم متمکن جب ترکیب میں واقع ہو معرب ہے۔ اور فعل مضارع بھی معرب ہے جبکہ نون جمع مؤنث و نون تاکید (ثقیلہ و خفیفہ) سے خالی ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ ان دو چیزوں (اسم متمکن مرکب مع الغیر اور فعل مضارع مذکور) کے سوا کلام عرب میں کوئی کلمہ معرب نہیں بلکہ ان کے علاوہ تمام کلمات بنی ہیں۔

اسم غیر متمکن کی تعریف:

اسم غیر متمکن وہ اسم جو بنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے^(۱)۔

ہوگا: (۱) واحد مذکر غائب جیسے: یَضْرِبَنَّ (۲) واحد مؤنث غائب۔ جیسے: تَضْرِبَنَّ (۳) واحد مذکر حاضر۔ جیسے: تَضْرِبَنَّ۔ (۴-۵) متکلم کے دو صیغے۔ جیسے: اَضْرِبَنَّ، نَضْرِبَنَّ۔ علاوہ ازیں بعض حضرات نے ”جملہ“ اور ”اسم غیر مرکب“ (جیسے: زَيْدٌ، رَجُلٌ، شَجَرٌ) کو بھی بنی الاصل میں شمار کیا ہے۔ اس طرح بنی الاصل کی کل آٹھ قسمیں بن جاتی ہیں۔ اور مشابہ بنی الاصل (جسے اسم غیر متمکن بھی کہتے ہیں) کی بھی آٹھ قسمیں ہیں جن کا بیان عنقریب آئے گا۔

①..... بنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی کئی صورتیں ہیں: (۱) کسی اسم میں بنی الاصل کا معنی پایا جائے۔ جیسے: اَيْنَ کہ اس میں ہمزہ استفہام کا معنی ہے، اور اَحَدٌ عَشَرَ کے دوسرے جزء میں

فائدہ:

تین چیزیں ”بنی الاصل“ ہیں: (۱) فعل ماضی، (۲) فعل امر حاضر

معروف، اور (۳) تمام حروف۔

اسم متمکن کی تعریف:

اسم متمکن وہ اسم جو بنی الاصل سے مشابہت نہیں رکھتا۔

اسم غیر متمکن کی اقسام (۱)

اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام ہیں:

(۱)..... ضمائر:

حرف عطف کا معنی ہے۔ (۲) حرف کی طرح اسم اپنا معنی معین کرنے میں غیر کا محتاج ہو۔ جیسے: تمام اسمائے اشارات و اسمائے مضمورات اور اسمائے موصولات کہ ان کا معنی معین کرنے کے لیے مشارالیه اور مرجع اور صلہ کی حاجت ہوتی ہے۔

①..... اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں: پہلی قسم ضمیر ہے۔ ضمیر: وہ اسم جس کی وضع متکلم یا مخاطب یا غائب کے لیے ہو۔ اسے ”مضمّر“ بھی کہتے ہیں۔ اور ضمیر غائب جس کی طرف راجع ہو اسے ”مرجع“ (بکسر جیم) کہتے ہیں۔ (ف) ضمیر کا اعراب محلی ہوتا ہے۔ اعراب محلی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی اسم بنی ایسی جگہ پر آجائے کہ اس جگہ اگر اسم معرب آتا تو اس پر اعراب آجاتا، ضمیر کبھی محل رفع میں واقع ہوگی یعنی فاعل، نائب فاعل یا مبتدا واقع ہوگی اسے ”ضمیر مرفوع“ کہا جائے گا۔ اور اگر محل نصب میں واقع ہو تو اسے ”ضمیر منصوب“ کہتے ہیں اور اگر محل جر میں واقع ہو یعنی مضاف الیه ہو یا حرف جر کے بعد آئے تو اسے ”ضمیر مجرور“ کہا جائے گا۔ پھر ضمیر مرفوع اور ضمیر منصوب کی دو دو قسمیں ہیں: اگر وہ اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور اس سے پہلے نہ آسکے تو اسے ”ضمیر مرفوع متصل“ یا ”ضمیر منصوب متصل“ کہیں گے ورنہ ”ضمیر مرفوع منفصل“ یا ”ضمیر منصوب منفصل“ کہیں گے۔ اور ضمیر مجرور صرف متصل ہوتی ہے منفصل نہیں ہوتی۔ اس طرح ضمیر کی کل پانچ قسمیں بنتی ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک واحد،ثنیہ یا جمع، مذکر یا مؤنث، متکلم، مخاطب یا غائب ہوتی ہے۔

ضما ر کل ستر 70 ہیں جن میں سے چودہ ضمیریں مرفوع متصل (۱)،
چودہ مرفوع منفصل (۲)، چودہ منصوب متصل (۳)، چودہ منصوب منفصل (۴) اور
چودہ مجرور متصل (۵) ہوتی ہیں۔
(i)..... مرفوع منفصل ضمیریں یہ ہیں:

اَنَا	نَحْنُ	أَنْتَ	أَنْتُمْ	أَنْتِ	أَنْتِمْ	أَنْتِمْ
أَنْتِمْ	هُوَ	هُمَا	هُمَّ	هِيَ	هُمَا	هُنَّ

(ii)..... مرفوع متصل ضمیریں یہ ہیں:

ضَرَبْتُ	ضَرَبْنَا	ضَرَبْتَ	ضَرَبْتُمْ	ضَرَبْتِمْ	ضَرَبْتِمْ
----------	-----------	----------	------------	------------	------------

- ۱..... ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں: (۱) ضمیر مرفوع متصل بارز: وہ ضمیر مرفوع متصل جو ظاہر ہو اور پڑھنے میں آئے۔ جیسے: ضَرَبْتُ میں ت۔ (۲) ضمیر مرفوع متصل مستتر: وہ ضمیر مرفوع متصل جو پوشیدہ ہو اور پڑھنے میں نہ آئے۔ جیسے: أَضْرِبُ میں اَنَا اور نَضْرِبُ میں نَحْنُ۔
- ۲..... ضمیر مرفوع منفصل: وہ ضمیر جو محل رفع میں واقع ہو اور عامل کے بغیر پڑھی جاسکتی ہو۔ یہ صرف بارز ہوتی ہے مستتر نہیں ہوتی۔
- ۳..... ضمیر منصوب متصل: وہ ضمیر جو محل نصب میں واقع ہو اور اپنے عامل کے بغیر نہ پڑھی جاسکتی ہو۔
- ۴..... منصوب منفصل: وہ ضمیر جو محل نصب میں واقع ہو اور عامل کے بغیر پڑھی جاسکتی ہو۔ (ف) کتاب میں مذکور چودہ صیغوں میں ضمیر منصوب منفصل برقول اصح صرف لفظ ”اَيَّا“ ہے، اس کے بعد جو اضافے ہیں وہ متکلم، مخاطب اور غائب، واحد، ثنثیہ اور جمع، مذکر اور مؤنث کی علامات ہیں۔ مثلاً: اَيَّايَ میں ياء واحد متکلم کی علامت ہے۔
- ۵..... ضمیر مجرور متصل: وہ ضمیر جو محل جر میں واقع ہو اور اپنے عامل کے بغیر نہ پڑھی جاسکتی ہو۔ (ف) کتاب میں اس ضمیر مجرور کی مثال دی ہے جس پر حرف جر داخل ہے۔ اس کے علاوہ جو ضمیر مضاف الیہ ہو وہ بھی مجرور متصل ہوگی۔ جیسے: غُلَامِي، غُلَامِنَا وغیرہ۔
- ۶..... ضَرَبْتُ میں ت اور ضَرَبْنَا میں نَا ضمیر مرفوع متصل بارز ہے، فعل ماضی کے مخاطب کے

ضَرْبُتَنْ	ضَرْبَ	ضَرْبَا	ضَرْبُوا	ضَرْبَتْ	ضَرْبَتَا	ضَرْبَنْ
------------	--------	---------	----------	----------	-----------	----------

(iii)..... منصوب متصل ضمیریں یہ ہیں:

إِيَّايَ	إِيَّانَا	إِيَّاكَ	إِيَّاكُمَا	إِيَّاكُمْ	إِيَّاكَ	إِيَّاكُمَا
إِيَّاكُنَّ	إِيَّاهُ	إِيَّاهُمَا	إِيَّاهُمْ	إِيَّاهَا	إِيَّاهُمَا	إِيَّاهُنَّ

(iv)..... منصوب متصل ضمیریں یہ ہیں:

ضَرْبِنِيْ	ضَرْبَنَا	ضَرْبَكَ	ضَرْبَكُمَا	ضَرْبَكُمْ	ضَرْبِكَ	ضَرْبِكُمَا
ضَرْبِكُنَّ	ضَرْبَهُ	ضَرْبَهُمَا	ضَرْبَهُمْ	ضَرْبَهَا	ضَرْبَهُمَا	ضَرْبَهُنَّ

(v)..... مجرور متصل ضمیریں یہ ہیں:

لِيْ	لَنَا	لَكَ	لَكُمَا	لَكُمْ	لَكَ	لَكُمَا
لَكُنَّ	لَهُ	لَهُمَا	لَهُمْ	لَهَا	لَهُمَا	لَهُنَّ

(۲)..... اسمائے اشارات (۱):

ذَا، ذَانِ، ذَيْنِ، تَا، تِي، تَهْ، ذَهْ، ذِهِي، تِهِي، تَانِ، تَيْنِ،
أَوْلَاءِ، مَدَّكَ سَاتَهْ اور أَوْلِي قَصْر كَسَاتَهْ۔

تمام صیغوں میں تِ ثِ ضمیر مرفوع متصل بارز ہوتی ہے، غائب کے صیغوں میں سے ضَرْبَ میں
هُوَ اور ضَرْبَتْ میں هِي ضمیر مرفوع متصل مستتر ہوتی ہے، ضَرْبَتْ میں تِ حرف اور علامت
تانیث ہے، ضَرْبَا اور ضَرْبَتَا میں الف ضمیر ثنیہ، ضَرْبُوا میں وا ضمیر جمع مذکر اور ضَرْبِنِ میں
نون ضمیر جمع مؤنث ہے۔ یہ سب مرفوع متصل بارز ضمیریں ہیں۔

①..... اسم غیر متمکن کی دوسری قسم اسماء اشارات ہیں۔ اسم اشارہ: وہ اسم جو کسی محسوس مبصرشی کی
طرف اشارہ کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اسم اشارہ کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا معنی
مشار الیہ کے بغیر سمجھ میں نہیں آتا جس طرح حرف ضم ضمیمہ کے بغیر (یعنی اسم یا فعل کو ملائے بغیر)

(۳)..... اسمائے موصولہ:

الَّذِي^(۱)، اللَّذَانِ، اللَّذِينَ، اللَّتِي، اللَّتَانِ، اللَّتَيْنِ، اللَّاتِي،
اللَّوَاتِي، مَا، مَنْ، أَيُّ، آيَةٌ، اور الف لام بمعنی الَّذِي جبکہ اسم فاعل اور اسم
مفعول^(۲) پر آئے۔ جیسے: الضَّارِبُ، المَضْرُوبُ،

اپنے معنی پر دلالت نہیں کرتا۔ تو اسم اشارہ کو حرف سے مشابہت ہوئی اور حرف مبنی الاصل ہے اور جو
مبنی الاصل کے مشابہ ہو وہ مبنی ہوتا ہے لہذا اسم اشارہ بھی مبنی ہے۔ (ف) اصل اسم اشارہ ذَا،
ذَانِ، ذَيْنِ، ذِهِ، تَانِ، تَيْنِ، وُلَاةٍ ہیں عموماً ان کے شروع میں تنبیہ کے لیے حرف ہا بڑھا دیتے
ہیں۔ جیسے: هَذَا، هَذَانِ، هَذَيْنِ، هَذِهِ، هَاتَانِ، هَاتَيْنِ، هُوَ لَاءٍ وغیرہ۔ اور کبھی ان کے آخر
میں مخاطب کے اعتبار سے حرف خطاب لگا دیتے ہیں۔ جیسے: ذَاكَ وغیرہ۔ اور کبھی مشار الیہ کی
دوری کی وجہ سے حرف خطاب سے پہلے بھی لایا جاتا ہے۔ جیسے: ذَالِكَ، ذَالِكَمَا وغیرہ۔

①..... الَّذِي اسم موصول ہے اس کا معنی ہے: ”جو“، ”وہ جو“، ”وہ جس نے“، ”وہ جس کو“ وغیرہ
جملہ کے اعتبار سے معنی بنے گا۔ اسم موصول کے ساتھ جب تک ایک جملہ خبریہ نہ ملائیں اس کا معنی
سمجھ میں نہیں آتا اس لحاظ سے یہ حرف کے مشابہ ہے اور اسی لیے یہ مبنی ہے۔

اسم موصول: وہ اسم جس کا معنی کسی جملہ خبریہ کے ملائے بغیر سمجھ میں نہ آتا ہو۔ البتہ الف
لام جب بمعنی الَّذِي ہو تو اس کا معنی اسم فاعل یا اسم مفعول کے ملانے سے مکمل ہو جاتا ہے۔ جیسے:
الضَّارِبُ، المَضْرُوبُ. اسماء موصولہ یہ ہیں: الَّذِي واحد مذکر کے لیے، اللَّذَانِ حالت رفع میں اور
اللَّذِينَ حالت نصب میں تشنیہ مذکر کے لیے، اللَّذِينَ جمع مذکر کے لیے، اللَّتِي واحد مؤنث، اللَّتَانِ،
اللَّتَيْنِ تشنیہ مؤنث، اللَّاتِي اور اللَّوَاتِي جمع مؤنث کے لیے۔ مَا غیر ذوی العقول کے لیے، مَنْ
ذوی العقول کے لیے، أَيُّ اسم موصول مذکر کے لیے اور آيَةٌ صرف مؤنث کے لیے آتے ہیں۔

②..... اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں کی دو دو قسمیں ہیں: (۱) بمعنی حدوثی: وہ اسم فاعل یا اسم
مفعول جو اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنی مصدری تینوں زمانوں میں سے کسی ایک
زمانہ میں پایا جاتا ہو۔ جیسے: الضَّارِبُ (وہ جس نے مارا یا مارتا ہے یا مارے گا) المَضْرُوبُ (وہ
جسے مارا گیا یا مارتا ہے یا مارا جائے گا)۔ (۲) بمعنی ثبوتی: وہ اسم فاعل یا اسم مفعول جو اس

اور قبیلہ ”بنی طی“ (۱) کی لغت میں ذُو بِمَعْنَى الَّذِي آتا ہے۔ جیسے: جَاءَ ذُو ضَرْبِكَ (یعنی: جَاءَ الَّذِي ضَرْبِكَ).

خیال رہے کہ ان اسماء موصولات میں سے لفظ ائی اور ائیۃ معرب ہیں۔
(۲)..... اسمائے افعال (۲):

اسمائے افعال کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اسم فعل بمعنی امر حاضر۔ جیسے: رُوِيَ، بَلَّه، حَيْهَل، هَلَمَّ

وغیرہ۔

(۲) اسم فعل بمعنی فعل ماضی۔ جیسے: هَيَّهَات، شَتَّانَ وغیرہ۔

ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنی مصدری کا پایا جانا کسی زمانہ کے ساتھ خاص نہ ہو۔ جیسے: الصَّائِعُ (سنار) اسم فاعل یا اسم مفعول بمعنی حدوثی پر آنے والا الف لام اسمی اور موصول بمعنی الَّذِي ہوتا ہے، اور بمعنی ثبوتی پر آنے والا الف لام حرفی ہوتا ہے، صفت مشبہ کی دلالت چونکہ ثبوت پر ہوتی ہے اس لیے اس پر آنے والا الف لام بھی حرفی ہے۔ (ف) الف لام اسمی واحد تثنیہ جمع مذکر اور مؤنث کے لیے آتا ہے جیسا اس کا مدخول ویسا ہی یہ ہوگا۔

①..... ”بنی طی“ عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے جس کی طرف نسبت کے لیے ”طائی“ کہا جاتا ہے۔

جیسے: حاتم طائی۔ اس قبیلے کی لغت میں ذُو، الَّذِي کے معنی میں آتا ہے۔

②..... اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم اسماء افعال ہیں۔ اسم فعل: وہ اسم جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مصنف نے اس کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) وہ اسم فعل جو ”فعل امر“ کے معنی میں آتا ہے اس کی چار مثالیں دی ہیں: رُوِيَ (توضور

مہلت دے) بَلَّه (توضور چھوڑ) حَيْهَل (تو آ) کہا جاتا ہے: هَلَمَّ (تو حاضر کر)۔

(۲) وہ اسم فعل جو فعل ماضی کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے: هَيَّهَات (دور ہوا)، شَتَّانَ (جدا ہوا)۔

(ف) یہ اسماء افعال واحد تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث کے لیے یکساں استعمال ہوتے ہیں۔

(ف) اسم فعل بعض اوقات فعل مضارع کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے: اُفِّ بِمَعْنَى اَتَضَجَّرُ

(میں بیقراری محسوس کرتا ہوں)، اور اُوِّدَ بِمَعْنَى اَتَوَجَّعُ (میں تکلیف محسوس کرتا ہوں)۔

(۵)..... اسمائے اصوات (۱): اُحُ اُحُ، اُفُ، بَخُ، نَخُ، غَاقُ.

(۶)..... اسمائے ظروف (۲): اسماءِ ظروف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ظرفِ زمان۔ جیسے: اِذُ، اِذَا، مَتٰی، كَيْفُ، اَيَّانَ، اَمْسُ، مُنْذُ،

مُنْذُ، قَطُّ، عَوْضُ، قَبْلُ، بَعْدُ۔ یہ اسماء اس صورت میں مبنی ہوتے ہیں جبکہ

①..... اسم غیر متمکن کی پانچوں قسم اسمائے اصوات ہیں۔ اسم صوت: وہ اسم جو کسی امر عارض کے وقت انسان کے منہ سے طبعی طور پر صادر ہو یا وہ اسم جس سے حیوان کو آواز دی جائے یا کسی حیوان کی آواز کی نقل کی جائے۔ مصنف نے پانچ مثالیں اس لیے ذکر کی ہیں کہ شدید کھانسی کے وقت اُحُ اُحُ کی آواز، ناپسندیدگی کے وقت اُفُ کی آواز نکلتی ہے، اور خوشی کے وقت بَخُ بَخُ اور بہت خوشی کے وقت بَخُ بَخُ کہا جاتا ہے، اونٹ کو بٹھانے کے وقت نَخُ نَخُ یا نَخُ نَخُ کہا جاتا ہے اور کوئے کی آواز کی نقل کے لیے غَاقُ غَاقُ استعمال ہوتا ہے۔

②..... اسم غیر متمکن کی چھٹی قسم اسماءِ ظروف ہیں۔ اسم ظرف: وہ اسم جو فعل کے واقع ہونے کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے۔ اسم ظرف کی دو قسمیں ہیں: (۱) جو کسی خاص فعل کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے۔ جیسے: مَضْرِبُ (مارنے کی جگہ یا زمانہ) (۲) جو کسی خاص فعل کے ظرف پر نہیں بلکہ مطلق فعل کے ظرف پر دلالت کرتا ہے۔ اس جگہ اسی قسم کا بیان مقصود ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظرفِ زمان۔ جیسے: اِذُ مبنی بر سکون زمانہ ماضی کے لیے۔ اِذَا: مبنی بر سکون برائے مستقبل۔ مَتٰی: مبنی بر سکون برائے استفہام، حدیث شریف میں ہے: ((مَتٰی السَّاعَةُ)) (قیامت کب آئے گی؟) كَيْفُ: مبنی بر فتح مجازاً اسم ظرف ہے اور حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے۔ اَيَّانَ: مبنی بر فتح برائے زمانہ مستقبل، اَمْسُ: مبنی بر کسرہ، بمعنی گذشتہ۔ مُنْذُ: مبنی بر سکون، مُنْذُ: مبنی بر ضم۔ یہ دونوں فعل مقدم کی مدت کی ابتداء بیان کرنے کے لیے آتے ہیں اگر ان کا مدخول زمانہ گذشتہ ہو۔ اور اگر ان کا مدخول زمانہ حاضر ہو تو تمام مدت بیان کرنے کے لیے آتے ہیں۔ جیسے: مَا رَأَيْتُهُ مُنْذُ او مُنْذُ يَوْمَانِ. (میرے اس کو نہ دیکھنے کی تمام مدت دو دن ہیں) قَطُّ: مبنی بر ضم فعل ماضی منفی کی تاکید کے لیے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لیے کہ فعل ماضی گزشتہ تمام زمانوں میں منفی ہے۔ جیسے: مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ. (میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا) عَوْضُ: مبنی بر ضم فعل مستقبل منفی کی تاکید کے لیے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لیے کہ فعل آنے والے تمام زمانوں میں منفی ہے۔

یہ مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف اور منوی (نیت میں ملحوظ) ہو۔
 (۲) ظرف مکان۔ جیسے: حَيْثُ، قُدَّامُ، تَحْتُ، فَوْقُ۔ یہ اسماء بھی اسی صورت میں مبنی ہوں گے جبکہ یہ مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔
 (۷)..... اسمائے کنایات (۱):

اس کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ اسماء جو عدد مبہم سے کنایہ ہوتے ہیں۔ جیسے: كَمٌ، كَذَا۔ (۲) وہ اسماء جو کسی مبہم بات سے کنایہ ہوتے ہیں۔ جیسے: كَيْتٌ، ذَيْتٌ۔

(۸)..... مرکب بنائی (۲): جیسے: أَحَدٌ عَشَرَ۔



جیسے: لَا أَرَاهُ عَوْضٌ۔ (میں اسے کبھی نہیں دیکھوں گا)۔ قَبْلُ وَبَعْدُ: ظرف زمان ہیں۔ (۲) ظرف مکان۔ جیسے: حَيْثُ: مبنی برضم۔ جیسے: أُصَلِّي حَيْثُ صَلَّيْتُ۔ (میں اس جگہ نماز پڑھتا ہوں جہاں تو نے نماز پڑھی) قُدَّامُ: آگے، تَحْتُ نیچے، فَوْقُ اوپر، یہ چاروں اس وقت مبنی برضم ہوں گے جب کہ ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔

۱..... اسم غیر متمکن کی ساتویں قسم اسمائے کنایات ہیں۔ اسم کنایہ: وہ اسم جو کسی معین چیز پر دلالت کرے لیکن اس کی دلالت صراحتہ نہ ہو۔ (۱) كَمٌ یہ عدد مبہم کے لیے ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) كَمٌ استفہامیہ: وہ كَمٌ جس سے کسی چیز کی تعداد پوچھی جائے۔ جیسے: كَمٌ رَجُلًا عِنْدَكَ۔ (تیرے پاس کتنے مرد ہیں؟) (۲) كَمٌ خبریہ: وہ كَمٌ جس سے کسی عدد کی خبر دی جائے۔ جیسے: كَمٌ دَارٍ بَنَيْتُ۔ (میں نے بہت سے مکان بنائے۔) (۲) كَذَا یہ اسم عدد مبہم کے لیے آتا ہے۔ جیسے: عِنْدِي كَذَا رُوْبِيَّةٌ۔ (میرے پاس اتنے روپے ہیں۔) (۳، ۴) كَيْتٌ اور ذَيْتٌ مبنی برفتح، یہ دونوں مبہم بات سے کنایہ ہوتے ہیں۔ جیسے: قُلْتُ كَيْتٌ وَكَيْتٌ۔ (میں نے ایسے ایسے کہا) اسی طرح ذَيْتٌ ہے۔

۲..... اسم غیر متمکن کی آٹھویں قسم مرکب بنائی ہے۔ مرکب بنائی: وہ مرکب جس کا دوسرا جزء حرف کے معنی پر مشتمل ہو۔ جیسے: أَحَدٌ عَشَرَ۔ یہ اصل میں أَحَدٌ وَعَشْرٌ تھا۔

سوالات

سوال ۱: آخری حرف کے بدلنے یا نہ بدلنے کے اعتبار سے عربی کلمات کی کتنی قسمیں ہیں؟ مع الامثلہ بیان کریں۔

سوال ۲: اسم متمکن کی تعریف بیان کریں۔

سوال ۳: اسم فعل اور حرف کی کون کون سی اقسام معرب ہیں؟

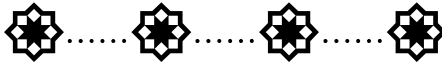
سوال ۴: درج ذیل کی اقسام بیان کریں:

مبنی الاصل کے مشابہات، ضمائر، اسمائے افعال، اسمائے ظروف، اسمائے کنایات۔

سوال ۵: اسم غیر متمکن کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں، نام بتائیں۔

سوال ۶: معرب اور مبنی الگ الگ کریں لیکن دلیل کے ساتھ:

بَلَاءٌ، جَاءَ كُمْ رَسُولٌ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، ذَلِكَ الْكِتَابُ، هُمْ
الْمُفْلِحُونَ، هِيَ بَقْرَةٌ، أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ، اغْسِلُوا، امْسَحُوا، اسْكُتْ،
لَا تَضْرِبْ، ضَرَبْتُمَا، إِيَّاكَ نَعْبُدُ، لِي، الَّذِينَ، رُوِيَ، أَفَّ، كَيْفَ،
تَحْتَ، تِسْعَةَ عَشَرَ.



سبق نمبر: 4

..... تعریف و تنکیر کے اعتبار سے اسم کی اقسام ﴿

اس اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: معرفہ اور نکرہ۔

(۱) اسم معرفہ کی تعریف:

وہ اسم جو کسی مُعَيَّن چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اس کی سات قسمیں ہیں:

(۱) مضمورات۔ جیسے: اَنَا، أَنْتَ (۲) اَعْلَام (۱)۔ جیسے: زَيْدٌ، عَمْرُو

(۳) اسمائے اشارات۔ جیسے: هَذَا، ذَاكَ (۴) اسمائے موصولہ۔ جیسے:

الَّذِي، الَّتِي (ان دونوں قسموں کو ”مسمیات“ کہتے ہیں) (۵) معرف بالنداء (۲)۔

جیسے: يَا رَجُلُ (۶) معرف باللام (۳)۔ جیسے: الرَّجُلُ (۷) وہ اسم جو ان

میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو (۴)۔ جیسے: غُلَامُهُ، غُلَامُ زَيْدٍ،

غُلَامُ هَذَا، غُلَامُ الَّذِي عِنْدِي، غُلَامُ الرَّجُلِ.

①..... اَعْلَام: جمع ہے علم کی۔ علم: وہ اسم جو شے معین کے لیے اس طرح وضع کیا گیا ہو کہ اس وضع

کے اعتبار سے دوسری شے کو شامل نہ ہو۔ جیسے: زَيْدٌ، عَمْرُو وغیرہ۔

②..... معرف بالنداء: وہ اسم جس سے پہلے حرف نداء آجائے۔ جیسے: يَا رَجُلُ. رَجُلٌ کوئی بھی مرد

ہو سکتا ہے لیکن نداء سے معین ہو گیا ہے۔

③..... معرفہ باللام: وہ اسم جس سے پہلے الف لام آجائے۔ جیسے: الرَّجُلُ. (خاص مرد)

④..... معرفہ کی پانچ قسموں کی طرف مضاف ہونے والے معرفہ کی مثالیں یہ ہیں: (۱) غُلَامُهُ. ضمیر

کی طرف مضاف (۲) غُلَامُ زَيْدٍ. علم کی طرف مضاف (۳) غُلَامُ هَذَا. اسم اشارہ کی طرف

مضاف (۴) غُلَامُ الَّذِي عِنْدِي. اسم موصول کی طرف مضاف (۵) غُلَامُ الرَّجُلِ. معرف

باللام کی طرف مضاف۔

(۲) اسم نکرہ کی تعریف:

وہ اسم جو کسی غیر معین شے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ.



سوالات

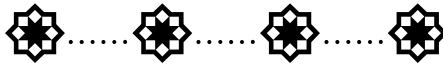
سوال ۱: تعریف و تنکیر کے اعتبار سے اسم کی اقسام اور ان کی تعریفات بیان کریں۔

سوال ۲: اسم معرفہ کی اقسام مع امثلہ واضح کیجئے۔

سوال ۳: معرفہ و نکرہ الگ الگ کریں:

الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، تِلْكَ، أَوْلِيكَ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، الْمَدِينَةُ،

رَبُّنَا، رَبُّ الْعَالَمِينَ، إِنْسَانٌ، امْرَأَةٌ، دَرَّاجَةٌ، تَفَّاحٌ.



سبق نمبر: 5

﴿.....جنس کے اعتبار سے اسم کی اقسام (۱).....﴾

اس اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) مذکر (۲) مؤنث

(۱) اسم مذکر کی تعریف:

وہ اسم جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ.

(۲) اسم مؤنث کی تعریف:

وہ اسم جس میں تانیث کی کوئی علامت ہو۔ جیسے: اِمْرَأَةٌ.

فائدہ:

تانیث کی علامتیں چار ہیں: (۱) تاء ملفوظہ۔ جیسے: طَلْحَةُ (۲)

الف مقصورہ۔ جیسے: حُبْلَى (۳) الف ممدودہ۔ جیسے: حَمْرَاءُ (۴) تاء

مقدورہ۔ جیسے: اَرْضٌ یہ اصل میں اَرْضَةٌ تھا؛ کیونکہ اس کی تصغیر اَرْضَةٌ آتی ہے، اور اصول یہ ہے کہ تصغیر اسماء کو ان کی اصل کی طرف لے جاتی ہے۔

خیال رہے جس اسم میں تانیث کی علامت تاء مقدورہ ہو اسے ”مؤنث

۱..... یہ اسم متمکن کی ایک اور تقسیم ہے۔ خیال رہے کہ تانیث (اسم کے مؤنث ہونے) کی چار

علامات ہیں اگر ان میں سے کوئی علامت کسی اسم کے آخر میں پائی جائے تو اسے ”مؤنث“

کہا جائے گا، ورنہ ”مذکر“: (۱) الف مقصورہ: وہ الف جو اسم کے آخر میں یاء سے پہلے کھڑے

زبر کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے: حُبْلَى. (۲) الف ممدودہ: وہ الف جو اسم کے آخر میں

آئے اور اس کے بعد ہمزہ ہو۔ جیسے: حَمْرَاءُ. (۳) تاء ملفوظہ: وہ تاء جو پڑھنے میں آئے اور

وقف کے وقت (۵) بن جائے۔ جیسے: ضَارِبَةٌ. (۴) تاء مقدورہ: وہ تاء جو کسی اسم کے آخر میں

موجود تو ہو لیکن پڑھنے میں نہ آتی ہو۔ جیسے: اَرْضٌ کہ یہ اصل میں اَرْضَةٌ ہے۔

سامعی، کہتے ہیں۔

اسم مؤنث کی اقسام

اسم مؤنث کی بھی دو قسمیں ہیں: مؤنث حقیقی اور مؤنث لفظی۔

(۱) مؤنث حقیقی کی تعریف:

وہ مؤنث جس کے مقابلے میں کوئی نر جاندار ہو۔ جیسے: اِمْرَاةٌ کہ اس

کے مقابلے میں رَجُلٌ ہے اور نَاقَةٌ کہ اس کے مقابلے میں جَمَلٌ ہے۔

(۲) مؤنث لفظی کی تعریف:

وہ مؤنث جس کے مقابلے میں نر جاندار نہ ہو۔ جیسے: ظُلْمَةٌ کہ اس

کے مقابلے میں نُورٌ ہے۔ اور قُوَّةٌ کہ اس کے مقابلے میں ضَعْفٌ ہے۔



سوالات

سوال ۱: جنس کے اعتبار سے اسم کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

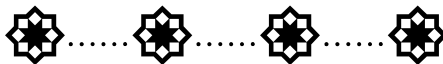
سوال ۲: تانیث کی علامات مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

سوال ۳: اسم مؤنث کی اقسام مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

سوال ۴: درج ذیل میں سے تذکیر و تانیث کے اعتبار سے اسماء کی پہچان کیجئے:

نَبِيٌّ، رَضَوِيٌّ، مَكْتَبَةٌ، شَاةٌ، شَمْسٌ، ضَعْفٌ، ظُلْمَةٌ، سَوْدَاءٌ، طَلْحَةٌ،

اِنْسَانٌ، عَطَارِيَّةٌ، اِمْرَاةٌ، حُبْلَى.



سبق نمبر: 6

.....تعداد کے اعتبار سے اسم کی اقسام..... ﴿

اس اعتبار سے اسم کی تین اقسام ہیں: واحد، مثنیٰ اور مجموع۔

(۱) واحد کی تعریف:

وہ اسم جو ایک فرد پر دلالت کرے۔ جیسے: رَجُلٌ۔

(۲) مثنیٰ کی تعریف:

وہ اسم جو دو افراد پر دلالت کرے اس بناء پر کہ اس کے آخر میں الف یا

یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسور ہو۔ جیسے: رَجُلَانِ اور رَجُلَيْنِ۔

(۳) مجموع کی تعریف:

وہ اسم جو دو سے زائد افراد پر دلالت کرے اس بناء پر کہ اس کے واحد

کے آخر میں لفظاً یا تقدیراً کوئی تبدیلی ہوئی ہو۔ لفظاً تبدیلی کی مثال: رِجَالٌ

ہے اور تقدیراً تبدیلی کی مثال: فُلُکٌ ہے؛ کہ اس کا واحد بھی فُلُکٌ ہے

فُفُلٌ کے وزن پر اور اس کی جمع بھی فُلُکٌ ہے اُسد کے وزن پر۔

واحد کی بناء کے اعتبار سے جمع کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: جمع تکسیر اور جمع تصحیح۔

(۱) جمع تکسیر کی تعریف:

وہ جمع جس میں واحد کی بناء سلامت نہ رہے۔ جیسے: رِجَالٌ، مَسَاجِدُ۔

تنبیہ:

خیال رہے کہ ثلاثی اسماء سے جمع تکسیر کے اوزان سماعی ہیں، قیاس کو

اس میں کوئی دخل نہیں البتہ رباعی اور خماسی اسماء سے جمع تکسیر قیاس کے مطابق فَعَالِلُ کے وزن پر بنتی ہے۔ جیسے: جَعْفَرٌ سے جَعَاْفِرٌ اور جَحْمَرِشٌ سے جَحَامِرٌ۔ (بخذف حرفِ خامس)

(۲) جمع تصحیح کی تعریف:

وہ جمع جس میں واحد کی بناء سلامت رہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

i..... جمع مذکر ii..... جمع مؤنث

(۱) جمع مذکر کی تعریف:

وہ جمع جس کے آخر میں واو یا قبل مضموم اور نون مفتوح ہو۔ جیسے: مُسْلِمُونَ، یا یاء قبل مکسور اور نون مفتوح ہو۔ جیسے: مُسْلِمِينَ۔

(۲) جمع مؤنث کی تعریف:

وہ جمع جس کے آخر میں الف اور تاء کا اضافہ ہو۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔

معنی کے اعتبار سے جمع کی اقسام^(۱)

اس اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: جمع قلت اور جمع کثرت۔

(۱) جمع قلت کی تعریف:

وہ جمع جس کا اطلاق دس سے کم افراد پر ہوتا ہے۔ اس کے چار اوزان

①..... اس سے پہلے لفظ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں: جمع تکسیر اور جمع تصحیح۔ اب معنی کے اعتبار سے دو قسمیں بیان کی جا رہی ہیں: (۱) جمع قلت (۲) جمع کثرت۔ جمع قلت کے چھ صیغے ہیں: (۱) اَفْعَلٌ۔ جیسے: اَكْلَبٌ جمع كَلْبٌ (۲) اَفْعَالٌ۔ جیسے: اَقْوَالٌ جمع قَوْلٌ۔ (۳) اَفْعَلَةٌ۔ جیسے: اَعْوَانَةٌ جمع عَوَانٍ (۴) فِعْلَةٌ۔ جیسے: غِلْمَةٌ جمع غُلَامٌ۔ (۵، ۶) دو صیغے مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم کے جبکہ ان پر الف داخل نہ ہو۔ جیسے: مُسْلِمُونَ اور مُسْلِمَاتٌ۔ اگر ان پر الف داخل ہو تو جمع کثرت اور جمع قلت دونوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

ہیں: (۱) اَفْعُلْ جیسے: اَكْلَبُ، (۲) اَفْعَالٌ جیسے: اَقْوَالٌ،
(۳) اَفْعِلَةٌ جیسے: اَعْوِنَةٌ، (۴) فِعْلَةٌ جیسے: غِلْمَةٌ.

یاد رہے جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم الف لام کے بغیر ہوں تو وہ
بھی جمع قلت میں شمار ہونگے۔ جیسے: مُسْلِمُونَ، مُسْلِمَاتٌ.
(۲) جمع کثرت کی تعریف:

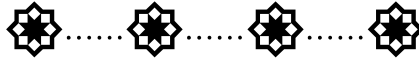
وہ جمع جس کا اطلاق دس یا اس سے زائد افراد پر ہوتا ہے۔ جمع قلت
کے علاوہ باقی تمام اوزان جمع کثرت کے ہیں^(۱)۔



①..... ان میں سے چند مشہور اوزان یہ ہیں: (۱) فِعَالٌ جیسے: عِبَادٌ (۲) فُعَلَاءٌ جیسے: عُلَمَاءُ
(۳) اَفْعِلَاءٌ جیسے: اَنْبِيَاءُ (۴) فُعُلٌ جیسے: رُسُلٌ (۵) فُعُولٌ جیسے: نُجُومٌ (۶) فُعَالٌ
جیسے: خُدَّامٌ (۷) فَعْلَى جیسے: مَرَضَى (۸) فِعْلَةٌ جیسے: طَلَبَةٌ (۹) فِعْلٌ جیسے:
فِرْقٌ (۱۰) فِعْلَانٌ جیسے: غِلْمَانٌ.

سوالات

- سوال ۱: تعداد کے اعتبار سے اسم کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ ان اقسام کی تعریفات مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔
- سوال ۲: جمع تکسیر کی اقسام بیان کریں۔
- سوال ۳: جمع تصحیح کیا ہے اس کی اقسام بھی بیان کریں؟
- سوال ۴: جمع تصحیح بنانے کا طریقہ وضاحت سے بیان کریں۔
- سوال ۵: معنی کے اعتبار سے جمع کی کتنی اقسام ہوں گی؟
- سوال ۶: جمع قلت اور جمع کثرت کے اوزان مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔
- سوال ۷: درج ذیل اسماء میں سے واحد تثنیہ اور جمع الگ الگ کریں:
- مَكَّةُ، كِتَابٌ، دُرُوسٌ، مُسَلِّمَاتٌ، مُؤْمِنُونَ، قُفْلٌ، أَسَدٌ، عُلَمَاءٌ،
طُلَّابٌ، نَاطِمِينَ، مَكَاتِبٌ، أَحْوَالٌ، قُلُوبٌ، حَرَمٌ.



سبق نمبر: 7

﴿..... اعراب اسم کا بیان (۱).....﴾

اسم کے تین اعراب ہوتے ہیں: رفع، نصب اور جر۔
اقسام اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن کی سولہ قسمیں ہیں جن کی
تفصیل درج ذیل ہے:

- (۱) اسم مفرد منصرف صحیح (۲)۔ جیسے: زَيْدٌ.
- (۲) مفرد منصرف جاری مجری صحیح (۳)۔ جیسے: دَلُوْ.
- (۳) جمع مکسر منصرف (۴)۔ جیسے: رِجَالٌ.

۱..... اسم کے تین اعراب ہیں: رفع، نصب اور جر۔ اعراب کی ایک چوتھی قسم بھی ہے: جزم، لیکن وہ فعل مضارع پر آتی ہے اور یہاں اسم کے اعراب بیان کرنا مقصود ہے اسی لیے مصنف نے فرمایا: کہ اسم کے اعراب تین ہیں۔ رفع فاعل ہونے کی علامت ہے، مبتدا خبر اور دیگر مرفوعات فاعل کے ساتھ ملحق ہیں۔ نصب مفعول ہونے کی علامت ہے، حال، تمیز وغیرہ دیگر منصوبات مفعول کے ساتھ ملحق ہیں۔ اور جر مضاف الیہ ہونے کی علامت ہے، مجرور بحرف جار مضاف الیہ کے ساتھ ملحق ہے۔ اعراب کی تعریف: وہ حرف یا حرکت جس کے ذریعے معرب کا آخر بدلتا رہتا ہے یعنی ضمہ، فتح، کسرہ، واو، الف اور یاء۔

۲..... اسم متمکن کی پہلی قسم مفرد منصرف صحیح ہے۔ مفرد سے اس جگہ مراد یہ ہے کہ تشنیہ یا جمع نہ ہو، منصرف کا مطلب ہے جس اسم میں منع صرف کے دو سبب یا ایک ایسا سبب موجود نہ ہو جو دو کے قائم مقام ہوتا ہے۔ صحیح سے مراد اصطلاح نحاۃ میں وہ کلمہ ہوتا ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔

۳..... اسم متمکن کی دوسری قسم جاری مجرائے صحیح ہے یعنی: وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت واو یا یاء ہو اور ما قبل ساکن ہو۔ جیسے: دَلُوْ (ڈول) ظَبِيْ (ہرن)

۴..... اسم متمکن کی تیسری قسم جمع مکسر منصرف ہے یعنی: وہ جمع جس کے واحد کی بناء سالم نہ ہو اور

ان تینوں اسماء کی حالت رفعی ضمہ سے حالت نصی فتہ سے اور حالت جری کسرہ سے آتی ہیں۔ جیسے:

جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ وَدَلُوٌ وَرِجَالٌ. (حالت رفعی)

رَأَيْتُ زَيْدًا وَدَلُورًا وَرِجَالًا. (حالت نصی)

مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَدَلُورٍ وَرِجَالٍ. (حالت جری)

(۴) جمع مؤنث سالم^(۱): جیسے: مُسْلِمَاتٌ.

اس کی حالت رفعی ضمہ سے اور حالت نصی و حالت جری دونوں فتہ سے

آتی ہیں۔ جیسے: جَاءَ نَبِيٌّ مُسْلِمَاتٌ، رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ.

(۵) غیر منصرف^(۲):

یہ وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو اسباب پائیں

جائیں۔ اسباب منع صرف نو ہیں: عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع،

اس میں منع صرف کی علت نہ پائی جائے۔ جیسے: رِجَالٌ.

①..... اسم متمکن کی چوتھی قسم جمع مؤنث سالم ہے یعنی وہ جمع تصحیح جس کے آخر میں الف اور تاء کا اضافہ کیا گیا ہو۔ کہا جاتا ہے: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ. وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ. وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ. پہلی مثال میں مُسْلِمَاتٌ خبر ہے اسے ابتداء نے رفع دیا ہے اور رفع بصورت ضمہ ہے۔ دوسری مثال میں مُسْلِمَاتٍ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور نصب بصورت کسرہ ہے۔ تیسری صورت میں مجرور ہے اور جر بصورت کسرہ ہے۔

②..... اسم متمکن کی پانچویں قسم غیر منصرف ہے۔ یعنی: وہ اسم جس میں منع صرف کے نو اسباب میں سے کوئی دو یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو۔ (ف) اسباب مذکورہ میں سے دو اسباب ایسے ہیں جو دو کے قائم مقام ہوتے ہیں: (۱) تانیث بالالف (۲) جمع منتہی الجموع۔ غیر

ترکیب، وزن فعل، اور الف نون زائدتان۔ جیسے: عُمَرُ، أَحْمَرُ،
 طَلْحَةُ، زَيْنَبُ، إِبْرَاهِيمُ، مَسَاجِدُ، مَعْدِيكِرْبُ، أَحْمَدُ، عِمْرَانُ.
 اس کی حالت رفعی ضمہ سے اور حالت نصبی و جری فتح سے آتی ہیں۔ جیسے:
 جَاءَ عُمَرُ، رَأَيْتُ عُمَرَ، مَرَرْتُ بِعُمَرَ.

(۶) اسمائے ستہ مکبرہ^(۱)۔ جیسے: أَبٌ، أَخٌ، حَمٌّ، هَنٌّ، فَمٌّ، ذُو مَالٍ.
 جب یہ تشنیہ یا جمع نہ ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف

منصرف پر چونکہ کسرہ اور تنوین نہیں آتے اس لیے حالت جری میں بھی اس پر فتح آتا ہے، لیکن کہلائے
 گاہ مجرور ہی۔ (ف) اگر غیر منصرف پر الف لام آجائے یا وہ مضاف ہو تو حالت جری میں اس پر لفظ
 بھی کسرہ آجائے گا۔ جیسے: مَرَرْتُ بِالْأَحْمَدِ. مَرَرْتُ بِأَحْمَدِ كُمْ.

①..... اسمائے ستہ، چھ اسم یہ ہیں: أَبٌ (باپ) أَخٌ (بھائی) حَمٌّ (شوہر کے واسطے سے عورت
 کا رشتہ دار، دیور) هَنٌّ (وہ چیز جس کا ذکر ناپسندیدہ ہو۔ مثلاً: مرد یا عورت کی شرم گاہ یا فتیح اوصاف)
 فَمٌّ (منہ) ذُو مَالٍ (مال دار)۔ ان کی چند حالتیں ہیں: (۱) یہ اسماء موحده، مکبرہ ہوں اور یائے متکلم
 کے علاوہ کسی کی طرف مضاف ہوں۔ یعنی نہ تشنیہ ہوں نہ جمع، نہ ان میں یائے تصغیر ہو اور نہ یائے متکلم
 کی طرف مضاف ہوں بلکہ اس کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں۔ اس صورت میں ان کی
 حالت رفعی واو سے، حالت نصبی الف سے اور حالت جری یاء سے آئے گی۔ جیسے: جَاءَ أَبُوكَ.
 رَأَيْتُ أَبَاكَ. مَرَرْتُ بِأَبِيكَ. کتاب میں اسی صورت کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔ (۲) یہ اسماء
 تشنیہ ہوں۔ اس صورت میں ان کا اعراب وہی ہوگا جو تشنیہ کا ہوتا ہے۔ یعنی حالت رفعی الف سے،
 حالت نصبی و جری یاء ساکن ماقبل مفتوح سے۔ جیسے: جَاءَ أَبَوَانِ. رَأَيْتُ أَبَوَيْنِ. مَرَرْتُ
 بِأَبَوَيْنِ. (تنبیہ) اگر اس صورت میں یہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں تو نون
 تشنیہ گر جائے گا۔ جیسے: جَاءَ أَبَوَاكَ. رَأَيْتُ أَبَوَيْكَ. مَرَرْتُ بِأَبَوَيْكَ. اور اگر یائے متکلم کی
 طرف مضاف ہوں تو حالت نصبی و جری میں ادغام بھی ہوگا۔ جیسے: جَاءَ أَبَوَايَ. رَأَيْتُ أَبَوَيَّ.
 مَرَرْتُ بِأَبَوَيَّ. (۳) یہ اسماء جمع ہوں۔ اس صورت میں ان کی حالت رفعی، نصبی اور جری حرکات

مضاف ہوں تو ان کی حالت رُفعی واو سے، حالت نصی الف سے اور حالت جری یاء سے آتی ہیں۔ جیسے: جَاءَ أَبُوكَ، رَأَيْتُ أَبَاكَ، مَرَرْتُ بِأَبِيكَ.

(۷) تشنیہ: جیسے: رَجُلَانِ.

(۸) كِلَا اور كِلْتَا^(۱): جب یہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔

(۹) اِثْنَانِ وَاِثْنَانِ:

ان تینوں اسماء کی حالت رُفعی الف ما قبل مفتوح سے اور حالت نصی و حالت جری یاء ما قبل مفتوح سے آتی ہے۔ جیسے: جَاءَ رَجُلَانِ وَكِلَاهُمَا وَاِثْنَانِ، رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ، مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ.

ثلاث سے آئے گی۔ جیسے: جَاءَ آبَائِكَ. رَأَيْتُ آبَائِكَ. مَرَرْتُ بِآبَائِكَ. (۴) یہ اسماء مصغر ہوں۔ مثلاً: أَخ کی تصغیر أَخِي ہے۔ اس صورت میں بھی ان کی حالت رُفعی، نصی و جری حرکات ثلاث سے آئے گی۔ جیسے: جَاءَ أُخِيكَ. رَأَيْتُ أُخِيكَ. مَرَرْتُ بِأُخِيكَ.

(تنبیہ) لفظ ”ذُو“ کی تصغیر نہیں آتی باقی پانچ اسموں کی تصغیر آتی ہے۔ (۵) یہ اسماء یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں۔ اس صورت میں ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ جیسے: هَذَا حَمِي. رَأَيْتُ حَمِي. مَرَرْتُ بِحَمِي. (۶) یہ اسماء مضاف ہی نہ ہوں۔ اس صورت میں ان کی حالت رُفعی، نصی و جری حرکات ثلاث سے آئے گی۔ جیسے: جَاءَ أَبٌ. رَأَيْتُ أَبًا. مَرَرْتُ بِأَبٍ.

①..... آٹھویں قسم کِلا اور کِلتا ہے۔ نویں قسم اِثْنَانِ اور اِثْنَانِ ہے۔ آٹھویں اور نویں قسم ملحق بتنیہ ہے۔ تشنیہ نہیں؛ کیونکہ ان کا مفرد ان کے لفظ سے نہیں ہے۔ حالت رفع میں ان کا اعراب الف کے ساتھ: جَاءَ رَجُلَانِ وَكِلَاهُمَا وَاِثْنَانِ. حالت نصب و جری یاء ما قبل مفتوح کے ساتھ: رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ. و مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ. (ف) کِلا اور کِلتا کا یہ اعراب اس وقت ہے جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں اور اگر اسم ظاہر کی طرف

(۱۰) جمع مذکر سالم^(۱): جیسے: مُسْلِمُونَ.

(۱۱) اُولُو.

(۱۲) عِشْرُونَ تَا تِسْعُونَ.

ان تینوں اسماء کی حالت رفعی واو ما قبل مضموم سے اور حالت نصبی
و حالت جری یاء ما قبل مکسور سے آتی ہیں۔ جیسے:

جَاءَ نَبِيُّ مُسْلِمُونَ وَأُولُو مَالٍ وَعِشْرُونَ رَجُلًا.

رَأَيْتُ مُسْلِمِينَ وَأُولَى مَالٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا.

مَرَرْتُ بِمُسْلِمِينَ وَأُولَى مَالٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا.

(۱۳) اسم مقصور:

وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو^(۲)۔ جیسے: مُوسَى.

مضاف ہوں جیسے: جَاءَ كِلَا الرَّجُلَيْنِ. رَأَيْتُ كِلَا الرَّجُلَيْنِ. وَمَرَرْتُ بِكِلَا الرَّجُلَيْنِ.

تو تیر ہوں قسم کی طرح تینوں حالتوں میں حرکات ثلاث تقدیر یہ کے ساتھ اعراب آئے گا۔

①..... دسویں قسم جمع مذکر سالم اور گیارہویں قسم اُولُو: یہ ڈو کی جمع ہے من غیر لفظ یعنی اس میں

ڈو کی جمع والا معنی پایا جاتا ہے درحقیقت یہ جمع مذکر سالم نہیں ہے؛ کیونکہ اس لفظ کا مفرد نہیں ہے یہ

ماحق جمع مذکر سالم ہے۔ بارہویں قسم عِشْرُونَ تَا تِسْعُونَ یعنی آٹھ دہائیاں: عِشْرُونَ،

ثَلَاثُونَ، أَرْبَعُونَ، خَمْسُونَ، سِتُونَ، سَبْعُونَ، ثَمَانُونَ، تِسْعُونَ۔ یہ بھی جمع مذکر سالم نہیں

بلکہ ماحق جمع مذکر سالم ہیں۔ ان تینوں قسموں کا اعراب حالت رفع میں واو ما قبل مضموم اور حالت

نصب و جری یاء ما قبل مکسور کے ساتھ آئے گا۔ جیسے: جَاءَ مُسْلِمُونَ. رَأَيْتُ مُسْلِمِينَ.

وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِينَ. اسی طرح اُولُو اور عِشْرُونَ ہے۔

②..... پہلے گزر چکا کہ الف مقصورہ وہ الف ہے جس کے بعد ہمزہ نہ ہو۔ چونکہ اسے زیادہ لمبا

کر کے نہیں پڑھا جاتا اس لیے مقصورہ کہلاتا ہے اس جگہ وہ اسم مراد ہے جس کے آخر میں الف غیر

زائدہ ہو۔ تیرہویں قسم اسم مقصور ہے: وہ اسم جس کا آخر الف مقصورہ ہو۔ جیسے: مُوسَى اور

(۱۴) غیر جمع مذکر سالم: جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: غلامی۔
ان دونوں اسماء کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصی فتح تقدیری
سے اور حالت جری کسرہ تقدیری آتی ہیں اور لفظاً یہ دونوں تینوں حالتوں میں
برابر رہتے ہیں۔ جیسے:

جَاءَ مُوسَىٰ وَغَلَامِي.

رَأَيْتُ مُوسَىٰ وَغَلَامِي.

مَرَرْتُ بِمُوسَىٰ وَغَلَامِي.

(۱۵) اسم منقوص (۱):

وہ اسم جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو۔ جیسے: قَاضِي۔ اس کی
حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصی فتح لفظی سے اور حالت جری کسرہ
تقدیری سے آتی ہے۔ جیسے:

جَاءَ الْقَاضِي. رَأَيْتُ الْقَاضِي. مَرَرْتُ بِالْقَاضِي.

المُوسَىٰ. چودہویں قسم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم: جیسے: جَاءَ مُوسَىٰ وَغَلَامِي.
وَرَأَيْتُ مُوسَىٰ وَغَلَامِي. وَمَرَرْتُ بِمُوسَىٰ وَغَلَامِي. رَفْعُ ضَمَّةٍ تَقْدِيرِي، نَصْبُ فَتْحٍ تَقْدِيرِي
اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ۔

①..... اسم متمکن کی پندرہویں قسم اسم منقوص منصرف ہے: وہ اسم جس کا آخر یاء اور ماقبل مکسور
ہو، یاء کبھی لفظاً ہوگی۔ جیسے: الْقَاضِي اور کبھی تقدیراً۔ جیسے: قَاضٍ کہ اصل میں قَاضِي تھا ضمہ یاء
پر ثقیل تھا گر گیا، دوساکن جمع ہو گئے یاء اور نون تنوین یاء مدہ کو حذف کر دیا۔ چونکہ الف لام کی
موجودگی میں تنوین نہیں ہوگی اور دوساکن بھی اکٹھے نہیں ہوں گے اس لیے یاء باقی رہے گی
(مثال): جَاءَ الْقَاضِي. رَأَيْتُ الْقَاضِي. مَرَرْتُ بِالْقَاضِي. اس کا رَفْعُ ضَمَّةٍ تَقْدِيرِي،
نَصْبُ فَتْحٍ لَفْظِي اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ ہے۔

(۱۶) جمع مذکر سالم (۱):

جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: مُسْلِمِيَّ. اس کی حالت
رفعی واؤ تقدیری سے اور حالت نصھی و حالت جری یائے لفظی سے آتی ہے۔
جیسے:

جَاءَ نِيْ مُسْلِمِيَّ رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ

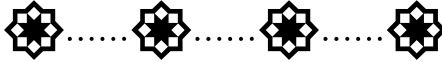
تنبیہ: جاء مُسْلِمِيَّ میں مُسْلِمِيَّ اصل میں مُسْلِمُوْنَ ی تھا، اضافت
کی وجہ سے نون گر گیا، واؤ اور یاء جمع ہوئے ان میں سے پہلا ساکن تھا لہذا
واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا گیا تو مُسْلِمِيَّ ہو گیا،
پھر میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو مُسْلِمِيَّ ہو گیا۔



①..... اسم متمکن کی سولہویں قسم جمع مذکر سالم مضاف یائے متکلم ہے۔ جمع مذکر سالم کا اعراب
حالت رفعی میں واؤ تقدیری ہے۔ جیسے: مُسْلِمِيَّ؛ کیونکہ واؤ لفظوں میں باقی نہیں ہے۔ حالت
نصب و جر میں بھی مُسْلِمِيَّ پڑھیں گے مگر اس کی اصل مُسْلِمِيْنَ ی ہوگی یاء متکلم کی طرف
اضافت کرنے سے نون گر گیا دو یائیں اکٹھی آ گئیں اور پہلی ساکن ہے پہلی کا دوسری میں ادغام کر دیا
مُسْلِمِيَّ ہو گیا۔ نصب و جر کی حالت میں جمع مذکر سالم کا اعراب لفظاً یاء سے ہے؛ اس لیے کہ اس
میں صرف ادغام ہوا ہے، لہذا یاء لفظاً باقی ہے۔

سوالات

- سوال ۱: اقسام اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن کی اقسام بیان کریں۔
- سوال ۲: اسمائے ستہ مکبرہ کون کون سے ہیں؟
- سوال ۳: غیر منصرف کے اسباب اور ان کے اعراب واضح کریں۔
- سوال ۴: اسم مقصور، اسم منقوص اور جاری مجرائے صحیح کی تعریفات بیان کریں۔
- سوال ۵: درج ذیل میں سے کونسا کلمہ اعراب کی کس قسم سے تعلق رکھتا ہے:
- مُسْلِمِي، الرَّاضِي، مَاضٍ، عَيْسَى، مُرْشِدِي، تَسْعُونِ، كَلْتَاهُمَا،
أَخِي، أَبُوكَ، عُمَرُ، إِسْمَاعِيلُ، عِمْرَانُ، أَحْمَدُ، أَحْبَابُ، ظَبِي، زَيْدٌ.



سبق نمبر: 8

..... فعل مضارع اور اس کے اعراب کا بیان ﴿

فعل مضارع کے تین اعراب ہیں: رفع، نصب اور جزم^(۱) اور اقسام اعراب کے اعتبار سے فعل مضارع کی چار قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (جو تشنیہ و جمع و واحد مؤنث مخاطب نہ ہو)۔ جیسے:

يَضْرِبُ، تَضْرِبُ، اَضْرِبُ، نَضْرِبُ.

اس کی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی فتح سے اور حالت جزمی سکون سے آتی ہے۔ جیسے: هُوَ يَضْرِبُ. لَنْ يَضْرِبَ. لَمْ يَضْرِبْ.

(۲) مفرد ناقص واوی یایائی^(۲) (جو تشنیہ و جمع و واحد مؤنث مخاطب نہ ہو)۔ جیسے: هُوَ يَغْزُو، يَرْمِي.

①..... جزم سکون اور آخری حرف کے حذف کرنے دونوں کو شامل ہے۔ جیسے: لَمْ يَضْرِبْ اور لَمْ يَغْزُ. کیونکہ سکون سے مراد وہ سکون ہے جو عامل کی وجہ سے آئے ورنہ وقف کے لیے سکون تو ماضی پر بھی آجاتا ہے۔ فعل مضارع کے چودہ صیغوں میں سے دو صیغے مبنی ہیں: جمع مؤنث غائب اور حاضر۔ اسی طرح جب فعل مضارع نون تاکید کے ساتھ ہو تو مبنی ہوگا۔ باقی بارہ صیغوں میں سے سات صیغوں میں ضمیر بارز اور نون اعرابی ہے۔ تشنیہ کے چار صیغوں میں الف، جمع مذکر کے دو صیغوں میں واو اور واحد مؤنث حاضر میں یا ضمیر بارز ہے اور پانچ صیغے: يَضْرِبُ، تَضْرِبُ، اَضْرِبُ، نَضْرِبُ. ضمیر بارز سے مجرد (خالی) ہیں، ان میں ضمیر مستتر ہے۔ صحیح وہ فعل مضارع ہے جس کے آخر میں واو الف اور یا نہ ہو۔ حرف ناصب فعل مضارع کو نصب اور حرف جازم جزم دے گا۔ جیسے: لَنْ يَضْرِبَ اور لَمْ يَضْرِبْ.

②..... فعل مضارع کی دوسری قسم وہی پانچ صیغے ہیں جو ضمائر بارزہ سے خالی ہوں لیکن بجائے صحیح کے معتل واوی یایائی ہو خواہ ان میں حرف علت لام کلمہ کے مقابل ہو۔ جیسے: يَغْزُو (وہ جہاد

اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصی فتح لفظی سے اور حالت جزمی بحذف لام آتی ہے۔ جیسے: هُوَ يَغْزُو وَيَرْمِي. لَنْ يَغْزُو وَلَنْ يَرْمِي. لَمْ يَغْزُ وَلَمْ يَرْمِ.

(۳) ناقص الفی^(۱) (جو تشنیہ و جمع و واحد مؤنث مخاطب نہ ہو)۔ جیسے: يَرْضِي. اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصی فتح تقدیری سے اور حالت جزمی بحذف لام آتی ہے۔ جیسے: هُوَ يَرْضِي. لَنْ يَرْضِي. لَمْ يَرْضَ.

(۴) تشنیہ و جمع و واحد مؤنث مخاطب صحیح ہو غیر صحیح۔ جیسے: يَضْرِبَانِ، يَضْرِبُونَ، تَضْرِبِينَ.

اس کی حالت رفعی بثبوت نون آتی ہے۔ جیسے تشنیہ میں تو کہے گا: هُمَا

کرتا ہے یا کرے گا۔) اور يَرْمِي (وہ تیر پھینکتا ہے یا پھینکے گا) یا لام کلمہ کے بعد ہو۔ جیسے: يَسْلَنْقِي (وہ گدی کے بل لیٹتا ہے یا لیٹے گا) اس کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ ہوگا یعنی: پڑھنے میں نہیں آئے گا۔ جیسے: هُوَ يَغْزُو، هُوَ يَرْمِي. نصب فتح لفظی کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: لَنْ يَغْزُو، لَنْ يَرْمِي. اور جزم حذف آخر کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: لَمْ يَغْزُ، لَمْ يَرْمِ، لَمْ يَسْلَنْقِ.

①..... فعل مضارع کی تیسری قسم مفرد معتل الفی ہے۔ وہی پانچ صیغے جو ضمیر بارز سے خالی ہوں اور ان کے آخر میں الف ہو خواہ لام کلمہ کی جگہ ہو۔ جیسے: يَرْضِي یہ الف واؤ کے بدلنے سے آیا ہے جو لام کلمہ کی جگہ تھی۔ یا لام کے بعد ہو۔ جیسے: يَسْلَنْقِي بہ اس کا رفع ضمہ تقدیری اور نصب فتح تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: هُوَ يَرْضِي، لَنْ يَرْضِي. اور جزم حذف آخر کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: لَمْ يَرْضَ.

فائدہ: فعل مضارع معرب، ضمائر بارزہ سے خالی اور صحیح ہو تو پہلی قسم، معتل واوی یا یائی ہو تو دوسری قسم، اور معتل الفی ہو تو تیسری قسم ہے۔ چوتھی قسم وہ فعل مضارع ہے جو ضمائر بارزہ کے ساتھ ہو خواہ صحیح ہو یا معتل پھر خواہ وہ معتل واوی ہو، یائی ہو یا الفی ہو۔ ضمائر بارزہ سات صیغوں میں ہوں گی: تشنیہ مذکر غائب، تشنیہ مؤنث غائب، تشنیہ مذکر مخاطب، تشنیہ مؤنث مخاطب، جمع مذکر غائب، جمع مذکر مخاطب اور واحد مؤنث مخاطب۔ اس قسم کی حالت رفعی میں نون کو باقی رکھا جائے گا۔ جیسے: هُمَا يَضْرِبَانِ. اور حالت نصی اور جزمی میں نون گرا دیا جائے گا۔ جیسے: لَنْ يَضْرِبَا اور لَمْ يَضْرِبَا.

يَضْرِبَانِ، يَغْزُوَانِ، يَرْمِيَانِ، يَرْضِيَانِ. جمع مذکر میں کہے گا: هُمْ
يَضْرِبُوْنَ، يَغْزُوْنَ، يَرْمُوْنَ، يَرْضُوْنَ. واحد مؤنث حاضر میں کہے
گا: اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ، تَغْزِيْنَ، تَرْمِيْنَ، تَرْضِيْنَ.

اور حالت نصی و جزمی بحذفِ نون آتی ہے۔ جیسے تشنیہ میں تو کہے گا:

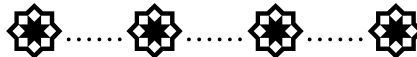
لَنْ يَضْرِبَا، لَنْ يَغْزُوا، لَنْ يَرْمِيَا، لَنْ يَرْضِيَا. لَمْ يَضْرِبَا، لَمْ يَغْزُوا،
لَمْ يَرْمِيَا، لَمْ يَرْضِيَا. جمع مذکر میں کہے گا: لَنْ يَضْرِبُوْا، لَنْ يَغْزُوْا، لَنْ
يَرْمُوْا، لَنْ يَرْضُوْا. لَمْ يَضْرِبُوْا، لَمْ يَغْزُوْا، لَمْ يَرْمُوْا، لَمْ يَرْضُوْا.
واحد مؤنث میں کہے گا: لَنْ تَضْرِبِيْ، لَنْ تَغْزِيْ، لَنْ تَرْمِيْ، لَنْ
تَرْضِيْ. لَمْ تَضْرِبِيْ، لَمْ تَغْزِيْ، لَمْ تَرْمِيْ، لَمْ تَرْضِيْ.



سوالات

- سوال ۱: فعل مضارع کے کتنے اعراب ہیں؟
سوال ۲: اقسام اعراب کے اعتبار سے فعل مضارع کی کتنی قسمیں ہیں؟
سوال ۳: درج ذیل افعال مضارعہ کے اعراب بیان کیجئے اور بتائیے کی یہ
اعراب کی کونسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں:

أَمَدَحَ، لَمْ يَفْتَحَ، لَنْ يَفْعَلَ، هُوَ يَغْزُوْ، لَمْ يَرْمِ، هُوَ يَمْضِيْ، لَنْ
يَمْشِيْ، تَنْصُرُنْ، لَمْ يَغْزُوا، لَنْ يَدْعُوا، هِيَ تَرْمِيْ، لَمْ يَكْتُبُوا.



سبق نمبر: 9

..... عوامل کا بیان (۱).....

عوامل کی دو قسمیں ہیں: (۱) عامل لفظی اور (۲) عامل معنوی
پھر عامل لفظی کی تین قسمیں ہیں: (۱) حروف عاملہ (۲) افعال عاملہ اور
(۳) اسماء عاملہ۔

(۱)..... حروف عاملہ

حروف عاملہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ حروف جو اسم میں عمل کرتے
ہیں۔ (۲) وہ حروف جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں۔

اسماء میں عمل کرنے والے حروف کا بیان

ان کی پانچ اقسام ہیں:

(۱)..... حروف جارہ:

وہ حروف عاملہ جو اسماء پر داخل ہو کر انہیں جردیتے ہیں۔ جیسے: الْمَالُ

لِزَيْدٍ۔ یہ کل سترہ حروف ہیں:

بَاءٌ، تَاءٌ، مِنْ، إِلَى، حَتَّى، فِي، لَامٌ، رُبُّ، وَ، قَسَمٌ، عَنْ، عَلَى، كَافٍ

تَشْبِيهٌ، مُدٌّ، مُنْدٌ، حَاشَا، خَلَا، عَدَا (۲)۔

۱..... یہاں مصنف علیہ الرحمہ عوامل اور ان کا طریقہ عمل بیان فرما رہے ہیں۔ عامل: وہ شے جس

کے سبب معرب کے آخر میں مخصوص اثر ظاہر ہو۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ فِي جَاءَ عَالِمٌ ہے اس کی وجہ سے

زَيْدٌ کے آخر میں ضمہ آ گیا ہے۔ الْمَالُ لِزَيْدٍ میں لام عامل ہے اس کے سبب زَيْدٍ کے آخر میں جر

آگئی۔ عامل لفظی کی تین قسمیں ہیں: (۱) حروف (۲) افعال (۳) اسماء۔

۲..... حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے حروف جارہ کو اس طرح ایک شعر میں قلمبند کیا ہے:

(۲)..... حروف مشبہ بالفعل:

یہ کل چھ حروف ہیں: اِنَّ (۱)، اَنَّ، كَانَّ، لَكِنَّ، لَيْتَ، لَعَلَّ. ان حروف کا ایک اسم ہوتا ہے جو منصوب ہوتا ہے اور ایک خبر ہوتی ہے جو مرفوع ہوتی ہے۔ جیسے: اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ. اس میں ”زَيْدًا“ اِنَّ کا اسم ہے اور ”قَائِمٌ“ اِنَّ کی خبر ہے۔

تنبیہ: خیال رہے کہ اِنَّ اور اَنَّ حروف تحقیق ہیں، كَانَّ حرف تشبیہ ہے، لَكِنَّ حرف استدراک ہے، لَيْتَ حرف تمنی ہے اور لَعَلَّ حرف ترجی ہے۔

(۳)..... مَا وَلَا مَشْبَهَتَانِ بَلِيْسَ:

یہ دونوں بَلِيْسَ کی طرح عمل کرتے ہیں یعنی: اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: مَا زَيْدٌ قَائِمًا. میں زَيْدٌ مَا کا اسم اور قَائِمًا اس کی خبر ہے۔

(۴)..... لائے نلفی جنس (۲):

لائے نلفی جنس کے عمل کی تفصیل یہ ہے:

بَاءٌ، تَاءٌ وَكَافٌ وَلَا مٌ وَوَاوٌ مُنْذُ مُنْذٌ خَلَا

رُبُّ حَاشَا مِنْ عَدَا فِي عَنْ عَلَى حَتَّىٰ إِلَىٰ

①..... اِنَّ مضمون جملہ کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ اَنَّ جملہ کو مفرد کی تاویل میں کر دیتا ہے۔ جہاں جملہ کا مقام ہو وہاں اِنَّ اور جہاں مفرد کا مقام ہو وہاں اَنَّ پڑھا جائے گا۔ مثلاً کلام کی ابتداء میں اسی طرح قَالَ اور اس کے مشتقات کے بعد اِنَّ اور درمیان کلام میں اور عَلِيمٌ اور ظَنَّ کے بعد اِنَّ پڑھا جائے گا۔ (ف) استدراک کا معنی ہے گزشتہ کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنا۔ (ف) تشبیہ کہتے ہیں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف میں شریک کرنا۔ (ف) تمنی کا معنی ہے کسی چیز کے حصول کی آرزو کرنا خواہ اس کا حصول ممکن ہو یا ناممکن (ف) ترجی کا معنی ہے کسی پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز کے حصول کی توقع کرنا جس کے حصول کا وثوق نہ ہو۔

②..... اسم میں عمل کرنے والے حروف کی چوتھی قسم لائے نلفی جنس ہے یعنی وہ لاجو اپنے اسم کی جنس

- (الف): اس لا کا اسم اکثر مضاف منصوب ہوتا ہے اور اس کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔ جیسے: لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ .
- (ب): اگر اس کا اسم مفرد نکرہ ہو تو مبنی بر فتح ہوگا۔ جیسے: لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ .
- (ج): اگر اس کے بعد اسم معرفہ ہو تو دوسرے معرفہ کے ساتھ ملا کر لا کا تکرار لازم ہوگا اور لَا مُلغَى عَنِ الْعَمَلِ ہو جائے گا یعنی کچھ بھی عمل نہیں کریگا۔ اور یہ معرفہ مبتدا ہونے کی بناء پر مرفوع ہوگا۔ جیسے: لَا زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا عَمْرٌو (۱) .
- (د): اگر اس لا کے بعد مفرد نکرہ ہو، اور لا ایک اور نکرہ مفردہ کے

سے خبر کی نفی کرتا ہے۔ لائے نفی جنس کے اسم کی تین قسمیں ہیں ان تینوں صورتوں میں لا کی خبر مرفوع ہی ہوگی: (۱) لا کا اسم نکرہ، مضاف ہو اور ان دونوں کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ جیسے: لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ (مرد کا کوئی غلام گھر میں زیرک نہیں ہے۔) (۲) لا کا اسم بغیر فاصلے کے ہو اور مشابہ مضاف ہو۔ جیسے: لَا عَشْرِينَ دِرْهَمًا لَكَ . مشابہ مضاف وہ اسم ہے جس کا معنی دوسرے کلمہ سے ملائے بغیر مکمل نہ ہو جس طرح مضاف کا معنی مضاف الیہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا عَشْرِينَ کا معنی بیس ہے جو دِرْهَمًا کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ ان دونوں صورتوں میں لا کا اسم منصوب (معرب) ہوگا۔ (۳) لا کا اسم فاصلے کے بغیر نکرہ مفردہ ہو۔ جیسے: لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ (گھر میں کوئی مرد نہیں) اور ﴿لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ یہاں مفرد سے مراد یہ ہے کہ وہ مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو۔ اس صورت میں لا کا اسم علامت نصب پر مبنی ہوگا۔ لیکن محلاً اب بھی منصوب ہی مانا جائے گا۔

①..... لَا زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا عَمْرٌو میں لا کے بعد معرفہ مفردہ واقع ہے یعنی نہ نکرہ ہے نہ مضاف نہ مشابہ مضاف، ایسی صورت میں لا کی تکرار دوسرے معرفہ کے ساتھ واجب ہے۔ اسی طرح اگر لا اور اس کے اسم میں فاصلہ ہو تو لا کی تکرار دوسرے اسم کے ساتھ واجب ہے۔ اور ان دونوں صورتوں میں لا ملغی ہوگا یعنی عمل نہیں کرے گا اور نہ اس کے بعد واقع ہونے والے اسم کو لا کا اسم کہیں گے؛ کیونکہ یہ اسم لاتب ہوتا جبکہ لا اس میں عمل کرتا۔ بلکہ وہ ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ جیسے: لَا فِي الدَّارِ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ .

ساتھ مکرر ہوتو اسے پانچ طریقوں سے پڑھنا جائز ہے:

- i..... لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (۱) ii..... لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
 iii..... لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ iv..... لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
 v..... لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

(۵)..... حروف ندا (۲): یہ پانچ حروف ہیں:

(۱) يَا (۲) أَيَا (۳) هَيَا (۴) أَيُّ (۵) همزہ مفتوحہ۔

یہ حروف جس پر داخل ہوتے ہیں اسے ”منادی“ (۳) کہتے ہیں۔

۱..... لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ اس مثال میں لا کے بعد نکرہ مفردہ (حول) واقع ہے اور لا کی تکرار دوسرے نکرہ مفردہ (قُوَّة) کے ساتھ ہے۔ ایسی ترکیب میں پانچ وجہیں ہیں: (۱) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ اس میں دونوں ”لا“ نفی جنس کے لیے اور ہر نکرہ مبنی بر فتح۔ (۲) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ پہلا لا نفی جنس کے لیے ہے اور ملغی عن العمل ہے اور دوسرا لا زائدہ تاکید نفی کے لیے۔ (۳) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ پہلا لا نفی جنس کے لیے ہے اور دوسرا زائدہ تاکید نفی کے لیے، دوسرا نکرہ پہلے نکرہ کے محل بعید پر معطوف ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے؛ کیونکہ پہلا نکرہ محلاً (محل بعید کے اعتبار سے) مرفوع بسبب ابتداء ہے۔ (۴) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ پہلا لا مشابہ بلیس، اور دوسرا لا نفی جنس کے لیے۔ (۵) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ پہلا لا نفی جنس کے لیے اور دوسرا لا زائدہ اور نفی کی تاکید کے لیے ہے۔ اس میں پہلا نکرہ مبنی بر فتح اور دوسرا نکرہ منصوب مع التثوین؛ اس لیے کہ اس کا عطف پہلے نکرہ کے محل قریب پر ہے اور وہ محل قریب کے اعتبار سے منصوب ہے۔

۲..... اسم میں عمل کرنے والے حروف کی پانچوں قسم حروف ندا ہیں۔ حروف ندا یہ ہیں: يَاء، همزہ، أَيَا، أَيُّ، هَيَا۔ منادی کے عامل میں تین مذہب ہیں: (۱) اَدْعُوْا عاقل ہے جو جو بامقدر ہوتا ہے اور حرف ندا اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔ (۲) حروف ندا خود عمل کرتے ہیں۔ (۳) حرف ندا اسم فعل ہے اور اَدْعُوْا کا ہم معنی ہے۔

۳..... منادی: اس ذات کا اسم ہے جس کی توجہ حرف ندا کے ساتھ طلب کی گئی ہو۔ منادی کی چار صورتیں ہیں: (۱) مضاف ہو۔ جیسے: يَا عَبْدَ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اس صورت میں یہ منصوب ہوگا۔ (۲) مشابہ

اگر منادی مضاف، یا مشابہ مضاف، یا نکرہ غیر معین ہو تو اسے نصب دیتے ہیں۔ جیسے: يَا عَبْدَ اللَّهِ. يَا طَالِعًا جَبَلًا. یا جیسے کوئی اندھا کہے: يَا رَجُلًا خَذُ بِيَدِي.

اگر منادی مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع پڑنی ہوگا (۱)۔ جیسے: يَا زَيْدُ، يَا زَيْدَانِ، يَا مُسْلِمُونَ، يَا مُوسَى، يَا قَاضِي (۲)۔

تنبیہ: خیال رہے ان حروف میں سے آئی اور ہمزہ مفتوحہ منادی قریب کی ندا کے لیے ہے، آیا اور هَيَا منادی بعید کے لیے اور يَا عام (۳) ہے۔



مضاف ہو۔ جیسے: يَا طَالِعًا جَبَلًا (اے پہاڑ پر چڑھنے والے) اس صورت میں بھی منصوب ہوگا۔ (۳) منادی غیر معین ہو۔ جیسے نابینا کہے: يَا رَجُلًا خَذُ بِيَدِي (اے کوئی مرد میرا ہاتھ پکڑ لے) اس وقت بھی منادی منصوب ہوگا۔ (۴) مفرد معرفہ ہو۔ یعنی نہ مضاف ہو نہ مشابہ مضاف ہو، پھر خواہ پہلے سے معرفہ ہو یا بوجہ نداء معرفہ بن جائے۔ جیسے: يَا زَيْدُ، يَا رَجُلُ. اس صورت میں یہ علامت رفع پڑنی ہوگا۔

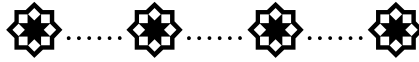
۱..... یعنی اس حرکت یا حرف پڑنی ہوگا جس سے اس کی حالت رفعی آتی ہے۔

۲..... مصنف علیہ الرحمہ نے منادی مفرد معرفہ کی پانچ مثالیں ذکر فرمائی ہیں؛ اس لیے کہ پہلی مثال: يَا زَيْدُ. میں منادی مفرد معرفہ ہے اور ضمہ پڑنی ہے۔ دوسری مثال: يَا زَيْدَانِ. میں منادی تشبیہ ہے اور الف نون پڑنی ہے۔ تیسری مثال: يَا مُسْلِمُونَ. میں منادی جمع مذکر سالم اور واؤ نون پڑنی ہے۔ ان تینوں مثالوں میں منادی علامت رفع لفظاً پڑنی ہیں۔ چوتھی مثال: يَا مُوسَى. میں منادی اسم مقصور ہے اور پانچویں مثال: يَا قَاضِي. میں منادی اسم منقوص ہے۔ ان دونوں مثالوں میں منادی علامت رفع تقدیراً پڑنی ہیں۔

۳..... کہ ہمزہ مفتوحہ اور آئی منادی قریب کے لیے ہیں۔ آیا اور هَيَا منادی بعید کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اور يَا عام ہے یعنی منادی قریب اور بعید دونوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ (ف) اس سے معلوم ہوا کہ جو جہلاء عامۃ المسلمین کو يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہنے سے روکنے کا ایک بہانہ یہ تراشتے ہیں کہ ”حرف يا صرف منادی قریب کو پکارنے کے لیے آتا ہے جبکہ حضور

سوالات

- سوال ۱: عوامل کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟
- سوال ۲: حروف جارہ کتنے اور کون کونسے ہیں اور ان کا کیا عمل ہے؟
- سوال ۳: حروف مشبہ بالفعل کتنے ہیں اور ان کا عمل کیا ہے؟
- سوال ۴: مَا زَيْدٌ قَائِمٌ میں ”ما“ کونسا ہے؟
- سوال ۵: لائے نفی جنس کے عمل کی تفصیل بیان کریں۔
- سوال ۶: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کتنے طریقوں سے پڑھا جاسکتا ہے؟
- سوال ۷: حروف نداء کتنے اور کون کون سے ہیں نیز ان کے معانی میں کیا فرق ہے؟
- سوال ۸: منادی کی تعریف اور اس کا اعراب بیان کریں۔
- سوال ۹: درج ذیل کلمات پر اعراب جاری کریں اور عوامل کی پہچان کریں:
- للمتقين، لله، إن الله سمیع، لیت الشباب یعود، لا غلام رجل
ظریف فی الدار، یا أرحم الراحمین، یا رسول الله، یا رحمة
العلمین، یاها النبی، یا رجلا امددنی.



صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہزاروں میل دور مدینہ طیبہ میں محواستراحت ہیں۔ یہ محض ان کی دھوکہ دہی ہے؛ اس لیے کہ میر سید شریف صاف تصریح فرما رہے ہیں کہ ”یا“ منادی قریب و بعید دونوں کے لیے آتا ہے۔ نیز حق یہ ہے کہ حضور رحمة العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤمنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ تفصیل کے لیے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کا رسالہ مبارکہ ”انوار الانتباه فی حل نداء یا رسول اللہ“ ملاحظہ ہو۔

سبق نمبر: 10

..... فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف..... ﴿

فعل مضارع میں عمل کر نیوالے حروف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حروف ناصبہ (۲) حروف جازمہ

(۱) حروف ناصبہ:

وہ حروف جو فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں، یہ چار ہیں: اَنْ، لَنْ، كَيْ اور اِذَنْ۔

(اَنْ)..... یہ فعل مضارع سے مل کر مصدر کے معنی میں ہوتا ہے؛ اسی لیے اسے ”اَنْ مصدریہ“ کہتے ہیں۔ جیسے: اُرِيْدُ اَنْ تَقُوْمَ بمعنی: اُرِيْدُ قِيَامَكَ۔

(لَنْ)..... یہ فعل مضارع پر داخل ہو کر نفی کی تاکید کرتا ہے اور مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ جیسے: لَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ (زيد ہرگز نہیں نکلے گا)۔

(كَيْ)..... یہ ماقبل فعل کی علت بیان کرتا ہے۔ جیسے: اَسْلَمْتُ كَيْ اَدْخَلَ الْجَنَّةَ۔ میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں۔
(اِذَنْ)..... جیسے: اِذَنْ اُكْرِمَكَ اس شخص کے جواب میں جو کہے: اَنَا اَتِيكَ غَدًا۔

فائدہ:

خیال رہے کہ چھ حروف کے بعد ”اَنْ“ مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو

نصب دیتا ہے۔ (۱) حَتَّىٰ کے بعد۔ جیسے: مَرَرْتُ حَتَّىٰ ادْخُلَ الْبَلَدَ. (۲) لامِ مُحَمَّدٍ کے بعد۔ جیسے: مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ. (۳) اَوْ بمعنی ”إِلَىٰ أَنْ“ یا ”إِلَّا أَنْ“ کے بعد۔ جیسے: لَا لَزِمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِي حَقِّي. (۴) واوِ صِرْفِ کے بعد^(۱) (۵) لامِ كَتَبَ کے بعد^(۲) (۶) اُس فاء کے بعد جو مندرجہ ذیل اشیائے ستہ میں سے کسی ایک کے جواب میں آئے:

(۱) امر^(۳) (۲) نہی^(۴) (۳) استفہام^(۵)

(۴) نفی^(۶) (۵) تمنی^(۷) (۶) عرض^(۸)

(۲) حروفِ جازمہ^(۹): وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ یہ پانچ حروف ہیں: لَمْ، لَمَّا، لامِ امر، لائے نہی، اِنْ شرطیہ۔ جیسے: لَمْ يَنْصُرْ، لَمَّا يَنْصُرْ، لِيَنْصُرْ، لَا تَنْصُرْ، اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ.

۱..... جیسے: لَا تَأْكُلِ السَّمَكِ وَتَشْرَبِ اللَّبَنَ.

۲..... جیسے: اَسْلَمْتُ لِادْخُلِ الْجَنَّةَ.

۳..... جیسے: زُرْنِي فَأُكْرِمَكَ.

۴..... جیسے: لَا تَشْتَمْنِي فَأُهِنِكَ.

۵..... جیسے: اَيْنَ بَيْتِكَ فَأَرْوِرَكَ.

۶..... جیسے: مَا تَأْتِينَا فَتُحَدِّثْنَا.

۷..... جیسے: كَيْتَ لِي مَا لَا فَاَنْفِقَ.

۸..... جیسے: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيبُ خَيْرًا.

۹..... فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف کی دوسری قسم وہ حروف ہیں جو فعل مضارع کو جزم

دیتے ہیں یہ پانچ حرف ہیں: لَمْ، لَمَّا، لامِ امر، لائے نہی، اِنْ شرطیہ.

لَمْ اور لَمَّا کا لفظی عمل یہ ہے کہ یہ دونوں فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور معنوی عمل یہ ہے کہ فعل

مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں بنا دیتے ہیں۔ لَمَّا کی مثال: ﴿وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِي

یاد رہے ان ہمیشہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: اِنْ تَضْرِبْ
 اَضْرِبْ. ان میں سے پہلے جملہ کو ”شرط“ اور دوسرے کو ”جزا“ کہتے ہیں۔
 اور ان مستقبل کے لیے ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو۔ جیسے: اِنْ ضَرَبْتَ
 ضَرَبْتُ. اور اس صورت میں جزم تقدیری ہوتا ہے؛ کیونکہ ماضی مبنی ہے۔
 یہ بھی خیال رہے کہ جب شرط کی جزا جملہ اسمیہ یا امر یا نہی یا پھر دعا
 ہو تو جزا میں ”فاء“ کا لانا واجب ہے^(۱)۔ جیسے: اِنْ تَأْتِنِي فَاَنْتَ مُكْرِمٌ.
 اِنْ رَأَيْتَ زَيْدًا فَاَكْرِمْهُ. اِنْ اَتَاكَ عَمْرُو فَلَاتِهْنَهُ. اِنْ اَكْرَمْتَنِي
 فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا.



قُلُوْبِكُمْ ﴿ لم کی مثال: ﴿ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿ لام امر کی مثال: ﴿ فَلَتَقُمْ طَائِفَةٌ ﴿
 لائے نہی کی مثال: ﴿ وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ﴿ ان شرطیہ۔ جیسے: ﴿ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ ﴿.
 ۱..... جزا پر فاء لانے یا نہ لانے کا دار و مدار کلمہ شرط کی معنوی تاثیر پر ہے اگر وہ جزا کو ماضی سے
 مستقبل کی طرف تبدیل کر دے گا تو چونکہ اس کی تاثیر تام ہے اس لیے جزاء پر فاء نہیں لائیں گے شرط
 و جزا میں تعلق کے لیے یہ معنوی تاثیر کافی ہے۔ جیسے: اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ. اور اگر جزا مضارع منفی
 — ”لا“ ہے جس میں حال و استقبال دونوں کا احتمال ہے تو کلمہ شرط نے اس میں کسی قدر اثر کیا ہے کہ
 اسے مستقبل کے ساتھ خاص کر دیا، اس لیے فاء کا نہ لانا جائز ہے اور چونکہ ماضی کو مستقبل کے معنی میں
 نہیں کیا اور تاثیر تام نہیں ہوئی اس لحاظ سے فاء کا لانا بھی جائز ہے۔ جیسے: اِنْ جَاءَكَ زَيْدٌ لَا تُكْرِمْهُ
 يَا فَلَا تُكْرِمْهُ. اور اگر کلمہ شرط نے جزاء میں بالکل اثر نہ کیا تو فاء کا لانا واجب ہے تاکہ شرط و جزاء میں ربط
 پر دلالت کرے، اس کی چند صورتیں ہیں: (۱) جزا جملہ اسمیہ ہو۔ جیسے: اِنْ تَأْتِنِي فَاَنْتَ مُكْرِمٌ (اگر تو
 میرے پاس آئے گا تو تیری عزت کی جائے گی۔) (۲) جزا امر ہو۔ جیسے: اِنْ رَأَيْتَ زَيْدًا فَاَكْرِمْهُ (اگر
 تو زید کو دیکھے تو اس کی عزت کر۔) (۳) نہی ہو۔ جیسے: اِنْ اَتَاكَ عَمْرُو فَلَاتِهْنَهُ (اگر عمر و تیرے پاس
 آئے تو تو اس کی توہین نہ کر۔) (۴) دعا ہو۔ جیسے: اِنْ اَكْرَمْتَنِي فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا (اگر تو میری
 عزت کرے تو اللہ تعالیٰ تجھے جزا خیر عطا فرمائے) (ف) شرط اور جزا کا جملہ ہونا ضروری ہے۔

سوالات

سوال ۱: فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

سوال ۲: حروف ناصبہ کی تعداد اور ان کے معانی مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

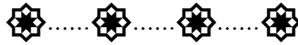
سوال ۳: کون کون سے مقامات پر ان مقدر ہوتا ہے۔

سوال ۴: حروف جازمہ کی تعداد جمع نام بتائیے۔

سوال ۵: مندرجہ ذیل کلمات پر اعراب لگائیے اور عامل کی پہچان کیجئے:

أريد أن أصلي، أسلمت كي أدخل، أن يضرب،

إن تنصر أنصر، لا تنظر، ليحفظ.



سبق نمبر: 11

..... افعال عاملہ کا بیان ﴿﴾

معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی فعل غیر عامل نہیں ہوتا بلکہ ہر فعل عامل ہوتا ہے۔ عمل کے لحاظ سے فعل کی دو قسمیں ہیں (۱):

۱..... فعل معروف ||..... فعل مجہول۔

فعل معروف کا عمل:

فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی (۲) اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے۔

جیسے: قَامَ زَيْدٌ. ضَرَبَ عَمْرٌو. اور چھ اسماء کو نصب دیتا ہے:

(۱) مفعول مطلق کو۔ جیسے: قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا. اور ضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا.

(۲) مفعول فیہ کو۔ جیسے: صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. اور جَلَسْتُ فَوْقَكَ.

①..... فاعل کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) معروف: وہ فعل جس کا فاعل معلوم ہو۔

جیسے: قَامَ زَيْدٌ میں ”قَامَ“ اس کا فاعل (زید) کلام سے معلوم ہو رہا ہے۔ (۲) مجہول: وہ فعل جس کا فاعل کلام سے معلوم نہ ہو رہا ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ میں ”ضَرَبَ“ اس کا فاعل (مارنے والا) معلوم نہیں ہو رہا ہے۔

②..... مفعول بہ کے لحاظ سے بھی فعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) متعدی: وہ فعل جس کا سمجھنا مفعول بہ

پر موقوف ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا میں ضَرَبَ: کہ اس کا معنی مفعول بہ کے بغیر سمجھ میں نہیں

آتا۔ (۲) لازم: وہ فعل جس کا سمجھنا مفعول بہ پر موقوف نہ ہو۔ جیسے: قَامَ زَيْدٌ میں ”قَامَ“؛ کہ یہ

مفعول بہ کو چاہتا ہی نہیں۔ فائدہ: ہر فعل لازم معروف فاعل کو رفع دیتا ہے اور چھ اسموں کو نصب

دیتا ہے۔ اور فعل متعدی معروف فاعل کو رفع اور سات اسموں کو نصب دیتا ہے ساتواں اسم مفعول بہ

ہے۔ (ف) فعل لازم مفعول بہ کو نصب نہیں دیتا؛ کیونکہ اس کا مفعول بہ ہوتا ہی نہیں اور فعل مجہول فاعل کو

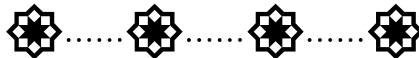
رفع نہیں دیتا؛ کہ اس کا فاعل مذکور نہیں ہوتا۔

- (۳) مفعول معہ کو۔ جیسے: جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجُبَّاتِ. اَيُّ: مَعَ الْجُبَّاتِ.
- (۴) مفعول لہ کو۔ جیسے: قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ. اور ضَرْبَتُهُ تَأْدِيْبًا.
- (۵) حال کو۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا.
- (۶) تممیز کو۔ یعنی: اس تممیز کو جو فاعل کی طرف فعل کی نسبت میں پائے جانے والے ابہام کو دور کرنے کے لیے لائی گئی ہو۔ جیسے: طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا.
- اگر فعل متعدی ہو تو (۱) مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔ جیسے: ضَرْبَ زَيْدٌ عَمْرًا. جبکہ فعل لازم یہ عمل نہیں کرتا (۲)۔



سوالات

- سوال ۱: عمل کے لحاظ سے فعل کی کتنی قسمیں ہیں؟
- سوال ۲: فعل معروف کا عمل کیا ہے اور یہ کون سے اسماء کو رفع اور کون سے اسماء کو نصب دیتا ہے؟
- سوال ۳: درج ذیل جملوں پر اعراب جاری کریں:
- حمد زید، اکل سلیم خبزا، باع بکر شاة، فہم عامر درسا، جلس عمر جلو سا، جاء سعید راکبا، دخل کاشف والکتاب.



- ۱..... اپنے فاعل کو رفع اور ان چھ چیزوں کو نصب دینے کے علاوہ۔
- ۲..... کیونکہ اس کا مفعول بہ نہیں ہوتا۔

سبق نمبر: 12

..... فاعل و مفاعیل وغیرہ کی تعریفات ﴿

فاعل کی تعریف:

وہ اسم جس سے پہلے کوئی فعل ہو جو اس اسم کی طرف اس طرح منسوب ہو کہ اس فعل کا قیام اس اسم کے ساتھ ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا
میں ”زَيْدٌ“، (۱)۔

مفعول مطلق کی تعریف (۲):

وہ مصدر جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس کے معنی میں ہو۔
جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا مِثْلَ ضَرْبِ زَيْدٍ اور قُمْتُ قِيَامًا مِثْلَ قِيَامِ زَيْدٍ۔
مفعول فیہ کی تعریف (۳):

وہ اسم جس میں فعل مذکور واقع ہوا ہو۔ اسے ”ظرف“ بھی کہتے ہیں۔
اور ظرف کی دو قسمیں ہیں:

(الف) ظرف زمان۔ جیسے: صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِثْلَ يَوْمِ زَيْدٍ۔

۱..... فاعل ہے۔

۲..... مفعول مطلق: وہ مصدر ہے جس کے معنی پر فعل سابق مشتمل ہو۔ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا مِثْلَ ضَرْبِ زَيْدٍ۔
ضربا مصدر ہے اور فعل سابق ضَرَبْتُ اس کے معنی پر مشتمل ہے۔ (ف) فعل کی دلالت تین چیزوں پر ہوتی ہے: (۱) معنی مصدری (۲) فاعل کی طرف نسبت (۳) زمانہ۔

۳..... مفعول فیہ: اس زمانہ یا مکان کا اسم ہے جس میں فعل سابق واقع ہو۔ جیسے: صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِثْلَ يَوْمِ زَيْدٍ۔
الْجُمُعَةِ مِثْلَ يَوْمِ زَيْدٍ۔ اس زمانہ پر دلالت کر رہا ہے جس میں فعل مذکور صُمْتُ واقع ہوا اور جَلَسْتُ عِنْدَكَ (میں تیرے پاس بیٹھا) میں عِنْدَكَ اس مکان پر دلالت کر رہا ہے جس میں فعل مذکور کیا گیا۔ (ف) زمان یا مکان پر دلالت کرنے والے اسم کو ”ظرف“ کہتے ہیں۔

(ب) ظرف مکان۔ جیسے: جَلَسْتُ عِنْدَكَ فِي لَفْظِ عِنْدَكَ.
 مفعول معہ کی تعریف^(۱): وہ اسم جو واو بمعنی ”مع“ کے بعد واقع ہو۔ جیسے:
 جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجُبَّاتِ فِي الْجُبَّاتِ^(۲).
 مفعول لہ کی تعریف: وہ اسم جو اس چیز پر دلالت کرے جو فعل مذکور کا سبب
 ہو۔ جیسے: قُمْتُ اِكْرَامًا لِيَزِيدَ فِي اِكْرَامًا^(۳).
 حال کی تعریف:

وہ اسم نکرہ جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت بیان کرے۔ جیسے:
 جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا^(۴)، ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُودًا، لَقِيْتُ زَيْدًا رَاكِبِينَ.
 فائدہ: فاعل اور مفعول کو ”ذو الحال“ کہتے ہیں۔ اور ذوالحال اکثر معرفہ

۱..... مفعول معہ یعنی وہ اسم جو واو بمعنی ”مع“ کے بعد واقع ہوتا کہ معلوم ہو کہ اس اسم کو فعل کے
 معمول کے ساتھ معیت حاصل ہے۔ جیسے: جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجُبَّاتِ (سردی جبوں کے ساتھ
 آئی۔) اس میں واو بمعنی مع ہے۔

۲..... مفعول معہ ہے اس لیے کہ یہ واو بمعنی ”مع“ کے بعد واقع ہے۔

۳..... مفعول لہ ہے۔ قُمْتُ اِكْرَامًا لِيَزِيدَ (میں زید کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا) اس میں اِكْرَامًا
 فعل مذکور کی علت ہے جسے حاصل کرنے کے لیے قیام کیا گیا۔ قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا (میں
 بزدلی کے سبب جنگ سے بیٹھ گیا) اس میں جُبْنًا بزدلی فعل مذکور کے لیے علت ہے۔ (ف)
 مفعول لہ دو قسم پر ہے: (۱) وہ جسے حاصل کرنے کے لیے فعل کیا جائے (۲) وہ جس کے موجود
 ہونے کی وجہ سے فعل کیا جائے۔

۴..... جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا (زید سوار ہو کر آیا) اس میں رَاكِبًا حال ہے جو فاعل کی حالت بیان
 کر رہا ہے یعنی: جب زید آیا تو سوار تھا۔ (۲) ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُودًا (میں نے زید کو مارا جب
 کہ وہ بندھا ہوا تھا) اس میں مَشْدُودًا مفعول بہ کی حالت کو ظاہر کر رہا ہے۔ یعنی جب اسے مار پڑی
 تو وہ بندھا ہوا تھا۔ (۳) لَقِيْتُ زَيْدًا رَاكِبِينَ (میں زید سے ملا جب کہ ہم دونوں سوار تھے) اس

ہوتا ہے^(۱)۔ اور اگر یہ نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرتے ہیں۔ جیسے:
 جَاءَ نَبِيٌّ رَاكِبًا رَجُلٌ. نیز حال کبھی جملہ بھی ہوتا ہے^(۲)۔ جیسے: رَأَيْتُ
 الْأَمِيرَ وَهُوَ رَاكِبٌ.
 تممیز کی تعریف^(۳):

وہ اسم جو عدد یا وزن یا پیمائش یا ناپ سے ابہام^(۴) کو دور کرتا ہے۔
 جیسے: عِنْدِي أَحَدٌ عَشَرَ رَجُلًا، عِنْدِي رِطْلٌ^(۵) زَيْتًا، مَا فِي

میں راکبین فاعل اور مفعول دونوں کی حالت بیان کر رہا ہے کہ جب وہ دونوں ملے تو سوار تھے۔
 ①..... حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوگا۔ اگر کبھی ذوالحال نکرہ محضہ ہو تو حال کو
 اس پر مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے: ضَرَبْتُ مَشْدُودًا رَجُلًا.
 ②..... بعض اوقات جملہ خبریہ بھی حال واقع ہوتا ہے؛ کیونکہ جملہ بھی نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔
 جیسے: رَأَيْتُ الْأَمِيرَ وَهُوَ رَاكِبٌ (میں نے امیر کو اس حال میں دیکھا کہ وہ سوار تھا)۔
 ③..... تممیز یعنی وہ اسم نکرہ جو تممیز سے ابہام اور پوشیدگی کو دور کرتا ہے۔ جیسے: طَابَ زَيْدٌ
 نَفْسًا (زید طبیعت کا اچھا ہے) طَابَ زَيْدٌ (زید اچھا ہے) ابہام تھا کہ وہ کس لحاظ سے اچھا ہے
 نَفْسًا کہنے سے وضاحت ہوگئی کہ وہ ذات اور طبیعت کے لحاظ سے اچھا ہے۔ اسی طرح اَعْطِيتُ
 أَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا۔ اس جگہ أَحَدَ عَشَرَ جو اسم عدد ہے اس کے معدود میں ابہام تھا کہ وہ کونسی
 چیز ہے؛ کیونکہ ”گیارہ“ کوئی بھی چیز ہو سکتی ہے مثلاً کتابیں، قلم، اوراق وغیرہ۔ دِرْهَمًا نے اس
 ابہام کو دور کر دیا لہذا أَحَدَ عَشَرَ تممیز اور دِرْهَمًا اس کی تممیز کہلائے گا۔ (درہم عرب میں
 چاندی کا ایک سکہ رائج تھا)۔

④..... پوشیدگی۔

⑤..... قولہ: رِطْلٌ یہ ایک وزن ہے۔ اس جگہ اس کے موزون میں ابہام تھا کہ ایک رطل
 کیا چیز ہے؛ کیونکہ رِطْلٌ کوئی بھی چیز ہو سکتی ہے مثلاً گھی، تیل وغیرہ۔ زَيْتًا نے اس ابہام
 کو دور کر دیا لہذا رِطْلٌ تممیز اور زَيْتًا اس کی تممیز ہے۔

السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا^(۱)، عِنْدِي قَفِيزَانِ^(۲) بُرًّا.
مفعول بہ کی تعریف:

وہ اسم جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا^(۳)۔
تنبیہ: خیال رہے کہ جملہ محض فعل اور فاعل سے ملکر مکمل ہو جاتا ہے۔ اسی
لیے کہا جاتا ہے: الْمَنْصُوبَاتُ فَضْلَةٌ^(۴)۔



۱..... قولہ: قَدْرُ رَاحَةٍ میں رَاحَةٌ کا معنی ہے ہتھیلی اور قَدْرُ کا مطلب ہے مقدار۔ یہاں مسوح
(جس کی پیمائش کی جائے) میں ابہام تھا کہ کونسی چیز آسمان میں ہتھیلی کی مقدار میں نہیں؟ سحاباً نے اسے
دور کر دیا کہ آسمان میں بادل ہتھیلی کی مقدار نہیں۔ خیال رہے کہ تمیز کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ تمیز جو کسی اسم
مفرد سے ابہام کو دور کرے پھر وہ مفرد یا تو عدد ہوگا یا وزن ہوگا یا کیل ہوگا یا مساحت ہوگی۔ جیسے مذکورہ
چاروں مثالوں سے واضح ہے۔ (۲) وہ تمیز جو کسی نسبت سے ابہام کو دور کرے۔ جیسے طَابَ زَيْدٌ عَلِمًا
(زید علم کے اعتبار سے اچھا ہے) اس مثال میں زَيْدٌ کی طرف جو: طَابَ کی نسبت ہے اس میں ابہام تھا
کہ زَيْدٌ کس لحاظ سے اچھا ہے؟ عَلِمًا نے اس ابہام کو دور کر دیا کہ وہ علم کے اعتبار سے اچھا ہے۔
(ف) عدد سے مراد معدود ہے؛ کیونکہ أَحَدٌ عَشَرَ کا معنی گیارہ ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے ابہام تو اس
کے معدود میں ہے کہ وہ کس جنس سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح وزن سے موزون، کیل سے مکیل اور
مساحت سے مسوح مراد ہے۔ (ف) تمیز جس اسم کے ابہام کو دور کرتی ہے اسے ”مميز“ کہتے ہیں۔

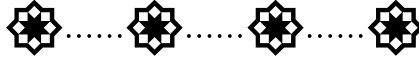
۲..... قولہ: قَفِيزَانِ یہ قَفِيزَانِ کا تشبیہ ہے اور قَفِيزَانِ ایک کیل (پیمانہ) ہے۔ اس جگہ مکیل (وہ چیز جسے
پیمانے سے ماپا جاتا ہے) میں ابہام تھا کہ دو قفیز کونسی چیز ہے جو، چاول، گندم وغیرہ۔ بُرًّا نے اس
ابہام کو دور کر دیا کہ وہ گندم ہے۔

۳..... میں عَمْرًا مفعول بہ ہے۔

۴..... یعنی منصوبات زوائد ہوتے ہیں۔

سوالات

- سوال ۱: درج ذیل اسماء کی تعریفات بمع امثلہ بیان کریں:
 فاعل، مفعول فیہ، مفعول مطلق، مفعول معہ، مفعول بہ، تممیز -
- سوال ۲: ان جملوں میں سے فاعل و مفاعیل کی اقسام متعین کیجئے:
- طَلِبَ خَالِدٌ. فَازَ طَالِبٌ. صَامَ الْمُسْلِمُ صِيَامًا.
 ذَاقَ الْاِمْرَاةُ حُلُوًّا. تَلَا الْقَارِئُ الْقُرْآنَ فِي الْمَسْجِدِ.
 نَزَلَ كَامِرَانُ وَالْخُطُوْطُ. طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا.



سبق نمبر: 13

..... فاعل کی اقسام اور فعل کے بعض احکام..... ﴿

فاعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مظہر (۱)۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ (۲) (مضمر (۳)۔
پھر فاعل مضمر کی دو قسمیں ہیں: (۱) بارز۔ جیسے: ضَرَبْتُ (۴) (مستتر (پوشیدہ)۔
جیسے: زَيْدٌ ضَرَبَ. ضَرَبَ کا فاعل هُوَ ضمیر ہے جو اس میں مستتر ہے۔
فعل کے بعض احکام:

اگر فاعل مؤنث حقیقی (۵) ہو یا مؤنث کی ضمیر ہو تو ان دونوں صورتوں میں
فعل کو مؤنث لانا ضروری ہے۔ جیسے: قَامَتْ هِنْدٌ (۶) اور هِنْدٌ قَامَتْ (۷)۔
اگر فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی یا جمع مکسر (۸) ہو تو فعل کو مذکر اور

- ۱..... یعنی وہ اسم جو صراحتہ کسی ذات پر دلالت کرے۔
- ۲..... اس میں زَيْدٌ فاعل ہے۔ جملہ کے ضروری اجزا مسند الیہ اور مسند ہیں۔ ضَرَبَ زَيْدٌ
میں ضرب کی اسناد زید کی طرف ہے لہذا وہ مسند ہے اور زید کی طرف نسبت کی گئی ہے لہذا وہ مسند الیہ۔
- ۳..... یعنی وہ اسم جو کنایہ (اشارة) غائب حاضر یا متکلم پر دلالت کرے۔
- ۴..... اس میں ت ضمیر فاعل ہے۔
- ۵..... مؤنث حقیقی وہ مؤنث ہے جس کے مقابل نر جاندار ہو۔
- ۶..... قَامَتْ هِنْدٌ اس میں فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہے۔ اس صورت میں فعل کا مؤنث لانا
واجب ہے جبکہ فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور اگر ان کے درمیان فاصلہ آجائے تو فعل
کو مذکر کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے: قَامَ الْيَوْمَ هِنْدٌ۔
- ۷..... هِنْدٌ قَامَتْ اس میں فاعل مؤنث حقیقی کی طرف راجع ضمیر ہے۔ اسی طرح الشَّمْسُ
طَلَعَتْ اس میں فاعل مؤنث غیر حقیقی کی طرف راجع ضمیر ہے۔ ان دونوں صورتوں میں فعل کا
علامت تانیث کے ساتھ لانا واجب ہے۔
- ۸..... مؤنث غیر حقیقی وہ مؤنث ہے جس کے مقابل نر جاندار نہ ہو۔ اور جمع تکسیر وہ جمع ہے جس

مَوْنَتِ دُونوں طرح لانا جائز ہے۔ جیسے: طَلَعَ الشَّمْسُ^(۱) اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ، قَالَ الرَّجَالُ^(۲) اور قَالَتِ الرَّجَالُ۔
فعل مجہول^(۳) کا عمل:

یہ فعل فاعل کی بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے۔ باقی مفعولات کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ ضَرْبًا شَدِيدًا فِي دَارِهِ تَأْدِيبًا وَالْخَشْبَةَ۔

یاد رہے کہ فعل مجہول کو ”فعل مَالَمَ يُسَمِّ فَاعِلُهُ“ بھی کہتے ہیں۔ اور اس کے نائب فاعل کو ”مَفْعُولُ مَا لَمَ يُسَمِّ فَاعِلُهُ“ بھی کہتے ہیں۔
فعل متعدی کی اقسام کا بیان^(۴)

فعل متعدی کی چار اقسام ہیں:

- میں واحد کی بناء سالم نہ رہے۔
- ①..... طَلَعَ الشَّمْسُ، طَلَعَتِ الشَّمْسُ ان میں فاعل اسم ظاہر مَوْنَتِ غیر حقیقی ہے، اس صورت میں علامت تانیث کا لانا یا نہ لانا دونوں جائز ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے۔
 - ②..... قَالَ الرَّجَالُ، قَالَتِ الرَّجَالُ اس میں فاعل اسم ظاہر جمع مذکر مکسر ہے۔ اس میں بھی دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اسی طرح اگر فاعل اسم ظاہر جمع مَوْنَتِ مکسر ہو تو بھی دونوں صورتیں جائز ہوتی ہیں۔ جیسے: قَالَ نِسْوَةٌ، قَالَتِ نِسْوَةٌ۔
 - ③..... فعل مجہول وہ فعل ہے جس کا فاعل مذکور نہ ہو اور جس کی نسبت فاعل کی طرف نہ کی گئی ہو۔ چونکہ اس کا فاعل معلوم نہیں ہوتا اس لیے اسے ”مجہول“ کہتے ہیں۔ اسے ”فِعْلٌ مَالَمَ يُسَمِّ فَاعِلُهُ“ بھی کہتے ہیں۔ فعل مجہول فاعل کی بجائے مفعول کو رفع دیتا ہے۔ مفعول کو ”مَفْعُولُ مَا لَمَ يُسَمِّ فَاعِلُهُ“ اور ”نائب فاعل“ بھی کہتے ہیں۔
 - ④..... مفعول بہ کے لحاظ سے فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں: (۱) وہ فعل متعدی جو صرف ایک مفعول کو چاہتا ہے۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرُوًّا (زید نے عمرو کو مارا) (۲) وہ فعل متعدی جو ایسے

(۱)..... وہ فعل متعدی جو ایک مفعول کو چاہتا ہے۔ جیسے: ضَرَبَ

زَيْدٌ عَمْرًا.

(۲)..... وہ فعل متعدی جو دو مفعولوں کو چاہتا ہے اور ان میں سے ایک

مفعول کا حذف کرنا بھی درست ہوتا ہے۔ جیسے: أَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا^(۱)

اس کو أَعْطَيْتُ زَيْدًا پڑھنا بھی درست ہے^(۲)۔

(۳)..... وہ فعل متعدی جو دو مفعولوں کو چاہتا ہے اور ان میں سے کسی

مفعول کا حذف کرنا جائز نہیں ہوتا۔ اور یہ افعال قلوب میں ہوتا ہے۔

جیسے: عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا، ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا.

افعال قلوب یہ ہیں: عَلِمْتُ، حَسِبْتُ، خِلْتُ، زَعَمْتُ،

دو مفعولوں کو چاہتا ہو جن میں سے کسی ایک کو حذف کر دینا بھی جائز ہو۔ جیسے: أَعْطَيْتُ زَيْدًا

دِرْهَمًا (میں نے زید کو ایک درہم دیا) اس کے دو مفعولوں میں سے پہلے یا دوسرے مفعول کو

حذف کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں جیسے: أَعْطَيْتُ زَيْدًا يَا أَعْطَيْتُ دِرْهَمًا. اسی طرح

كَسَوْتُ (میں نے پہنایا) سَلَبْتُ (میں نے چھینا) وغیرہ۔ ایسے افعال کو ”باب أَعْطَيْتُ“ سے

بھی تعبیر کرتے ہیں۔ (۳) وہ فعل متعدی جو ایسے دو مفعولوں کو چاہتا ہو جن میں سے کسی ایک کو

حذف کر دینا جائز نہ ہو۔ جیسے: عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا (میں نے زید کو فاضل جانا) اس مثال میں

زَيْدًا اور فَاضِلًا دونوں ایک ہیں اس لیے ان میں سے ایک کو حذف کرنا جائز نہیں۔ ایسے افعال کو

”افعال قلوب“ کہتے ہیں افعال قلوب یہ ہیں: عَلِمْتُ، حَسِبْتُ، ظَنَنْتُ، زَعَمْتُ،

رَأَيْتُ، وَجَدْتُ. ان افعال کو ”باب عَلِمْتُ“ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ (۴) وہ فعل جو تین مفعولوں

کو چاہتا ہو۔ جیسے: أَعْلَمَ اللَّهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا (اللہ تعالیٰ نے زید کو علم دیا کہ عمر و فاضل ہے)

ایسے افعال کو ”باب أَعْلَمْتُ“ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

①..... اس مثال میں زَيْدًا اور دِرْهَمًا دونوں مفعول ہیں۔

②..... اور أَعْطَيْتُ دِرْهَمًا پڑھنا بھی درست ہے۔

رَأَيْتُ، وَجَدْتُ.

(۴)..... وہ فعل متعدی جو تین مفعولوں کو چاہتا ہے۔ جیسے: أَعْلَمَ اللَّهُ زَيْدًا عَمْرًا وَفَاضِلًا. تین مفعولوں کو چاہنے والے افعال یہ ہیں: أَعْلَمَ، أَرَى، أَنْبَأَ، أَخْبَرَ، خَبَّرَ، نَبَأَ، حَدَّثَ.

تنبیہ: (۱) یہ تمام مفعولات مفعول بہ ہیں۔

(۲) باب عَلِمْتُ کا دوسرا مفعول اور باب أَعْلَمْتُ کا تیسرا مفعول اور مفعول لہ و مفعول معہ فاعل کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ ان کے علاوہ باقی مفاعیل نائب فاعل بن سکتے ہیں۔

(۳) باب أَعْطَيْتُ کے دوسرے مفعول کی نسبت پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا زیادہ بہتر ہے (۱)۔



سوالات

سوال ۱: فاعل مضمحل کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کیجئے۔

سوال ۲: فعل مجہول کے دیگر نام اور اس کا عمل بتائیے۔

سوال ۳: فعل متعدی کی اقسام بمع امثلہ بیان کریں۔



①..... باب أَعْطَيْتُ کے پہلے یا دوسرے مفعول میں سے کسی کو بھی نائب الفاعل بنایا جاسکتا ہے۔ لہذا أَعْطَى زَيْدٌ دِرْهَمًا يُعْطَى دِرْهَمٌ زَيْدًا دونوں طرح کہہ سکتے ہیں۔ لیکن پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا بہتر ہے جبکہ التباس کا اندیشہ نہ ہو جیسے مذکورہ مثال میں یہ طے ہے کہ کوئی چیز کس کو دی جا رہی ہے۔ اور اگر التباس کا اندیشہ ہو تو پہلے مفعول ہی کو نائب الفاعل بنانا واجب ہے۔ جیسے: أَعْطَى زَيْدٌ عَمْرًا.

سبق نمبر: 14

..... افعال ناقصہ کا بیان (۱).....

افعال ناقصہ کل سترہ ہیں: (۱) كَان (۲) صَار (۳) ظَلَّ
 (۴) بَات (۵) أَصْبَحَ (۶) أَمْسَى (۷) أَضْحَى (۸) عَادَ (۹) آضَ
 (۱۰) غَدَا (۱۱) رَاحَ (۱۲) مَا زَالَ (۱۳) مَا انْفَكَّ (۱۴) مَا بَرِحَ

۱..... افعال عاملہ میں سے افعال ناقصہ بھی ہیں۔ كَان زَيْدٌ قَائِمًا میں كَان فعل ناقص ہے؛ کیونکہ اس کے بعد اسم مرفوع زَيْدٌ کو ذکر کرنے سے بات مکمل نہیں ہوتی جب تک اس کے ساتھ منصوب کا ذکر نہ کیا جائے۔

۲..... كَان کا استعمال تین طرح ہے: (۱) كَان ناقصہ۔ وہ كَان جو اپنے اسم سے مل کر مکمل جملہ نہ بنے بلکہ اسے خبر کی بھی ضرورت ہو۔ جیسے: كَان زَيْدٌ شَاعِرًا (زید شاعر ہے) باقی افعال ناقصہ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ (۲) كَان تامہ۔ وہ جو اپنے ما بعد اسم سے مل کر مکمل جملہ بن جاتا ہے۔ جیسے: كَان مَطَرٌ (بارش ہوئی) یہ كَان بمعنی حَصَلَ اور وَجَدَ ہوتا ہے۔ (۳) كَان زائدہ۔ وہ كَان جس کے حذف کر دینے سے اصل معنی میں خلل پیدا نہیں نہ ہو۔ یہ كَان درمیان کلام میں آتا ہے ابتداء میں نہیں آتا۔ جیسے قرآن پاک میں ہے: ﴿كَيْفَ نُنَكِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾ (ہم اس سے بات کیسے کریں گے جو گھوارے میں بچہ ہے۔)

۳..... عَادَ دو طرح استعمال ہوتا ہے: (۱) عَادَ ناقصہ۔ وہ جو صَار کے معنی میں ہو۔ جیسے: عَادَ زَيْدٌ غَيًّا (زید مالدار ہو گیا) (۲) عَادَ تامہ۔ وہ جو رَجَعَ کے معنی میں ہو۔ جیسے: عَادَ زَيْدٌ (زید لوٹ گیا)۔
 تنبیہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُوذُنَّ فِي مِلَّتِنَا﴾ میں ”لَتَعُوذُنَّ“ فعل ناقص ہے۔ بعض مترجمین نے اسے فعل تام سمجھ کر ترجمہ کیا اور بہت بڑی خطا کے مرتکب ہوئے چنانچہ ان میں سے کسی نے اس کا ترجمہ کیا: ”یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ“ اور کسی نے ترجمہ کیا: ”یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں“۔ ان ترجموں سے یہ مفہوم

(۱۵) مَا فَتِيءَ (۱۶) مَا دَامَ (۱۷) لَيْسَ .

یہ افعال تنہا فاعل کے ساتھ مل کر مکمل جملہ نہیں بنتے بلکہ خبر کے محتاج ہوتے ہیں، اسی لیے ان کو ”افعال ناقصہ“ کہتے ہیں۔ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا. مرفوع کو كَانَ کا اسم اور منصوب کو كَانَ کی خبر کہتے ہیں۔ باقی افعال کو بھی اسی پر قیاس کیجئے۔

تنبیہ: ان میں سے بعض افعال بعض اوقات تنہا فاعل سے ملکر مکمل جملہ بن جاتے ہیں۔ جیسے: كَانَ مَطَرٌ. اس میں كَانَ بمعنی حَصَلَ ہے یعنی بارش ہوئی۔ اسے ”کان تامہ“ کہتے ہیں۔ نیز كَانَ کبھی زائدہ بھی ہوتا ہے (۱)۔

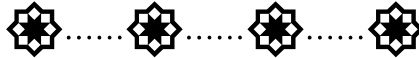


سوالات

سوال ۱: افعال ناقصہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

سوال ۲: افعال ناقصہ کا عمل کیا ہے؟

سوال ۳: کان کی کتنی قسمیں ہیں؟



ہوتا ہے کہ معاذ اللہ رسولان گرامی پہلے کافروں کے مذہب پر تھے اسی لیے وہ ان کے دین میں ”پھر آنے“ اور ”لوٹ آنے“ کا کہہ رہے ہیں۔ مگر امام اہل سنت عاشق ماہ رسالت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے انتہائی محتاط اور صحیح ترجمہ فرمایا کہ: ”یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ“ یعنی رسولان عظام سے کافروں کا مطالبہ یہ ہے کہ تم ہمارے دین پر ہو جاؤ تو ہم تمہیں اپنے گاؤں سے نہیں نکالیں گے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ رسولان عظام نہ اس وقت ان کے دین پر ہیں اور نہ پہلے کبھی ان کے دین پر تھے اور یہی حق ہے۔

①..... جیسے: مَا كَانَ أَحْسَنَ زَيْدًا (زید کتنا حسین ہے)

سبق نمبر: 15

..... افعال مقار بہ کا بیان (۱)..... ﴿

افعال مقار بہ چار ہیں:

(۱) عَسَى (۲) كَادَ (۳) كَرَبَ (۴) اَوْشَكَ.

یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور کان کی طرح (۲) اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع ہوتی ہے یا تَوَانُ کے ساتھ۔ جیسے: عَسَى زَيْدٌ اَنْ يَخْرُجَ، یا بغير اَنْ کے۔ جیسے: عَسَى زَيْدٌ يَخْرُجُ.

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فعل مضارع لفظ اَنْ کے ساتھ مل کر عَسَى کا فاعل بنے اور خبر کی حاجت نہ رہے۔ جیسے: عَسَى اَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ. اس صورت میں اَنْ اور فعل مضارع بمعنی مصدر ہو کر محل رفع میں ہوگا (۳)۔



۱..... افعال عاملہ میں سے افعال مقار بہ بھی ہیں۔ یہ سات افعال ہیں جن میں سے چار کتاب میں مذکور ہیں: كَادَ، كَرَبَ، اَوْشَكَ اور عَسَى. ان کے علاوہ تین یہ ہیں: اَخَذَ، طَفِقَ اور جَعَلَ یہ تینوں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کے اسم نے خبر کو شروع کر دیا ہے۔ ان کو افعال مقار بہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کی خبر کا حصول ان کے اسم کے لیے قریب ہے۔

۲..... جمہور کا مذہب یہ ہے کہ افعال مقار بہ کا عمل افعال ناقصہ کی طرح ہے لیکن ان کی خبر فعل مضارع اَنْ ناصبہ کے ساتھ یا اس کے بغیر ہوتی ہے۔ افعال ناقصہ میں یہ ضروری نہیں ہے۔

۳..... معنی یہ ہوگا: عَسَى خُرُوجُ زَيْدٌ.

سوالات

- سوال ۱: افعال مقاربه کتنے اور کون کون سے ہیں؟
- سوال ۲: افعال مقاربه کان کی طرح ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟
- سوال ۳: افعال مقاربه کی خبر اسم ہوتی ہے یا فعل؟
- سوال ۴: عَسَى خُرُوجُ زَيْدٍ کی اصل کیا ہے؟



سبق نمبر: 16

..... افعال مدح و ذم کا بیان (۱).....

افعال مدح و ذم چار ہیں: (۱) نِعْمَ (۲) بئسَ (۳) حَبَّذَا (۴) سَاءَ۔ ان میں سے نِعْمَ اور حَبَّذَا مدح کے لیے اور بئسَ اور سَاءَ ذم کے لیے مستعمل ہیں۔ ان افعال کے فاعل کے بعد آنے والے اسم کو ”مخصوص بالمدح“ یا ”مخصوص بالذم“ کہتے ہیں (۲)۔

افعال مدح (۳) و ذم (۴) کے فاعل کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ یا تو معرف باللام ہو۔ جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ۔ یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ۔ یا فاعل ایسی ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوبہ سے لائی گئی ہو۔ جیسے: نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ۔ اس میں نِعْمَ کا فاعل ہو ضمیر ہے جو اس میں پوشیدہ ہے، اور رَجُلًا اس کی تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ ہو ضمیر مبہم ہے۔

حَبَّذَا زَيْدٌ میں حَبَّ فعل مدح، ذَا اس کا فاعل اور زَيْدٌ مخصوص بالمدح ہے۔ اور اسی طرح: بئسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ اور سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ۔



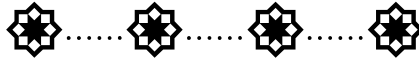
①..... افعال عاملہ میں سے افعال مدح و ذم بھی ہیں۔ یہ وہ افعال ہیں جو انشاء مدح و ذم کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔

②..... مثلاً: بئسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ۔ اس میں نِعْمَ فعل مدح، الرَّجُلُ اس کا فاعل اور زَيْدٌ مخصوص بالمدح ہے۔ اسی طرح سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرُوٌ۔

③..... حَبَّذَا کے علاوہ دیگر۔

سوالات

- سوال ۱: افعال مدح و ذم کتنے اور کون کون سے ہیں؟
- سوال ۲: مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کسے کہتے ہیں؟
- سوال ۳: افعال مدح و ذم کے فاعل کے لئے مصنف نے کون سی شرط بیان فرمائی ہے؟
- سوال ۴: حَبَّذَا زَيْدٌ کی مصنف کے نزدیک کیا ترکیب ہے؟



سبق نمبر: 17

﴿..... افعال تعجب کا بیان (۱).....﴾

ثلاثی مجرد کے ہر مصدر سے فعل تعجب کے دو صیغے ہوتے ہیں (۲):

(۱) مَا أَفْعَلَهُ. جیسے: مَا أَحْسَنَ زَيْدًا (زید کتنا حسین ہے!) یہ اصل

میں یوں ہے: ائى شىءٍ أَحْسَنَ زَيْدًا لَهَذَا اس میں مَا بمعنی ائى شىءٍ ہے اور مبتدا ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے۔ اور أَحْسَنَ مبتدا کی خبر ہونے کی بناء پر محل رفع میں ہے۔ اور اس کا فاعل هُوَ ضمیر ہے جو اس میں پوشیدہ ہے۔ اور زَيْدًا مفعول بہ ہے۔

(۲) أَفْعَلُ بِهِ. جیسے: أَحْسَنُ بَزَيْدٍ. اس میں أَحْسَنُ صیغہ امر ہے

①..... افعال عاملہ میں سے افعال تعجب بھی ہیں۔ جس چیز کا سبب مخفی ہو اس کے جاننے سے نفس میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے ”تعجب“ کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سبب ظاہر ہو جاتا ہے تو تعجب زائل ہو جاتا ہے۔ فعل تعجب: وہ فعل جو انشاءً تعجب کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اس کے دو صیغے ہیں: (۱) مَا أَحْسَنَهُ، ضمیر کی جگہ اسم ظاہر رکھ کر مَا أَحْسَنَ زَيْدًا بھی کہہ سکتے ہیں (زید کتنا حسین ہے) (۲) أَحْسَنُ بِهِ یا أَحْسَنُ بَزَيْدٍ. ان اوزان پر فعل تعجب بنانے کی شرطیں ہم نے ”صرف بہائی“ کے حاشیہ ”صرف بنائی“ میں ذکر کر دی ہیں۔

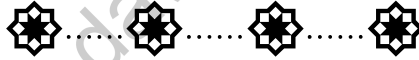
②..... فعل تعجب کے صیغے جب اظہار تعجب کے لیے استعمال ہوں اس وقت تو انشاءً تعجب ہی کے لیے ہوتے ہیں مگر اصل کے اعتبار سے مَا أَحْسَنَ زَيْدًا میں مَا استفہامیہ بمعنی ائى شىءٍ مبتدا، اور ما بعد خبر ہے۔ ترجمہ یہ ہے: کس چیز نے زید کو حسین بنا دیا؟ اور أَحْسَنُ بَزَيْدٍ میں أَحْسَنُ فعل امر بمعنی ماضی ہے اور اس کا ہمزہ صیرورت کے لیے ہے۔ بَزَيْدٍ میں باء زائدہ ہے اور زَيْدٍ فاعل ہے۔ ترجمہ یہ ہے: زید کیسا حسن والا ہوا۔

اور خبر کے معنی میں ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہوگی: أَحْسَنَ زَيْدٌ. یعنی
صَارَ زَيْدٌ ذَا حُسْنٍ. اور اس میں ”ب“ زائدہ ہے۔



سوالات

- سوال ۱: افعال تعجب کے کون کون سے صیغے مستعمل ہیں؟
سوال ۲: أَحْسَنُ بَزَيْدٍ کی مصنف نے کیا ترکیب بیان فرمائی ہے؟



سبق نمبر: 18

﴿..... اسماءِ عاملہ کا بیان (۱).....﴾

اسماءِ عاملہ کی گیارہ اقسام ہیں:

(۱) پہلی قسم: اسمائے شرطیہ بمعنی اِنْ.

یہ نو ہیں: (۱) مَنْ (۲) مَا (۳) اَيْنَ (۴) مَتَى (۵) اَيَّ (۶) اِنِّی

(۷) اِذْمَا (۸) حَيْثُمَا (۹) مَهْمَا.

یہ اسماءِ فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے: مَنْ تَضْرِبُ اَضْرِبُ،

مَا تَفْعَلُ اَفْعَلُ، اَيْنَ تَجْلِسُ اَجْلِسُ، مَتَى تَقُمْ اَقُمْ، اَيَّ شَيْءٍ تَأْكُلُ

اَكُلُ، اِنِّی تَكْتُبُ اَكْتُبُ، اِذْمَا تُسَافِرُ اَسَافِرُ، حَيْثُمَا تَقْصِدُ

اَقْصِدُ، مَهْمَا تَقْعُدُ اَقْعُدُ.

(۲) دوسری قسم (۲): اسماءِ افعال بمعنی فعل ماضی۔ جیسے: هِيَهَاتَ، شَتَانَ،

①..... اسماءِ عاملہ یعنی عمل کرنے والے اسماء ”گیارہ“ ہیں: پہلی قسم اسماءِ شرطیہ ہیں ان کو ”کَلِمَةُ

الْمُجَازَاةُ“ کہا جاتا ہے، یہ اِنْ شرطیہ کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں یعنی پہلے جملہ کے سبب اور

دوسرے جملہ کے مسبب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ نو اسم ہیں۔

مثالیں (۱) مَنْ تَضْرِبُ اَضْرِبُ (جسے تو مارے گا میں ماروں گا) (۲) مَا تَفْعَلُ اَفْعَلُ (جو تو

کرے گا میں کروں گا) (۳) اَيْنَ تَجْلِسُ اَجْلِسُ (جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) (۴) مَتَى

تَقُمْ اَقُمْ (جب تو کھڑا ہوگا میں کھڑا ہوں گا) (۵) اَيَّ شَيْءٍ تَأْكُلُ اَكُلُ (جو تو کھائے گا میں

کھاؤں گا) (۶) اِنِّی تَكْتُبُ اَكْتُبُ (جہاں تو لکھے گا میں لکھوں گا) (۷) اِذْمَا تُسَافِرُ

اَسَافِرُ (جب تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا) (۸) حَيْثُمَا تَقْصِدُ اَقْصِدُ (جہاں کا تو قصد کرے

گا میں قصد کروں گا) (۹) مَهْمَا تَقْعُدُ اَقْعُدُ (جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔)

②..... اسماءِ عاملہ کی دوسری قسم وہ اسماءِ افعال ہیں جو فعل ماضی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اسم

سَرْعَانَ.

یہ اپنے اسم کو فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیتے ہیں۔ مثلاً: هَيَّهَاتَ
يَوْمَ الْعِيدِ. یعنی بَعْدَ يَوْمِ الْعِيدِ.

(۳) تیسری قسم (۱): اسماء افعال بمعنی امر حاضر۔ جیسے: رُوَيْدًا، بَلَاءَ،
حَيْهَلًا، عَلَيكَ، دُونَكَ، هَا.

یہ اپنے اسم کو مفعول ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔ مثلاً: رُوَيْدًا
زَيْدًا. یعنی اُمَّهُلًا.

(۴) چوتھی قسم (۲): اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال۔

یہ فعل معروف کی طرح عمل کرتا ہے بشرطیکہ اپنے سے پہلے والے لفظ

کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں: (۱) هَيَّهَاتَ زَيْدًا (زید کتنا دور ہوا) (۲) شَتَّانَ زَيْدًا
وَعَمْرُو (زید اور عمرو کس قدر جدا ہو گئے) (۳) سَرْعَانَ زَيْدًا (زید کتنا تیز چلا۔)

۱..... اسماء عاملہ کی تیسری قسم وہ اسماء افعال ہیں جو فعل امر کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ یہ
ہیں: (۱) رُوَيْدًا (تو چھوڑ) (۲) حَيْهَلًا (تو آ) (۳) عَلَيكَ (لازم پکڑ) (۴) دُونَكَ
(پکڑ) (۵) هَا (پکڑ) یہ افعال اسم ظاہر کو مفعول بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔ جیسے:
رُوَيْدًا زَيْدًا (تو زید کو چھوڑ)

۲..... اسماء عاملہ کی چوتھی قسم اسم فاعل ہے۔ یعنی وہ اسم مشتق جو اس ذات پر دلالت کرے جس کے
ساتھ معنی مصدری قائم ہو۔ یہ ثلاثی مجرد سے فاعل کے وزن پر آتا ہے اور اس کے علاوہ دیگر ابواب
سے مضارع معروف کے وزن پر بنتا ہے مگر علامت مضارع کی جگہ میم مضموم اور ماقبل آخر مکسور
ہوتا ہے۔ جیسے: ضَارِبٌ، مُكْرِمٌ۔ یہ اپنے فعل معروف کا سا عمل کرتا ہے مگر اس کے عامل ہونے کے
لیے دو شرطیں ہیں: (۱) زمانہ حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔ لہذا اگر زمانہ ماضی یا دوام و استمرار پر
دلالت کرے تو عمل نہیں کرے گا۔ (۲) چھ چیزوں: (مبتدا، موصوف، موصول، ذوالحال، ہمزہ
استفہام اور حرف نفی) میں سے کسی ایک پر اعتماد ہو۔ (ف) اسم فاعل پر اگر الف لام داخل ہو تو اس کے

پراس کا اعتماد ہو^(۱) اور وہ لفظ یا تو ”مبتدا“ ہو۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوهُ، زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوهُ عَمْرُوًّا^(۲)۔ یا ”موصوف“ ہو۔ جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوهُ بَكْرًا^(۳)۔ یا ”موصول“ ہو۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَائِمِ أَبُوهُ، جَاءَ نِي الضَّارِبِ أَبُوهُ بَكْرًا^(۴)۔ یا ”ذوالحال“ ہو۔ جیسے: جَاءَ نِي زَيْدٌ رَاكِبًا غَلَامُهُ فَرَسًا^(۵)۔ یا ”ہمزہ استفہام“ ہو۔ مثلاً: أَضَارِبُ زَيْدٌ عَمْرُوًّا^(۶)؟ یا ”حرف نفی“ ہو۔ مثلاً: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ۔

ان تمام امثلہ میں ضَارِبٌ اور قَائِمٌ کا وہی عمل ہے جو ان کے فعل ضَرَبَ اور قَامَ کا ہے^(۷)۔

(۵) پانچویں قسم^(۸): اسم مفعول بمعنی حال و استقبال۔

یہ فعل مجہول کی طرح عمل کرتا ہے بشرطیکہ اس کا اعتماد انہی اشیاء سے

عمل کے لیے زمانہ حال یا استقبال میں ہونا شرط نہیں بمعنی ماضی ہو تو بھی عمل کرے گا۔ جیسے: الضَّارِبُ أَبُوهُ بَكْرًا اُمْسِ بَعْدَ اِدْتِي۔ (جس کے باپ نے کل بکر کو مارا وہ بغداد کا رہنے والا ہے۔)

- ۱..... یعنی اس لفظ کے بعد واقع ہو۔
- ۲..... ان مثالوں میں زَيْدٌ مبتدا ہے جس پر قَائِمٌ اور ضَارِبٌ کا اعتماد ہے۔
- ۳..... اس مثال میں رَجُلٍ موصوف ہے جس پر ضَارِبٌ کا اعتماد ہے۔
- ۴..... ان مثالوں میں الْقَائِمِ اور الضَّارِبِ کا اعتماد الف لام پر ہے جو بمعنی اَلَّذِي ہے۔
- ۵..... اس مثال میں زَيْدٌ ذوالحال ہے جس پر رَاكِبًا کا اعتماد ہے۔
- ۶..... اس مثال میں ضَارِبٌ کا اعتماد ہمزہ استفہام پر ہے کہ یہ اس کے بعد واقع ہے۔
- ۷..... یعنی فعل لازم ہونے کی صورت میں صرف فاعل کو رفع دینا اور متعدی ہونے کی صورت میں فاعل کو رفع دینے کے ساتھ ساتھ مفعول بہ کو نصب بھی دینا۔ کَمَا لَا يَخْفَى۔
- ۸..... اسماء عاملہ کی پانچویں قسم اسم مفعول ہے یعنی وہ اسم مشتق جو اس ذات پر دلالت کرے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ یہ ثلاثی مجرد سے مَفْعُولٌ کے وزن پر آتا ہے اور ثلاثی مجرد کے علاوہ سے

میں سے کسی ایک پر ہو جن کا ذکر اسم فاعل کے بیان میں گذرا۔ جیسے: زَيْدٌ
مَضْرُوبٌ أَبُوهُ، عَمْرُو مُعْطَى غَلَامُهُ دِرْهَمًا، بَكْرٌ مَعْلُومٌ ابْنُهُ
فَاضِلًا، خَالِدٌ مُخْبِرٌ ابْنُهُ عَمْرُوًّا فَاضِلًا^(۱)۔

ان مثالوں میں مَضْرُوبٌ، مُعْطَى، مَعْلُومٌ اور مُخْبِرٌ کا وہی عمل
ہے جو ان کے افعال ضَرْبَ، أُعْطِيَ، عَلِمَ اور أَخْبَرَ کا ہے^(۲)۔
(۶) چھٹی قسم^(۳): صفت مشبہ۔

اس کا عمل بھی اپنے فعل کی طرح ہے مگر بشرطِ اعتمادِ مذکور۔ مثلاً: زَيْدٌ

فعل مضارع مجہول کے وزن پر ہوگا لیکن علامت مضارع کی جگہ میم مضموم لگا دیا جائے گا۔ جیسے:
مَضْرُوبٌ اور مُسْتَنْصَرٌ۔ خیال رہے کہ اسم مفعول صرف فعل متعدی سے بنتا ہے لازم سے نہیں۔
اسم مفعول بھی ان ہی دو شرطوں کے ساتھ فعل مجہول والاعمل کرتا ہے جن کا ذکر ابھی گذرا۔
①..... فعل متعدی یا اس کے اسم مشتق کا مفعول بہ اگر ایک ہی ہو تو فعل کو مجہول بنانے کی صورت
میں وہی نائب الفاعل بن جائے گا۔ جیسے: زَيْدٌ مَضْرُوبٌ أَبُوهُ۔ (زید کا باپ مارا جاتا ہے یا مارا
جائے گا) اگر دو ہوں تو ایک نائب الفاعل بن جائے گا اور دوسرا مفعول بہ ہی رہے گا۔ جیسے: عَمْرُو
مُعْطَى غَلَامُهُ دِرْهَمًا۔ (عمر کے غلام کو ایک درہم دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا) اور اگر تین ہوں تو ایک
نائب الفاعل بن جائے گا اور باقی دو مفعول بہ ہی رہیں گے۔ جیسے: خَالِدٌ مُخْبِرٌ ابْنُهُ عَمْرُوًّا
فَاضِلًا۔ (خالد کے بیٹے کو خبر دی جاتی ہے یا دی جائے گی کہ عمر و فاضل ہے۔) (ف) اسم مفعول فعل
مجہول کے حکم میں ہوتا ہے۔

②..... یعنی متعدی بیک مفعول ہونے کی صورت میں صرف نائب الفاعل کو رفع دینا، متعدی بدو مفعول
ہونے کی صورت میں ایک مفعول کو نائب الفاعل ہونے کی وجہ سے رفع دینا اور دوسرے مفعول کو بوجہ
مفعولیت نصب دینا اور متعدی بسہ مفعول ہونے کی صورت میں ایک مفعول کو نائب الفاعل ہونے کی
بناء پر رفع اور باقی دو مفعولوں کو بر بنائے مفعولیت نصب دینا۔ كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ عِنْدَ مَا هِيَ۔

③..... اسما عاملہ کی چھٹی قسم صفت مشبہ ہے۔ صفت مشبہ وہ اسم جو اس ذات پر دلالت کرے جس
کے ساتھ معنی مصدری بطور ثبوت قائم ہو یعنی اس میں کسی زمانہ ماضی، حال یا استقبال کا کوئی اعتبار نہ

حَسَنٌ غَلَامَةٌ^(۱). میں حَسَنٌ کا وہی عمل ہے جو اس کے فعل حَسَنٌ کا ہے۔ (یعنی اپنے فاعل کو رفع دینا)
(۷) ساتویں قسم^(۲): اسم تفضیل۔

اس کا استعمال تین طریقوں سے ہوتا ہے^(۳): (۱) مِنْ کے ساتھ۔
جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو. (۲) الف لام کے ساتھ۔ جیسے: جَاءَ نَبِيٌّ
زَيْدٌ الْأَفْضَلُ (۳) اضافت کے ساتھ۔ جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ.

ہو۔ جیسے: حَسَنٌ. اس کا صیغہ صرف فعل لازم سے مشتق ہوتا ہے فعل متعدی سے نہیں ہوتا۔ اس کے عمل کے لیے صرف اعتماد شرط ہے۔ وہ اعتماد چھ میں سے موصول کے علاوہ باقی پانچ چیزوں پر ہوگا؛ کیونکہ اس پر آنے والا الف لام بمعنی الَّذِي نہیں ہوتا۔ (ف) اسے صفت مشبہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ واحد ثنویہ، جمع اور مذکر و مؤنث ہونے میں اسم فاعل کے مشابہ ہے۔

①..... یہ مبتدا پر اعتماد کی مثال ہے۔ موصوف پر اعتماد کی مثال یہ ہے: جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ أَحْمَرٌ وَجْهَهُ.
ذوالحال پر اعتماد کی مثال یہ ہے: جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ أَحْمَرٌ وَجْهَهُ. ہمزہ استفہام پر اعتماد کی مثال یہ ہے: أَحْسَنُ زَيْدٌ؟ حرف نفی پر اعتماد کی مثال یہ ہے: مَا حَسَنُ زَيْدٌ.

②..... اسماء عاملہ کی ساتویں قسم اسم تفضیل ہے۔ یہ وہ اسم مشتق ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جسے کسی کے مقابلے میں معنی مصدری کی زیادتی حاصل ہو۔ جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو اس میں أَفْضَلُ اسم تفضیل ہے اس کی دلالت ایسی ذات پر ہے جو عمرو کے مقابلے میں معنی مصدری کی زیادتی سے موصوف ہے یعنی زید کو عمرو سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ اس کا صیغہ مذکر کے لیے أَفْعَلٌ اور مؤنث کے لیے فُعْلَى کے وزن پر آتا ہے۔ اس صیغے کے شرائط اور احکام ”نصاب الصرف“ میں مذکور ہیں۔ (ف) مثال مذکور میں زَيْدٌ ”مُفْضَلٌ“ ہے جسے فضیلت دی گئی ہے اور عَمْرٍو ”مُفْضَلٌ عَلَيْهِ“ ہے جس پر فضیلت دی گئی۔ (ف) اسم تفضیل وصف اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہوتا ہے۔

③..... اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے پر ہونا ضروری ہے یعنی (الف لام کے ساتھ یا مِنْ کے ساتھ یا اضافت کے ساتھ۔ لہذا اس میں دو طریقوں کو جمع نہیں کر سکتے جیسے: زَيْدٌ الْأَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ. البتہ مُفْضَلُ

خیال رہے کہ اسم تفضیل کا عمل اپنے فاعل میں ہوتا ہے^(۱)۔ مثلاً:
أَفْضَلُ فِي هُوَ ضَمِيرٌ مُسْتَتِرٌ اس کا فاعل ہے۔

(۸) آٹھویں قسم^(۲): مصدر۔

یہ بھی اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے بشرطیکہ مفعول مطلق نہ ہو^(۳)۔ مثلاً:
أَعْجَبَنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًا.

(۹) نویں قسم^(۴): اسم مضاف۔

یہ اپنے مضاف الیہ کو جردیتا ہے۔ مثلاً: جَاءَ نِي غَلَامٌ زَيْدٍ. واضح
رہے کہ یہاں دراصل لام جارہ پوشیدہ ہے؛ کیونکہ اصل عبارت یوں
ہے: غَلَامٌ لَزَيْدٍ.

(۱۰) دسویں قسم^(۵): اسم تام۔ یہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔

علیہ معلوم ہو تو اسے حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے: اللَّهُ أَكْبَرُ. کہ یہ اصل میں أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ہے۔

۱..... اسم تفضیل عموماً ضمیر میں عمل کرتا ہے جو اس میں مستتر اور اس کا فاعل ہوتی ہے۔

۲..... اسمائے عاملہ کی آٹھویں قسم مصدر ہے۔ یہ حدث کا وہ اسم ہے جو مفعول مطلق بھی بنتا ہے۔

(تنبیہ) مصدر جب مفعول مطلق واقع ہو تو عمل نہیں کرے گا۔ مثلاً: ضَرَبْتُ ضَرْبًا زَيْدًا۔ اس

مثال میں زَيْدًا کو نصب دینے والا مصدر نہیں بلکہ فعل ہے؛ اس لیے کہ فعل مصدر سے قوی ہوتا ہے

اور قوی عامل کے ہوتے ہوئے ضعیف کو عمل نہیں دیا جائے گا۔ اور جب مصدر مفعول مطلق نہ ہو تو

اپنے فعل والا عمل کرے گا خواہ وہ فعل متعدی ہو یا لازم یعنی فعل لازم کا مصدر فاعل کو رفع دے گا اور

متعدی کا مصدر مفعول بہ کو نصب بھی دے گا۔

۳..... کیونکہ مفعول مطلق ہونے کی صورت میں عمل فعل کے لیے ہوگا نہ کہ مصدر کے لیے کَمَا مَرَّ وَجْهَهُ.

۴..... اسماء عاملہ کی نویں قسم اسم مضاف ہے جو مضاف الیہ کو جردیتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نِي غَلَامٌ

زَيْدٍ. اس میں زید کو غلام جردے رہا ہے جو اس کی طرف مضاف ہے۔

۵..... اسماء عاملہ کی دسویں قسم اسم تام ہے؛ یعنی وہ اسم جو اپنی موجودہ حالت میں مضاف نہ ہو

اور تمامی اسم (اسم کا تام ہونا) ^(۱) چھ صورتوں میں ہوتا ہے:
 (الف) اسم کے آخر میں لفظاً تنوین ہو ^(۲)۔ مثلاً: مَا فِي السَّمَاءِ
 قَدْرٌ رَاحَةٍ سَحَابًا.

(ب) اسم کے آخر میں تقدیراً تنوین ہو۔ مثلاً: عِنْدِي أَحَدٌ عَشَرَ
 رَجُلًا ^(۳)، زَيْدٌ أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا.

(ج) اس کے آخر میں نون تثنیہ ہو۔ جیسے: عِنْدِي قَفِيزَانٌ بُرًّا.

(د) اس کے آخر میں نون جمع ہو۔ جیسے: ﴿هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ

أَعْمَالًا﴾

(ه) اس کے آخر میں نون مشابہ بنون جمع ہو۔ مثلاً: عِنْدِي عَشْرُونَ

سکے۔ اسم کے تام ہونے کی چند صورتیں ہیں: (۱) تنوین ملفوظ کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے: عِنْدِي
 رِطْلٌ زَيْتًا. (۲) تنوین مقدّر کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے: عِنْدِي أَحَدٌ عَشَرَ كِتَابًا. (أَحَدٌ عَشَرَ
 کی تنوین مبنی ہونے کی وجہ سے حذف کر دی گئی ہے۔) (۳) نون تثنیہ کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے:
 عِنْدِي قَفِيزَانٌ بُرًّا. (۴) نون جمع کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے: ﴿هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ
 أَعْمَالًا﴾ (۵) نون مشابہ بنون جمع کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے: عِنْدِي عَشْرُونَ قَلَمًا. (ف)
 عَشْرُونَ سے تَسْعُونَ تک تمام دہائیوں کا نون نون جمع نہیں بلکہ نون جمع کے مشابہ ہے۔
 (۶) اضافت کی وجہ سے تام ہو۔ جیسے: عِنْدِي مِلْوَةٌ عَسَلًا. ان تمام حالتوں میں چونکہ اسم اپنے
 مابعد کی طرف مضاف نہیں ہو سکتا اس لیے یہ تام ہے۔ اسم تام تمیز کو نصب دیتا ہے۔

۱..... اسم تام سے مراد وہ اسم ہے جس کی اضافت نہیں ہو سکتی۔

۲..... جیسے: عِنْدِي رِطْلٌ زَيْتًا (کہ رِطْلٌ کے آخر میں تنوین ملفوظ موجود ہے۔) نحو میر میں اس
 کی مثال بیذ کر کی گئی ہے: مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرٌ رَاحَةٍ سَحَابًا.

۳..... جیسے: عِنْدِي أَحَدٌ عَشَرَ رَجُلًا کہ یہ اصل میں أَحَدٌ وَعَشْرٌ تھا؛ بوجہ بناء تنوین حذف
 کر دی گئی) نحو میر میں اس کی دوسری مثال بیذ کر کی گئی ہے: زَيْدٌ أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا.

دِرْهَمًا. تَا تَسْعُونَ.

(و) وہ اسم مضاف ہو۔ جیسے: عِنْدِي مِلْوَةٌ عَسَلًا.

(۱۱) گیارہویں قسم^(۱): اسمائے کنایہ از عدد۔ (وہ اسماء جو کسی عدد مبہم سے

کنایہ ہوتے ہیں۔) یہ دو اسماء ہیں: (۱) كَمٌ (۲) كَذَا. كَمٌ کی پھر دو قسمیں ہیں: (۱) كَمٌ خبریہ (۲) كَمٌ استفہامیہ۔

ان میں سے كَمٌ استفہامیہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔ مثلاً: كَمٌ رَجُلًا

عِنْدَكَ. اسی طرح كَذَا بھی تمیز کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: عِنْدِي كَذَا

دِرْهَمًا. اور كَمٌ خبریہ تمیز کو جر دیتا ہے۔ جیسے: كَمٌ مَالٍ اَنْفَقْتُ، كَمٌ دَارٍ بَنَيْتُ.

اور بعض اوقات كَمٌ خبریہ کی تمیز پر مِنْ جارہ بھی آتا ہے۔ جیسے ارشاد

رَبِّ الْعِزَّتِ جَلِّ مَجْدِهِ: ﴿كَمٌ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمَوَاتِ﴾.



①..... اسماءِ عاملہ کی گیارہویں قسم اسماء کنایہ ہیں۔ اسم کنایہ: وہ اسم جس کی دلالت کسی معین چیز پر

واضح نہ ہو۔ یہ دو لفظ ہیں: كَمٌ اور كَذَا. كَمٌ کی دو قسمیں ہیں: (۱) استفہامیہ۔ یعنی وہ كَمٌ جو مخاطب

سے کسی عدد کے بارے میں پوچھنے کے لیے آتا ہے اس کا معنی ہوگا ”کتنے“ یا ”کتنی“ وغیرہ۔ یہ اپنی

تمیز کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: كَمٌ رَجُلًا عِنْدَكَ؟ (تیرے پاس کتنے مرد ہیں؟) اور اسی طرح كَذَا

خبریہ بھی تمیز کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: عِنْدِي كَذَا دِرْهَمًا میرے پاس اتنے درہم ہیں۔ (۲) كَمٌ

خبریہ۔ یعنی وہ كَمٌ جس کے ذریعہ عدد مبہم کے بارے میں خبر دی جائے۔ اس کا معنی ہوگا ”بہت“۔ یہ

اپنی تمیز کو جر دیتا ہے۔ جیسے: كَمٌ دَارٍ بَنَيْتُ (میں نے بہت مکان بنائے ہیں) اور کبھی اس کی تمیز پر

مِنْ جارہ بھی آجاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿كَمٌ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمَوَاتِ﴾

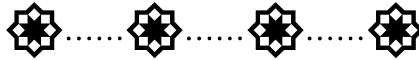
(آسمانوں میں بہت فرشتے ہیں۔) (ف) كَمٌ استفہامیہ اس عدد کے لیے آتا ہے جو متکلم کے

نزدیک مبہم (غیر واضح) ہو اور اس کے خیال میں مخاطب کو معلوم ہو، اور كَمٌ خبریہ اس عدد کے لیے

آتا ہے جو مخاطب کے نزدیک مبہم ہوتا ہے اور متکلم کے نزدیک عموماً معلوم ہوتا ہے۔ (البشیر)

سوالات

- سوال ۱: اسماءِ عاملہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟
- سوال ۲: اسماءِ شرطیہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟
- سوال ۳: اسماءِ افعال کی تعداد، اقسام اور ان کا عمل بیان کریں۔
- سوال ۴: اسم فاعل کا عمل اور اس کی شرائط بیان کریں۔
- سوال ۵: اسم مفعول کس معنی میں استعمال ہوتا ہے نیز اسم مفعول کا عمل اور اس کی شرائط بیان کیجئے۔
- سوال ۶: اسم تفضیل کے استعمال کے کتنے اور کون کون سے طریقے ہیں؟
- سوال ۷: اسم تام سے کیا مراد ہے؟ اور تمامی اسم کی کون کون سی صورتیں ہیں؟
- سوال ۸: اسماء کنایہ کی تعریف اور اس کی اقسام بمع امثلہ بیان کریں۔



سبق نمبر: 19

..... عوامل معنویہ کا بیان (۱)..... ﴿﴾

عوامل معنویہ کی دو قسمیں ہیں: (۱)..... ابتداء (۲)..... فعل مضارع کا حروفِ نواصب و جوازم سے خالی ہونا۔

(۱)..... ابتداء:

یعنی اسم کا لفظی عوامل سے خالی ہونا۔ یہ مبتدا اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ مثلاً: زَيْدٌ قَائِمٌ۔ اس میں زَيْدٌ مبتدا ہے اور قَائِمٌ خبر ہے۔ اور یہ دونوں ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہیں (۲)۔

تنبیہ: خیال رہے کہ مبتدا اور خبر کے عامل میں دو مذہب اور ہیں: ایک یہ کہ مبتدا میں عامل ابتداء ہے اور خبر میں عامل مبتدا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ مبتدا اور خبر ایک دوسرے میں عامل ہیں۔

①..... معنوی عوامل وہ عوامل ہیں جن کا تلفظ نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً: ”ابتداء“ یعنی اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا۔ اسی طرح ”فعل مضارع کا لفظی عوامل سے خالی ہونا“ یہ چونکہ عدمی ہیں اس لیے تلفظ میں نہیں آتے بخلاف لفظی عوامل کے کہ کبھی خود ان کا تلفظ ہوتا ہے۔ جیسے: اَنْ يَضْرِبَ میں اَنْ۔ اور کبھی اس پر دلالت کرنے والے کا تلفظ ہوتا ہے۔ جیسے: حَتَّىٰ کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے وہ خود تو پڑھنے میں نہیں آتا لیکن اس پر دلالت کرنے والا حَتَّىٰ پڑھا جاتا ہے۔ معنوی عامل صرف دو ہیں: (۱) مبتدا اور خبر کا عامل۔ یعنی ابتداء (عوامل لفظیہ سے خالی ہونا)۔ اور (۲) فعل مضارع کا عامل۔ یعنی نواصب و جوازم سے خالی ہونا۔

②..... مبتدا اور خبر کے عامل کے بارے میں ایک قول اس سے پہلے بیان ہوا یہ بصریوں کا مذہب ہے اور یہی مصنف کا مختار ہے جس کے مطابق دونوں کا عامل معنوی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مبتدا کا عامل ابتداء ہے اور خبر کا عامل مبتدا ہے۔ اس قول کے مطابق مبتدا کا عامل معنوی اور خبر کا عامل

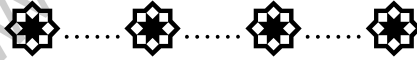
(۲)..... فعل مضارع کا حروف نواصب و جوازم سے خالی ہونا^(۱):
یہ فعل مضارع کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: يَضْرِبُ زَيْدٌ. میں يَضْرِبُ اس
لیے مرفوع ہے کہ وہ ناصب اور جازم سے خالی ہے۔

(عوامل نحو کا بیان اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے مکمل ہوا)



سوالات

سوال ۱: عوامل معنوی کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟
سوال ۲: ابتداء سے کیا مراد ہے؟ اور اس کے بارے میں مصنف نے جو اختلاف
بیان کیا ہے اسے واضح کریں۔



لفظی ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ مبتدا خبر میں عمل کرتا ہے اور خبر مبتدا میں۔ اس لحاظ سے دونوں کا
عامل لفظی کہلائے گا۔

①..... دوسرا عامل معنوی فعل مضارع میں عمل کرتا ہے یعنی فعل مضارع کا عامل لفظی (ناصب
و جازم) سے خالی ہونا۔ جیسے: لَنْ يَضْرِبَ میں مضارع منصوب ہے؛ کیونکہ اس پر ناصب
آیا ہے۔ لَمْ يَضْرِبْ میں مجزوم ہے؛ کہ جازم آیا ہوا ہے۔ اور يَضْرِبُ اس لیے مرفوع ہے کہ لفظی
عوامل سے خالی ہے۔ یہ ابن مالک کا مختار ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ”فعل مضارع کا اسم کی جگہ
واقع ہونا“ اسے رفع دیتا ہے۔ مثلاً: زَيْدٌ ضَارِبٌ کی جگہ کہا جاتا ہے: زَيْدٌ يَضْرِبُ.

سبق نمبر: 20

﴿.....توابع کا بیان (۱).....﴾

تابع کی تعریف:

تابع ہر وہ دوسرا لفظ جو اعراب میں ایک ہی جہت سے پہلے لفظ کے مطابق ہوتا ہے۔ پہلے لفظ کو ”متبوع“ کہتے ہیں۔

تابع کا حکم:

تابع کا حکم یہ ہے کہ وہ اعراب میں ہمیشہ اپنے متبوع کے مطابق ہوتا ہے۔

تابع کی اقسام

تابع کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) صفت (۲) تاکید (۳) بدل (۴) عطف بحرف (۵) عطف بیان۔
صفت کی تعریف (۲):

صفت وہ تابع جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو خود متبوع کی ذات

①..... اس سے پہلے اسم معمول کی تین حالتیں بیان ہوئی ہیں کہ وہ یا تو مرفوع ہوگا یا منصوب یا مجرور، یہ اعرابِ اِصَالَة اور براہِ راست کا بیان تھا۔ اب اُن معمولات کا بیان ہو رہا ہے جن پر بالفتح اعراب آتا ہے۔ مثلاً: جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ الْعَالِمُ میں زَيْدٌ مرفوع ہے؛ اس لیے کہ وہ فاعل ہے اور الْعَالِمُ اس کا تابع ہونے کے سبب مرفوع ہے۔ تابع: وہ دوسرا لفظ ہے جس پر ایک ہی جہت سے وہی اعراب آیا ہو جو پہلے لفظ پر آیا ہے۔ یعنی اگر پہلے لفظ پر فاعل ہونے کے سبب رفع آیا ہے تو دوسرے لفظ پر بھی اسی سبب سے رفع ہو۔ پہلے لفظ کو ”متبوع“ اور دوسرے کو ”تابع“ کہتے ہیں۔

②..... پہلا تابع صفت ہے اسے ”نعت“ بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ تابع ہے جو متبوع یا اس کے متعلق میں پائے جانے والے معنی (وصف) پر دلالت کرے۔ پہلی قسم کو ”صفت بحالہ“ کہتے ہیں۔ جیسے:

میں ہو۔ جیسے: جَاءَ نِي رَجُلٌ عَالِمٌ. یا ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں ہو۔ مثلاً: جَاءَ نِي رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ يَا أَبُوهُ^(۱).

صفت کی پہلی قسم^(۲) دس چیزوں میں اپنے متبوع کے مطابق ہوتی ہے:

(۱) تعریف (۲) تنکیر (۳) تذکیر (۴) تانیث (۵) افراد (۶) تشنیہ (۷) جمع (۸) رفع (۹) نصب (۱۰) جر۔ جیسے: عِنْدِي رَجُلٌ عَالِمٌ، وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ، وَرَجُلٌ

رَجُلٌ عَالِمٌ؛ کہ اس میں عَالِمٌ تابع ہے اور یہ وہی معنی بیان کر رہا ہے جو اس کے متبوع رَجُلٌ میں پایا جا رہا ہے۔ اور دوسری قسم کو ”صفت بحال متعلقہ“ کہتے ہیں۔ جیسے: رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ؛ کہ اس میں حَسَنٌ اس معنی کو بیان کر رہا ہے جو اس کے متبوع غلام کے متعلق میں پایا جا رہا ہے۔ (ف) موصوف اگر نکرہ ہوگا تو صفت تخصیص کا فائدہ دے گی۔ جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ. رَجُلٌ مُرَدٌ کہتے ہیں خواہ عالم ہو یا جاہل ”عَالِمٌ“ نے جاہل کو خارج کر دیا اور رَجُلٌ کے عموم اور اشتراک کو کم کر دیا۔ اور اگر موصوف معرفہ ہو تو صفت توضیح کا فائدہ دیتی ہے۔ جیسے: زَيْدٌ الْعَالِمُ. اس میں زَيْدٌ اگرچہ ایک معین شخص کا نام ہے لیکن اشتراک لفظی کی وجہ سے اس میں ابہام ہے کہ اس نام کے متعدد افراد ہیں تو یہاں کون سا زید مراد ہے، صفت نے آکر وضاحت کر دی کہ عالم زید مراد ہے۔

①..... حَسَنٌ غُلَامُهُ يَا حَسَنٌ أَبُوهُ. یہ دو مثالیں ہیں پہلی مثال میں حَسَنٌ کا فاعل اسم مفرد منصرف صحیح ہے اور اس کا اعراب بالحرکت ہے، دوسری مثال میں فاعل اسمائے مکبرہ میں سے ہے اور اس کا اعراب بالحرکت ہے۔

فائدہ: اس طرح صفت کی دو قسمیں بن جاتی ہیں: (۱) وہ صفت جو اپنے متبوع میں پائے جانے والے معنی کو بیان کرتی ہے۔ (۲) وہ صفت جو اپنے متبوع کے متعلق میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرتی ہے۔

②..... صفت کی پہلی قسم یعنی صفت بحال دس چیزوں میں موصوف کے مطابق ہوگی: تعریف و تنکیر، تذکیر و تانیث، وحدت، تشنیہ و جمع، اور رفع، نصب اور جر۔ یعنی موصوف اگر معرفہ ہو تو صفت بھی معرفہ، موصوف نکرہ ہو تو صفت بھی نکرہ ہوگی۔ وَعَلَى هَذَا الْقِيَاسِ. (ف) ان دس چیزوں میں سے بیک وقت چار چیزوں میں موافقت ہوگی: تعریف و تنکیر میں سے ایک، تذکیر و تانیث میں سے ایک، افراد

عَالِمُونَ، وَإِمْرَأَةٌ عَالِمَةٌ، وَإِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ، وَنِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ.
 اور دوسری قسم^(۱) پانچ چیزوں میں متبوع کے مطابق ہوتی ہے:
 (۱) تعریف (۲) تنکیر (۳) رفع (۴) نصب (۵) جر۔ مثلاً: جَاءَ نِسِيُّ رَجُلٍ
 عَالِمٍ أَبُوهُ.
 فائدہ:

خیال رہے کہ نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے^(۲)۔ جیسے: جَاءَ نِسِيُّ
 رَجُلٍ أَبُوهُ عَالِمٍ۔ اس وقت جملہ میں ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو نکرہ
 (موصوف) کی طرف لوٹے^(۳)۔



مشنیہ جمع میں سے ایک اور رفع، نصب و جر میں سے ایک میں موافقت ہوگی۔ عِنْدِي رَجُلٌ عَالِمٌ۔
 میں موصوف اور صفت نکرہ، مذکر، واحد اور مرفوع ہیں۔ وَعَلَى هَذَا الْقِيَاسُ۔
 ①..... یعنی صفت بحال متعلقہ پانچ چیزوں میں موصوف کے مطابق ہوگی: تعریف و تنکیر اور رفع،
 نصب اور جر۔ (ف) ان پانچ چیزوں میں سے بیک وقت دو چیزوں میں موافقت ہوگی: تعریف
 و تنکیر میں سے ایک اور رفع، نصب اور جر میں سے ایک رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوهُ میں موصوف اور صفت
 دونوں نکرہ اور مرفوع ہیں۔

②..... جس طرح مفرد صفت واقع ہوتا ہے اسی طرح بعض اوقات جملہ بھی صفت بن جاتا ہے؛
 کیونکہ وہ متبوع میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نِسِيُّ رَجُلٍ أَبُوهُ عَالِمٌ
 (میرے پاس عالم باپ والا مرد آیا) اس کے لیے چند شرطیں ہیں: (۱) موصوف نکرہ ہو؛ کیونکہ
 جملہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ (۲) جملہ خبریہ ہو، انشائیہ نہ ہو۔ (۳) جملہ میں ایک ضمیر ہو جو
 موصوف کی طرف راجع ہو۔

③..... جیسا کہ مثال مذکور میں أَبُوهُ کی ضمیر مجرور متصل رَجُلٌ نکرہ موصوف کی طرف راجع ہے۔

سوالات

- سوال ۱: مصنف نے نخومیر کے خاتمہ میں کون کون سی چیزیں بیان فرمائی ہیں؟
- سوال ۲: توابع کی تعریف اور ان کا حکم بیان کریں۔
- سوال ۳: توابع کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟
- سوال ۴: صفت کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کیجئے۔
- سوال ۵: موصوف صفت کے درمیان کن چیزوں میں موافقت ضروری ہے اور بیک وقت کتنے امور میں موافقت کا لحاظ رکھنا ہوگا؟



سبق نمبر: 21

﴿..... تاکید کا بیان (۱).....﴾

تاکید کی تعریف: تاکید وہ تابع جو متبوع کی حالت کو نسبت یا شمولیت میں پختہ کر دے تاکہ سننے والے کو کوئی شک نہ رہے۔

تاکید کی اقسام

تاکید کی دو قسمیں ہیں: (۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی۔

(۱)..... تاکید لفظی کی تعریف: وہ تاکید جو تکرار لفظ کے ساتھ ہو۔ جیسے:

زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ، ضَرَبَ ضَرَبَ زَيْدٌ، إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ.

(۲)..... تاکید معنوی کی تعریف: وہ تاکید جو آٹھ الفاظ کے ساتھ آتی

●..... تابع کی دوسری قسم تاکید ہے۔ یہ وہ تابع ہے جو متبوع کے حال کو نسبت یا شمول میں پختہ کرتا ہے یعنی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حکم مسند الیہ یا مسند ہی کے لیے ہے، یا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حکم تمام اجزایا تمام افراد کو عام ہے۔ تاکہ سننے والے کو شک نہ رہے۔ جیسے: زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ (زید ہی کھڑا ہے) اس میں پہلا زید مسند الیہ ہے اور دوسرا زید اس کی تاکید ہے جو اس بات کو پختہ کر رہا ہے کہ قیام کی نسبت اسی کی طرف ہے۔ اسی طرح: زَيْدٌ قَائِمٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہی ہے) اس میں پہلا قَائِمٌ مسند ہے اور دوسرا قَائِمٌ اس کی تاکید ہے جو اس بات کو پختہ کر رہا ہے کہ زید کی طرف قیام ہی کی نسبت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ﴾ اس آیت کریمہ میں الْمَلَائِكَةُ مسند الیہ ہے اور كُلُّهُمْ اس کی تاکید ہے جو اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ سجدہ کی نسبت ملائکہ کے تمام افراد کو شامل ہے ایسا نہیں ہے کہ بعض افراد ملائکہ نے سجدہ کیا اور بعض نے نہیں کیا بلکہ سب نے کیا۔ اور جس نے نہیں کیا وہ فرشتہ ہی نہیں تھا۔ اسی طرح یہ مثال ہے: اشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ (میں نے پورا غلام خریدا) اس میں كُلَّهُ تاکید ہے جو اس بات کو پختہ کر رہا ہے کہ خریدے جانے کی نسبت غلام کے جمیع اجزاء کی طرف ہے۔ یہاں تاکید شمول اجزا پر دلالت کر رہی ہے۔ پھر تاکید کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفظی (۲) معنوی۔ پہلی قسم میں ایک لفظ کو مکرر (دوبارہ) ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے پہلی دونوں مثالوں میں۔ یہ تاکید چونکہ لفظ کی تکرار سے حاصل ہوتی ہے اس لیے اسے ”تاکید لفظی“ کہتے ہیں۔ اور دوسری قسم مخصوص الفاظ سے حاصل

ہے۔ وہ آٹھ الفاظ یہ ہیں: نَفْسٌ، عَيْنٌ (۱)، كَلَا وَكَلْتَا (۲)، كُلُّ (۳)، اَجْمَعُ (۴)۔

ہوتی ہے۔ جیسے آخری دونوں مثالوں میں۔ وہ مخصوص الفاظ کل آٹھ ہیں: نَفْسٌ، عَيْنٌ، كَلَا وَ كَلْتَا، كُلُّ، اَجْمَعُ، اَكْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ۔ ان میں لفظ کی تکرار نہیں ہے معنی کی تکرار ہے اس لیے اسے ”تاکید معنوی“ کہتے ہیں۔ مذکورہ آٹھ الفاظ کی تفصیل عنقریب آتی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل۔

①..... نَفْسٌ اور عَيْنٌ دونوں واحد ثنیہ اور جمع کی تاکید کے لیے آتے ہیں۔ (تنبیہ) جب ان کو تاکید کے لیے استعمال کیا جائے گا تو ان کے ساتھ ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو وحدت، ثنیہ و جمع اور تذکیر و تانیث میں مؤکد کے مطابق ہو۔ نیز جب ان سے ثنیہ و جمع کی تاکید کی جائے گی تو صیغہ بھی جمع لایا جائے گا۔ جیسے: جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ نَفْسُهُ۔ (میرے پاس زید خود آیا) جَاءَ تَنِيٌّ هِنْدٌ نَفْسُهَا۔ اسی طرح: جَاءَ نَبِيٌّ الزَيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا (میرے پاس دو زید خود آئے) جَاءَ تَنِيٌّ اَلْهِنْدَانِ اَنْفُسُهُمَا (میرے پاس دو ہندہ خود آئیں) اور ایسے ہی: جَاءَ نَبِيٌّ الزَيْدُونَ اَنْفُسُهُمْ اور جَاءَ تَنِيٌّ اَلْهِنْدَاتُ اَنْفُسُهُنَّ۔ اسی طرح عَيْنٌ کا لفظ بھی استعمال کیا جائے گا: جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ عَيْنُهُ، وَالزَيْدَانِ اَعْيُنُهُمَا، وَالزَيْدُونَ اَعْيُنُهُمْ، وَجَاءَ تَنِيٌّ هِنْدٌ عَيْنُهَا، وَالْهِنْدَانِ اَعْيُنُهُمَا، وَالْهِنْدَاتُ اَعْيُنُهُنَّ۔

②..... كَلَا صرف ثنیہ مذکر اور كَلْتَا صرف ثنیہ مؤنث کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ ان کے بعد بھی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مؤکد کے مطابق ہو۔ جیسے: جَاءَ نَبِيٌّ الزَيْدَانِ كِلَاهُمَا (میرے پاس دونوں زید آئے) جَاءَ تَنِيٌّ اَلْهِنْدَانِ كِلْتَاهُمَا (میرے پاس دونوں ہندہ آئیں)۔

③..... لفظ كُلُّ واحد اور جمع کی تاکید کے لیے آتا ہے ثنیہ کے لیے نہیں آتا۔ اس کے بعد بھی مؤکد کے مطابق ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے: ﴿عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھائے، اَسْمَاءٌ اگر جمع ہے لیکن بتاویل جماعت واحد مؤنث کی ضمیر اس کی طرف لوٹائی گئی ہے۔ ﴿سَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ﴾ (سب فرشتوں نے سجدہ کیا) قَرَأْتُ الْكِتَابَ كُلَّهُ (میں نے پوری کتاب پڑھی) اِشْتَرَيْتُ الدَّارَ كُلَّهَا (میں نے پورا گھر خرید لیا)۔

④..... اَجْمَعُ۔ یہ واحد اور جمع (مذکر و مؤنث) کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ واحد مذکر کے لیے یہی صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ اور واحد مؤنث کے لیے جَمَعَاءُ آتا ہے۔ اور جمع مذکر کے لیے اَجْمَعُونَ اور جمع مؤنث کے لیے جَمَعٌ استعمال ہوتا ہے۔ عموماً اس کا استعمال لفظ كُلُّ کے بعد ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ الرَّكْبُ كُلُّهُ اَجْمَعُ (سواروں کا پورا قافلہ، سارے کا سارا آ گیا) جَاءَتِ الْقَبِيلَةُ كُلُّهَا جَمَعَاءً۔ ﴿فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُونَ﴾ (تمام سب کے سب فرشتوں نے

اَكْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ (۱)۔ جیسے: جَاءَ نَبِيُّ زَيْدٍ نَفْسُهُ، جَاءَ نَبِيُّ الزَيْدَانِ
 اَنْفُسُهُمَا، جَاءَ نَبِيُّ الزَيْدُونَ اَنْفُسَهُمْ۔ لفظ عَيْنُ کو بھی لفظ نَفْسُ پر قیاس
 کر لیجئے۔ جَاءَ نَبِيُّ الزَيْدَانِ كِلَاهُمَا وَالْهِنْدَانِ كِلْتَاهُمَا، جَاءَ نَبِيُّ
 الْقَوْمِ كُلُّهُمْ اَجْمَعُونَ وَاكْتَعُونَ وَاَبْتَعُونَ وَاَبْصَعُونَ۔
 خیال رہے کہ (۲) اَكْتَعُ اَبْتَعُ اَبْصَعُ تینوں اَجْمَعُ کے تابع
 ہیں لہذا یہ تینوں نہ اَجْمَعُ کے بغیر آسکتے ہیں اور نہ اس پر مقدم ہو سکتے ہیں۔



سوالات

- سوال ۱: تاکید اور اس کی اقسام کی تعریفات بمع امثلہ واضح کریں۔
 سوال ۲: تاکید لفظی کے لئے کون کون سے الفاظ مستعمل ہیں؟



سجدہ کیا) جَاءَ تِ الْهِنْدَانُ كُلُّهُنَّ جُمْعُ۔ بعض اوقات لفظ كُلُّ کے بغیر بھی استعمال ہوتا ہے
 :جَاءَ الْجَيْشُ اَجْمَعُ (تمام لشکر آ گیا۔) (ف) كُلُّ اور اَجْمَعُ سے ایسی چیز کی تاکید کی جائے
 گی جس کے اجزا حسی طور پر جدا ہو سکیں یا حکمی طور پر لہذا یہ تو کہہ سکتے ہیں: جَاءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ؛
 کیونکہ قوم کے اجزا (افراد) حسی طور پر جدا جدا ہوتے ہیں۔ اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ۔ کیونکہ غلام
 کے اجزا اگرچہ حسی طور پر جدا نہیں ہوتے مگر حکمی طور پر جدا ہوتے ہیں؛ کیونکہ غلام آدھا بھی
 خریداجاتا ہے اور پورا بھی۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے: جَاءَ زَيْدٌ كُلَّهُ؛ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ زید کا ایک
 حصہ آئے اور دوسرا نہ آئے۔

①..... اَكْتَعُ، اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ، یہ تینوں اَجْمَعُ کے تابع ہیں یعنی نہ تو اس کے بغیر استعمال

ہوتے ہیں اور نہ اس سے پہلے۔

②..... کَلَا اور کِلْتَا ثنی کے ساتھ خاص ہیں۔

سبق نمبر: 22

﴿..... بدل کا بیان (۱).....﴾

بدل کی تعریف:

وہ تابع جو مقصود بالنسبہ ہوتا ہے (۲)۔

بدل کی اقسام

بدل کی چار اقسام ہیں (۳): بدل الكل، بدل البعض، بدل

الاشتمال، بدل الغلط۔

(۱)..... بدل الكل کی تعریف:

وہ بدل جس کا مدلول بعینہ مبدل منہ کا مدلول ہو۔ مثلاً: جَاءَ نِيْ زَيْدٌ

أَخُوْكَ۔

①..... تابع کی تیسری قسم بدل ہے۔ یہ وہ تابع ہے جو مقصود بالنسبہ ہوتا ہے یعنی متبوع کی طرف جس حکم کی نسبت کی گئی ہوتی ہے دراصل اُس کی نسبت اسی بدل کی طرف کرنا مقصود ہوتا ہے اور متبوع کا ذکر محض تمہید کے طور پر ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ (میرے پاس زید تیرا بھائی آیا) اس میں جَاءَ کی نسبت دراصل أَخُوْكَ کی طرف کرنا مقصود ہے، زَيْدٌ متبوع کو بطور تمہید ذکر کیا گیا ہے۔

②..... یعنی فَعْلٌ یا شبہ فعل کی نسبت اسی کی طرف کرنا مقصود ہوتا ہے اور مبدل منہ کا ذکر محض تمہیداً ہوتا ہے۔

③..... بدل کی چار قسمیں ہیں: (۱) بدل كل۔ یعنی وہ بدل جس کا مدلول وہی ہو جو متبوع کا مدلول ہے۔ جیسے: جَاءَ نِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ۔ اس میں أَخُوْكَ اور زَيْدٌ کا مدلول ایک ہی ہے یعنی ذات زید۔ (۲) بدل بعض۔ یعنی وہ بدل جس کا مدلول متبوع کے مدلول کا جزء ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ رَأْسَهُ (زید کے سر کو مارا گیا) اس میں رَأْسٌ کا مدلول (سر) زید کا جزء ہے۔ (۳) بدل اشتمال۔ یعنی وہ بدل جس کا متبوع کے ساتھ ایک خاص تعلق ہو۔ (متنبیہ) کبھی یہ بدل اپنے متبوع پر مشتمل

(۲)..... بدل البعض کی تعریف:

وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کا جزء ہو۔ جیسے: ضَرِبَ زَيْدٌ رَأْسَهُ.

(۳)..... بدل الاشتمال:

وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کا متعلق ہو۔ جیسے: سَلِبَ زَيْدٌ ثَوْبَهُ.

(۴)..... بدل الغلط:

وہ بدل جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ.



سوالات

سوال ۱: بدل اور اس کی اقسام کی تعریفات بیان کریں۔

سوال ۲: عطف کی اقسام مثالوں سے واضح کریں۔



ہوتا ہے اور کبھی اس کا متبوع اس پر مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے: سَلِبَ زَيْدٌ ثَوْبَهُ (زید کا کپڑا چھین لیا گیا) اس میں ثَوْبٌ کا متبوع کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے اور یہ اپنے متبوع پر مشتمل ہے؛ کیونکہ کپڑے نے زید کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ نیز فرمان رب العزت ہے: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ﴾ (وہ تم سے شہر حرام کے بارے میں سوال کرتے ہیں اس میں جنگ کے بارے میں) اس فرمان عالی میں قِتَالٍ فِيهِ بدل اشتمال ہے اور شہر حرام سے اس کا خاص تعلق بھی ہے اور متبوع (شہر حرام) اس پر مشتمل ہے؛ کیونکہ یہ اس کے لیے ظرف ہے۔ (۴) بدل غلط۔ یعنی وہ بدل جو کسی وجہ سے غیر مقصود لفظ نکل جانے کی صورت میں اس غلطی کے ازالے کے لیے لایا جائے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ. اس میں کہنا یہ مقصود تھا کہ میں ایک گدھے کے پاس سے گذرا مگر منہ سے یہ نکل گیا: ”مَرَرْتُ بِرَجُلٍ“ پھر حِمَارٍ کہہ کر اس غلطی کا ازالہ کر دیا۔ یعنی میں ایک مرد (بلکہ) گدھے کے پاس سے گزرا۔ (ف) بدل کے متبوع کو ”مبدل منہ“ کہتے ہیں۔

سبق نمبر: 23

﴿.....عطف بحرف (۱) اور عطف بیان کا بیان.....﴾

عطف بحرف کی تعریف:

وہ تابع جو حرف عطف کے بعد آئے (۲) اور مع متبوع مقصود بالنسبہ ہو۔

جیسے: جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ وَعَمْرٌو۔ اسے ”عطف نسق“ بھی کہتے ہیں۔

نوٹ:

حروف عطف دس ہیں (۳) جن کا بیان عنقریب آئے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

عَزَّوَجَلَّ۔

①..... چوتھا تابع عطف بحرف ہے۔ ”عطف“ مصدر ہے جس کا معنی ہے ”مائل کرنا“ لیکن یہاں اسم مفعول یعنی ”معطوف“ کے معنی میں ہے۔ اس کا دوسرا نام ”عطف نسق“ بھی ہے۔ اس میں بھی ”عطف“ بمعنی ”معطوف“ اور ”نسق“ بمعنی ”منسوق“ یعنی ”مرتب“ ہے۔ چونکہ بعض اوقات حرف عطف سے ترتیب بھی معلوم ہوتی ہے (جیسا کہ فاء، ثم اور حتی سے عطف کرنے کی صورت میں) اس لیے اسے ”عطف نسق“ کہتے ہیں۔

②..... معطوف بحرف: وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد واقع ہو اور جس چیز کی نسبت اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہے اس سے تابع اور متبوع دونوں مقصود ہوں۔ جیسے: جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ وَعَمْرٌو۔ اس میں جَاءَ کی نسبت زَيْدٌ کی طرف کی گئی ہے اور حرف عطف واو کے واسطے سے عمرو کی طرف بھی اس کی نسبت مقصود ہے۔ یعنی میرے پاس زید اور عمرو دونوں آئے۔ (ف) معطوف کے متبوع کو ”معطوف علیہ“ کہتے ہیں۔ (ف) عطف بحرف میں اگرچہ معطوف اور معطوف علیہ دونوں کی طرف حکم کی نسبت ہوتی ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ دونوں کی طرف نسبت ایک جیسی ہو بلکہ ان میں فرق ہو سکتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو (میرے پاس زید آیا عمرو نہیں) اس میں نسبت اگرچہ دونوں کی طرف ہے مگر زید کی طرف آنے کی نسبت ہے اور عمرو کی طرف نہ آنے کی۔ تَامَلُ۔

③..... حروف عطف دس ہیں: واو، فاء، ثم، حتی، او، اِمَّا، ام، بل، لکن، لا۔

عطف بیان کی تعریف (۱):

وہ تابع غیر صفت جو اپنے متبوع کو واضح کر دے۔ جیسے: اَقْسَمَ بِاللّٰهِ
 اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ۔ جبکہ متبوع کنیت سے زیادہ علم (۲) کے ساتھ مشہور ہو۔ اور
 جَاءَ نَبِيُّ زَيْدٌ اَبُو عَمْرٍو۔ جبکہ متبوع علم سے زیادہ کنیت کے ساتھ مشہور ہو۔



①..... پانچواں تابع عطف بیان ہے۔ یہ وہ تابع ہے جو صفت نہ ہو اور متبوع کو واضح کر دے۔
 جیسے: اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ۔ اس میں عُمَرُ عطف بیان ہے اس کی دلالت ابو حفص کی
 ذات پر ہے؛ کیونکہ ابو حفص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے، لیکن زیادہ مشہور
 نہیں جتنا نام مشہور ہے اس لیے عمر نے اپنے متبوع کو واضح کر دیا۔ (ف) عطف بیان اور صفت
 میں فرق یہ ہے کہ صفت اپنے متبوع میں پائے جانے والے معنی (وصف) پر دلالت کرتی ہے اور
 عطف بیان ذات متبوع پر دلالت کرتا ہے۔ (ف) بدل اور عطف بیان میں یہ فرق ہے کہ بدل
 اصل مقصود ہوتا ہے اور اس کے متبوع کا ذکر محض تمہید کے طور پر ہوتا ہے۔ اور عطف بیان محض
 وضاحت کے لیے لایا جاتا ہے اور اصل مقصود اس کا متبوع ہوتا ہے۔

②..... علم: وہ اسم ہے جو معین شیء کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) کنیت یعنی وہ
 نام جس کے شروع میں اب، ابن، ام یا بنت ہو۔ جیسے: اَبُو بَكْرٍ، اَبُو حَفْصٍ، اِبْنُ عَبَّاسٍ، اُمُّ
 سَلْمَةَ، بِنْتُ صِدِّيقٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (۲) لقب یعنی وہ نام جس سے مقصود مدح یا ذم ہو۔
 جیسے: شیخ الاسلام (خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ کا لقب) محدث اعظم پاکستان (مولانا ابوالفضل
 محمد سردار احمد رحمہ اللہ کا لقب) مفتی اعظم پاکستان (ابوالبرکات سید احمد رحمہ اللہ کا لقب)۔ ان
 ناموں سے مقصود مدح ہے۔ ذم کی مثالیں یہ ہیں: اَبُو لَهَبٍ، اَبُو جَهْلٍ وغیرہ۔ (۳) علم محض۔ یعنی
 وہ نام جس میں مذکورہ دونوں باتیں نہ ہوں۔ جیسے: احمد رضا خان بریلوی، محمد نعیم الدین مراد آبادی،
 امجد علی اعظمی (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ) (ف) عطف بیان کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ معین
 (یعنی اپنے متبوع) سے زیادہ واضح ہو بلکہ اتنا کافی ہے کہ دونوں کے اجتماع سے وہ وضاحت حاصل
 ہو جائے جو ان میں سے کسی ایک سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ تَأَمَّلْ۔

سوالات

سوال ۱: عطف بحرف کی تعریف بیان کریں۔

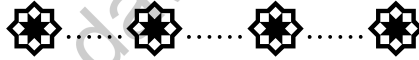
سوال ۲: عطف نسق کسے کہتے ہیں؟

سوال ۳: حروف عطف کتنے ہیں؟

سوال ۴: عطف بیان کسے کہتے ہیں؟

سوال ۵: مندرجہ ذیل کلمات سے عطف بحرف و عطف بیان متعین کیجئے۔

ذَهَبْنَا فِي خِدْمَةِ الشَّيْخِ أَبُو بَلَالٍ مُحَمَّدُ الْيَاسُ الْعَطَّارُ الْقَادِرِيُّ
الرَّضْوِيُّ، جَاءَ نِي أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ وَ زَيْدٌ، أَكَلَ زَيْدٌ وَأَبُو عَمْرٍو بَكْرٌ.



سبق نمبر: 24

..... منصرف اور غیر منصرف کا بیان ﴿

منصرف کی تعریف:

وہ اسم متمکن جس میں منع صرف کا کوئی سبب نہ ہو^(۱)۔

غیر منصرف کی تعریف^(۲):

وہ اسم متمکن جس میں منع صرف کے نو اسباب میں سے کوئی دو اسباب

پائے جائیں^(۳)۔

اسباب منع صرف:

اسباب منع صرف نو ہیں: عدل^(۴)، وصف^(۵)،.....

۱..... جیسے: رَجُلٌ وَغَيْرُهُ۔

۲..... غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے دو سبب یا دو کے قائم مقام ایک سبب پایا

جائے۔ (حکم) غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہیں آئے گی۔ ہاں اگر غیر منصرف مضاف یا معرف

باللام ہو اور اس سے پہلے جردینے والا کوئی عامل ہو تو اس پر کسرہ آجائے گا۔ جیسے: مَرَرْتُ

بِأَلْحَمْدِ وَأَحْمَدِ كُمْ. (ف) نو چیزوں کو 'اسباب منع صرف' کہا جاتا ہے۔ وہ نو چیزیں یہ

ہیں: عدل، وصف، تانیث، معرف، عجم، جمع، ترکیب، وزن فعل، اور الف نون زائدتان۔ (ف) تانیث

بالالف ایک سبب دو کے قائم مقام ہے، اسی طرح جمع منتہی المجموع بھی دو کے قائم مقام ہے۔

۳..... یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو اسباب کے قائم مقام ہو۔

۴..... عدل کا معنی ہے اسم کے مادہ کا صرفی قاعدہ کے بغیر اصلی صورت سے نکالا جانا۔ جیسے: عَامِرٌ

سے عَمْرٌ بنا۔ اس میں عدل اور علم ہے۔ ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ سے ثَلَاثٌ اور مَثَلٌ بنا۔ اس میں عدل اور

وصف پایا گیا ہے۔

۵..... وصف کا معنی ہے اسم کا ایسی ذات پر دلالت کرنا جو کسی صفت سے متصف ہو۔ جیسے: أَحْمَرٌ

(سرخ) اس میں وصف اور وزن فعل ہے۔ (ف) وصف کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ

تانیث^(۱)، معرفہ، عجمہ^(۲)، جمع^(۳)،

ہے کہ اس میں وصفیت اصلیه ہو یعنی وہ وضع ہی وصفیت کے لیے کیا گیا ہو لہذا اگر کوئی اسم وصفیت کے لیے وضع تو نہ کیا گیا ہو لیکن استعمال میں وصف بن جائے تو وہ منع صرف کا سبب شمار نہیں کیا جائے گا۔ جیسے: مَرْدُتٌ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ (میں چار عورتوں کے پاس سے گزرا) اس مثال میں اَرْبَعٍ اگرچہ صفت بن رہا ہے مگر چونکہ اصل میں ایک عدد کے لیے وضع کیا گیا ہے اس لیے منع صرف کا سبب نہیں ہوگا۔ (ف) ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ میں بھی وصف اصلی (وضعی) نہیں ہے لیکن ثَلَاثٌ اور مَثَلَةٌ کی وضع میں معتبر ہے اس لیے منع صرف کا سبب بنے گا، دوسرا سبب عدل ہے۔ (ف) أَحْمَرٌ کسی شخص کا نام رکھ دیا جائے تو یہ اگرچہ وصف نہیں رہے گا لیکن وضع کے لحاظ سے تو وصف ہے اس لیے منع صرف کا سبب بنے گا۔

①..... تانیث: اسم کا مؤنث ہونا۔ کسی اسم کے مؤنث ہونے کی دو علامتیں ہیں: (۱) تاء (۲) الف۔ پھر تاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) تاء ملفوظہ۔ یعنی وہ تاء جو لفظوں میں ہو اور پڑھنے میں آتی ہو۔ جیسے: طَلْحَةُ۔ یہ تاء وقف کی حالت میں (۵) پڑھی جاتی ہے۔ (۲) تاء مقدرہ۔ یعنی وہ تاء جو لفظوں میں نہ ہو اور پڑھنے میں نہ آتی ہو۔ جیسے: أَرْضٌ۔ یہ اصل میں اَرْضَةٌ ہے۔ نیز الف کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) الف مقصورہ۔ یعنی وہ الف جس کے بعد ہمزہ نہ ہو۔ جیسے: حُبْلَى (حاملہ عورت) (۲) الف ممدودہ۔ یعنی وہ الف جس کے بعد ہمزہ ہو۔ جیسے: حَمْرَاءُ (سرخ عورت)۔ اس سے معلوم ہوا کہ کل علامات تانیث چار ہیں: تاء ملفوظہ، تاء مقدرہ، الف مقصورہ، الف ممدودہ۔ اگر پہلی دو علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جائے تو اسے ”تانیث بالتاء“ اور اخیر کی دو علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جائے تو اسے ”تانیث بالالف“ کہتے ہیں۔ (ف) تانیث بالالف دو سببوں کے قائم مقام ہے۔

②..... عجمہ کا مطلب ہے: اسم کا غیر عربی ہونا۔ اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ عربی میں علم کے طور پر استعمال ہو خواہ پہلے علم ہو یا نہ ہو۔ جیسے: اِبْرَاهِيمُ۔

③..... جمع: اسم کا دو سے زائد پر دال ہونا۔ اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ منتہی الجموع کے صیغہ پر ہو۔ (ف) منتہی الجموع کا صیغہ وہ ہے جس میں پہلے دو حروف مفتوح، تیسری جگہ الف اور اس کے بعد یا تو ایک حرف مشدد ہو۔ جیسے: ذَوَابٌّ۔ یا دو حروف ہوں جن میں پہلا مکسور ہو۔ جیسے: مَسَاجِدُ۔ یا تین حرف ہوں جن میں پہلا مکسور اور دوسرا حرف یاء ساکن ہو۔ جیسے: مَصَابِيحُ۔ (ف) یہ جمع بھی دو سببوں کے قائم مقام ہوتا ہے۔

ترکیب (۱)، وزن فعل (۲)، الف نون زائدتان (۳)۔ جیسے:

عَمْرُ: اس میں عدل اور علم ہیں۔

ثَلْثٌ وَمِثْلُثٌ: ان میں صفت اور عدل ہیں۔

①..... ترکیب کہتے ہیں: دو یا دو سے زیادہ کلمات کا ایک ہو جانا۔ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ کوئی جزء نہ خود حرف ہو اور نہ حرف کو متضمن ہو۔ جیسے: مَعْدِيْ كَرِبَ. اس میں دو اسموں (مَعْدِيْ اور كَرِبَ) کو ملا کر ایک اسم بنا دیا گیا ہے۔ (ف) یہ ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے جو ہمدانی ہیں۔ اسی طرح بَعْلَبَكُّ میں بھی ترکیب ہے: بَعْلُ بت کا نام اور بَكُّ بادشاہ کا نام، دونوں کو ملا کر شہر کا نام رکھ دیا گیا۔

②..... وزن فعل: یعنی اسم کا فعل کے وزن پر ہونا۔ (ف) خیال رہے کہ وزن کی دو قسمیں ہیں: (۱) وزن مختص بالفعل۔ یعنی وہ وزن جو صرف فعل کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے: فَعَلٌ، فَعَّلٌ، فَعَّلَ، فَعَّلِلَ، تَفَعَّلَ، تَفَعَّلَلِ. (۲) وزن مشترک۔ یعنی وہ وزن جو اسم اور فعل دونوں میں مشترک ہو۔ جیسے: فَعَلَ، فَعَّلَلٌ وغیرہ کہ ان اوزان پر اسم اور فعل دونوں آتے ہیں جیسے فَرَسٌ، ضَرْبٌ، جَعْفَرٌ، دَحْرَجٌ وغیرہا۔ (ف) اگر کوئی اسم ایسے وزن پر ہو جو فعل کے ساتھ خاص ہے تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے کوئی شرط نہیں۔ جیسے: شَمْرٌ (ایک گھوڑے کا نام) اور اگر کوئی اسم ایسے وزن پر ہو جو اسم اور فعل دونوں میں مشترک ہو تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں ہیں: (۱) اس کے شروع میں حروف اتین (ا، ت، ی، ن) میں سے کوئی حرف ہو۔ اور (۲) اس کی مؤنث میں قنہ آتی ہو۔ جیسے: أَحْمَدٌ میں وزن فعل ایک سبب بنے گا؛ کیونکہ یہ اَفْعَلُ کے وزن پر ہے، اس کے شروع میں حروف اتین میں سے ہمزہ بھی ہے اور اس کے آخر میں تاء بھی نہیں آتی۔ اور یَعْمَلُ (قوی اونٹ) میں وزن فعل سبب نہیں بنے گا؛ کیونکہ اگرچہ یہ یَفْعَلُ کے وزن پر ہے اور اس کے شروع میں حروف اتین میں سے (ی) بھی ہے مگر اس کی مؤنث میں تاء آتی ہے۔ جیسے: یَعْمَلَةُ (قوی اونٹنی)۔

③..... الف نون زائدتان۔ یعنی وہ الف اور نون جو کسی اسم کے آخر میں زائد ہوں۔ جیسے:

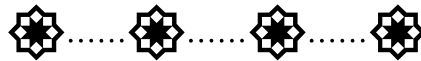
سَكْرَانٌ عَشْمَانٌ وغیرہ۔

- طَلْحَةُ: اس میں تانیث اور علم ہیں۔
- زَيْنَبُ: اس میں تانیث معنوی اور علم ہیں۔
- حُبْلَى: اس میں ایک سبب تانیث بالف مقصورہ ہے (۱)۔
- حَمْرَاءُ: اس میں ایک سبب تانیث بالف مدودہ ہے، اور یہ دو اسباب کے قائم مقام ہے۔
- أَبْرَاهِيمُ: اس میں عجمہ اور علم ہیں۔
- مَسَاجِدُ اور مَصَابِيحُ: ان میں ایک سبب جمع منتہی الجموع ہے۔ یہ بھی دو سببوں کے قائم مقام ہے۔
- بَعْلَبَكُّ: اس میں ترکیب اور علم ہیں۔
- أَحْمَدُ: اس میں وزن فعل اور علم ہیں۔
- سَكْرَانُ: اس میں الف نون زائدتان اور وصف ہیں۔
- عُثْمَانُ: اس میں الف نون زائدتان اور علم ہیں۔



سوالات

- سوال ۱: منصرف وغیر منصرف کی تعریف بیان کریں۔
- سوال ۲: اسباب منع صرف مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔



۱..... اور یہ دو اسباب کے قائم مقام ہے۔

سبق نمبر: 25

..... حروف غیر عاملہ کا بیان^(۱).....

حروف غیر عاملہ کی ”سولہ“ قسمیں ہیں:

(۱)..... حروف تنبیہ:

یہ کل تین ہیں: اَلَا، اَمَّا، هَا.

(۲)..... حروف ایجاب^(۲):

یہ کل چھ ہیں: نَعَمْ، بَلَى^(۳)،.....

①..... حروف غیر عاملہ یعنی وہ حروف جو اپنے مابعد میں لفظاً کوئی عمل نہیں کرتے۔ ان کی سولہ قسمیں ہیں: پہلی قسم ”حروف تنبیہ“ ہے۔ تنبیہ کا معنی ہے ”بیدار کرنا“، متکلم ان کو اس لیے ذکر کرتا ہے کہ مخاطب اس چیز سے غافل نہ رہے جو ان کے بعد بیان کی جا رہی ہے خواہ وہ چیز مفرد ہو یا جملہ، پھر جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ، خبریہ ہو یا انشائیہ۔ جیسے: ﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (خبردار بے شک اللہ کے اولیاء پر نہ تو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے) حروف تنبیہ تین ہیں ان میں سے اَلَا اور اَمَّا صرف جملہ کے شروع میں آتے ہیں، ہا جملہ اور مفرد دونوں کی ابتداء میں آتا ہے البتہ ہر مفرد کے شروع میں نہیں آتا بلکہ خاص طور پر اسم اشارہ کی ابتداء میں آتا ہے۔ جیسے: هٰذَا. (ف) منادی معرف باللام سے پہلے جوھا آتا ہے اس میں تنبیہ والا معنی نہیں۔ جیسے: يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ.

②..... حروف غیر عاملہ کی دوسری قسم ”حروف ایجاب“ ہے۔ ایجاب کا معنی ہے ”جواب دینا“ یہ حروف کسی نہ کسی بات کا جواب واقع ہوتے ہیں۔ یہ چھ حروف ہیں۔ نَعَمْ. کلام سابق کی تائید کے لیے آتا ہے، خواہ وہ کلام مثبت ہو یا منفی، خبر ہو یا انشاء۔ جیسے: کسی نے خبر دی: ذَهَبَ زَيْدٌ اِلَى الْمَسْجِدِ (زید مسجد گیا) اس کے جواب میں کہا گیا: نَعَمْ. تو مطلب ہوگا: ”ہاں! گیا“۔ اور اگر لَمْ يَذْهَبْ کے جواب میں نَعَمْ کہا تو معنی ہوگا ”ہاں نہیں گیا“۔

③..... بَلَى. جملہ منفیہ کے بعد اس کی نفی کو ختم کرنے کے لیے آتا ہے۔ خواہ وہ جملہ خبریہ ہو یا انشائیہ۔ جیسے کسی نے خبر دی: مَا صُصِّمْتَ اُمْسِ (تو نے کل روزہ نہیں رکھا تھا) اس کے جواب میں

أَجَلٌ (۱)، جَبْرٌ، إِنَّ، اِي (۲).
(۳)..... حروف تفسیر (۳):

یہ کل دو ہیں: اِي، اَنَّ. جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَا

اِبْرَاهِيْمُ﴾

(۴)..... حروف مصدریہ (۴):

کہا: بلی تو مطلب ہوگا: ”کیوں نہیں“ یعنی رکھا تھا۔ کسی نے پوچھا: اَمَّا حَجَجْتُ (کیا تو نے حج نہیں کیا؟) کہا: بلی. تو مطلب ہوگا: ”کیوں نہیں“ یعنی حج کیا تھا۔

۱..... أَجَلٌ، جَبْرٌ اور اِنَّ اکثر خبر کی تصدیق کے لیے آتے ہیں۔ کسی نے خبر دی: قَدْ فَازَ اَخُوكَ فِى الْاِمْتِحَانِ (بے شک تیرا بھائی امتحان میں پاس ہو گیا) اس کے جواب میں کہا: اَجَلٌ يَا جَبْرِيَا اِنَّ اس کا معنی ہے: ”ہاں! پاس ہو گیا“۔

۲..... اِي. استفہام کے بعد اس چیز کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے جس کے بارے میں پوچھا گیا ہو۔ اس کا استعمال قسم ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے کسی نے پوچھا: هَلْ قُضِيَتِ الصَّلَاةُ (کیا نماز ہو گئی؟) جواب میں کہا گیا: اِي وَاللّٰهِ يَا اِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. یعنی ”ہاں! اللہ کی قسم نماز ہو گئی“۔

۳..... حروف غیر عاملہ کی تیسری قسم ”حروف تفسیر“ ہے۔ اور وہ دو ہیں: (۱) اِي (۲) اَنَّ. ان میں فرق یہ ہے کہ اِي مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر کے لیے آتا ہے۔ جیسے: قَطَعَ رِزْقُهُ اِي مَاتَ (زید کا رزق ختم کر دیا گیا یعنی وہ مر گیا) یہاں اِي نے جملہ سابقہ کی تفسیر مَاتَ سے کر دی۔ تفسیر مفرد کی مثال: جَاءَ نَبِيُّ اَبُو عَمْرٍ وَاِي زَيْدٌ. (میرے پاس ابو عمرو یعنی زید آیا) اس میں اِي نے اَبُو عَمْرٍ و مفرد کی تفسیر زَيْدٌ سے کر دی۔ اور اَنَّ صرف مفرد کی تفسیر کے لیے آتا ہے لیکن اس کے لیے بھی شرط یہ ہے کہ وہ مفرد ایسے فعل کا مفعول بہ ہو جو ”قول“ کا ہم معنی ہو۔ جیسے: ﴿نَادَيْنَاهُ اَنْ يَا اِبْرَاهِيْمُ﴾ اصل عبارت یوں ہوگی: نَادَيْنَاهُ بَلْفُظٍ اَنْ يَا اِبْرَاهِيْمُ. اس میں ”لَفْظٌ“ مفعول بہ مقدر غیر صریحی ہے، ”اَنَّ“ نے ”يَا اِبْرَاهِيْمُ“ کو اس کی تفسیر بنا دیا، ”نَادَيْنَاهُ“ قول کا ہم معنی فعل ہے۔ یعنی ”ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم“۔ اور خود لفظ ”قول“ کے مفعول بہ کی تفسیر اس سے نہیں ہو سکتی لہذا اس طرح نہیں کہہ سکتے: قُلْتُ لَهُ اَنْ يَا زَيْدٌ کہ میں نے اس سے کہا کہ اے زید۔

۴..... حروف عاملہ کی چوتھی قسم ”حروف مصدریہ“ ہے۔ اور وہ تین ہیں: (۱) مَا (۲) اَنَّ (۳)

یہ کل تین ہیں: مَا، اَنَّ، اَنَّ. اِن میں سے مَا اور اَنَّ فعل پر داخل ہوتے ہیں اور فعل کے ساتھ ملکر مصدر کے معنی میں ہوتے ہیں (۱)۔
(۵)..... حروف تخصیض (۲):

یہ کل چار حروف ہیں: اَلَّا، هَلَّا، لَوْلَا، لَوْ مَا.
(۶)..... حرف توقع (۳):

یہ صرف قَدْ ہے جو ماضی پر تحقیق اور تقریب بحال کے لیے آتا ہے۔

اَنَّ چونکہ یہ حروف مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہو جاتے ہیں اس لیے ”مصدریہ“ کہلاتے ہیں۔ مَا اور اَنَّ فعل پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے۔ جیسے: ﴿ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ یہاں مَا اور فعل کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہے یعنی (زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی) اَعْجَبَنِي اَنْ ضَرَبْتُ (تیرے مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا) اَنَّ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے۔ جیسے: بَلَّغَنِي اَنَّكَ قَائِمٌ (تیرے کھڑے ہونے کی خبر مجھے پہنچی)۔ آیت کریمہ میں بِمَا رَحُبَتْ بمعنی ”بِرُحْبَهَا“ ہے، دوسری مثال میں اَنَّ ضَرَبْتُ بمعنی ضَرْبُكَ ہے اور تیسری مثال میں اَنَّكَ قَائِمٌ بمعنی قِيَامُكَ ہے۔

۱..... اور اَنَّ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اسے مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے۔

۲..... حروف عاملہ کی پانچویں قسم ”حروف تخصیض“ ہے۔ تخصیض کا معنی ہے ”ابھارنا“، چونکہ ان حروف سے مخاطب کو کسی کام پر ابھارنا مقصود ہوتا ہے اس لیے ان کو حروف تخصیض کہا جاتا ہے۔ جیسے: اَلَا تَحْفَظُ الدَّرَسَ (تو اپنا سبق زبانی یاد کیوں نہیں کرتا؟) اور جب یہ حروف فعل ماضی پر داخل ہوں تو تنذیم (مخاطب کو شرمندہ کرنے) کے لیے آتے ہیں۔ جیسے: لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ خَيْرًا (جب تم نے اس خبر کو سنا تو ایمان والوں نے اچھا گمان کیوں نہیں کیا؟) یہ چار حروف ہیں: (۱) اَلَّا (۲) هَلَّا (۳) لَوْلَا (۴) لَوْ مَا۔

۳..... حروف غیر عاملہ کی چھٹی قسم ”حرف توقع“ ہے۔ اور وہ قَدْ ہے۔ جب یہ ماضی پر داخل ہوتو اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) برائے توقع و تحقیق و تقریب۔ جیسے: قَدْ رَكِبَ الْاَمِيرُ (بے شک

اور مضارع پر تقلیل (۱) کے لیے ہوتا ہے۔

(۷).....حروف استفہام (۲):

یہ کل تین حروف ہیں: مَا، ہمزہ، هَلْ۔

امیر ابھی سوار ہو گیا) اگر مخاطب پہلے سے امیر کے سوار ہونے کا منتظر تھا تو اس میں قَدْ توقع و تحقیق و تقریب کے لیے ہے یعنی ایک بات کو ثابت کرنے کے لیے اور یہ بتانے کے لیے کہ مخاطب کو جس چیز کا انتظار تھا وہ واقع ہو گئی، نیز وہ ابھی ابھی واقع ہوئی ہے۔ (۲) برائے تحقیق و تقریب۔ جیسے اگر مخاطب رکوب امیر کا منتظر نہیں تھا اور اسے کہا گیا قَدْ رَكِبَ الْاَمِيرُ تو اس میں قَدْ تحقیق اور تقریب کے لیے ہے۔ (۳) برائے تحقیق۔ جیسے کسی نے پوچھا: هَلْ قَامَ زَيْدٌ (کیا زید کھڑا ہوا؟) اس کے جواب میں کہا گیا: قَدْ قَامَ زَيْدٌ (بے شک زید کھڑا ہوا) اس میں قَدْ صرف تحقیق کے لیے ہے۔ اور جب یہ فعل مضارع پر داخل ہو تو بھی اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) برائے تحقیق۔ جیسے: ﴿قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا﴾ (بے شک اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو جو تم میں سے چپکے چپکے آڑے نکل جاتے ہیں۔) یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے اس میں قَدْ صرف تحقیق کے لیے ہے۔ (۲) برائے تحقیق و تکثیر۔ جیسے: ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ (بے شک ہم دیکھتے ہیں تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا۔) اس میں قَدْ تحقیق کے ساتھ تکثیر (زیادتی) بیان کرنے کے لیے ہے۔ (۳) برائے تحقیق و تقلیل۔ جیسے: الْكَذُوبُ قَدْ يَصْدُقُ (بے شک بہت جھوٹا کبھی تحقیقاً سچ بول جاتا ہے) اس میں قَدْ تحقیق کے علاوہ تقلیل (کمی بیان کرنے کے لیے) ہے۔ (ف) اس تفصیل سے واضح ہوا کہ قَدْ بہر حال تحقیق کا معنی دیتا ہے خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر، فرق یہ ہے کہ ماضی پر تحقیق کے علاوہ کبھی توقع یا تقریب کے لیے آتا ہے اور مضارع پر تحقیق کے علاوہ کبھی تکثیر یا تقلیل کے لیے آتا ہے۔

۱..... فعل کے قلیل الوقوع ہونے پر دلالت کرنے۔

۲.....حروف غیر عاملہ کی ساتویں قسم ”حروف استفہام“ ہے۔ یعنی وہ حروف جو طلب فہم کے لیے آتے ہیں۔ یہ حروف ”نخومیر“ میں تین ذکر کیے گئے ہیں: (۱) مَا۔ جیسے: مَا اسْمُكَ (تیرا نام کیا ہے؟) (ف) خیال رہے کہ یہ مَا اسمیہ استفہامیہ ہے حرفیہ نہیں۔ (۲) ہمزہ۔ جیسے: اَزَيْدٌ قَائِمٌ (کیا زید کھڑا ہے؟) (۳) هَلْ۔ جیسے: هَلْ ذَهَبَ عَمْرُو (کیا عمرو گیا ہے؟)

(۸).....حرف ردع^(۱):

یہ صرف کلا ہے جو روکنے کے لیے آتا ہے۔ اور بعض اوقات حَقًّا کے معنی میں بھی آتا ہے^(۲)۔ مثلاً: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔

(۹).....تنوین^(۳):

اس کی پانچ قسمیں ہیں^(۴):

(۱) تنوین تمکن۔ جیسے: زَيْدٌ۔

۱.....حروف غیر عاملہ کی آٹھویں قسم ”حرف ردع“ ہے۔ اور وہ ایک ہے: كَلَّا۔ ردع کا معنی ہے ”روکنا“۔ چونکہ اس حرف سے کلام کرنے والے کو اس کے کلام سے روکنا مقصود ہوتا ہے اس لیے اسے ”حرف ردع“ کہتے ہیں۔ مثلاً کسی نے کہا: فُلَانٌ يَبْغُضُكَ (فلاں تجھ سے بغض رکھتا ہے) اسے کہا جائے گا: كَلَّا (ہرگز نہیں) یعنی ایسا نہ کہو۔ (ف) بعض اوقات كَلَّا جملہ کی تحقیق کے لیے حَقًّا کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے: ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ﴾ (بے شک عنقریب جان لو گے) (نزع کے وقت اپنے حال بد کا نتیجہ) ”البشیر شرح نحو میر“۔

۲..... یعنی کسی حکم کو تحقیق ثابت کرنے کے لیے آتا ہے۔

۳.....حروف غیر عاملہ کی نویں قسم ”تنوین“ ہے۔ کلام عرب میں لفظ ”تنوین“ کا استعمال نہیں ہوا علماء عربیت (صرف و نحو کے علماء) نے یہ لفظ استعمال کیا ہے، نون سے تنوین بنایا جس کا مطلب ہوا ”نون کا داخل کرنا“ خواہ کیسا بھی نون ہو۔ لیکن اس سے مراد وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخر میں آئے اور تاکید کے لیے نہ ہو۔ جیسے: زَيْدٌ اس میں آخری حرف دال ہے جس پر ضمہ ہے اور ضمہ کے بعد جو نون ساکن پڑھا جاتا ہے (زَيْدُنْ) یہی نون تنوین ہے۔

۴..... تنوین کی مشہور قسمیں پانچ ہیں: (۱) تنوین تمکن: وہ تنوین جو اسم کے معرب ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے: جَاءَ نَسِيٌّ زَيْدٌ میں۔ (۲) تنوین تنکیر: وہ تنوین جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے: صَهٍ يَه اسم فعل ہے اور مثنیٰ ہے، اس پر آنے والی تنوین نکرہ ہونے کی علامت ہے۔ لہذا اس کا معنی ہے: اُسْكُتْ سَكُوْتًا مَّا فِي وَاقْتٍ مَّا (کسی وقت تو چپ رہا کر) اگر اس پر تنوین نہ ہو تو یہ اسم معرفہ ہوگا لہذا ”صَه“ کا معنی ہوگا: اُسْكُتِ السُّكُوْتُ الْاِنَّ (تو اس وقت

(۲) تنوین تنکیر۔ جیسے: صِه۔ یعنی: اُسْكُتْ سَكُوْتًا مَّا فِيْ وَقْتِ مَّا^(۱) جبکہ صَه (بغیر تنوین کے) اس کا معنی ہے: اُسْكُتِ السُّكُوْتِ الْاَن^(۲)۔

(۳) تنوین عوض۔ جیسے: يَوْمَئِذٍ^(۳)۔

(۴) تنوین مقابلہ۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔

(۵) تنوین ترنم۔ وہ تنوین جو اشعار کے آخر میں آتی ہے:

اَقْلَى اللّٰوْمِ عَاذِلُ وَالْعِتَابِنُ

چپ رہ) پہلی صورت میں وقت معین نہ تھا دوسری صورت میں معین ہے۔ (۳) تنوین عوض: وہ تنوین جو مضاف الیہ محذوف کے عوض میں لائی جائے۔ جیسے: حِينَئِذٍ یہ اصل میں حِينَ اَذْ كَانَ كَذَا تھا، اذْ کا مضاف الیہ حذف کر دیا گیا جو جملہ تھا اور اس کے عوض میں مضاف کو تنوین دیدی لہذا یہ حِينَئِذٍ ہو گیا۔ قرآن کریم میں فرمایا: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ اس میں بَعْضٍ اصل میں بَعْضِهِمْ ہے مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف کو تنوین دیدی گئی۔ (۴) تنوین مقابلہ: یعنی وہ تنوین جو جمع مؤنث سالم پر آتی ہے۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔ یہ جمع مذکر سالم میں جو نون آتا ہے اس کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ (۵) تنوین ترنم: یعنی وہ تنوین جو آواز کی خوب صورتی کے لیے مصرعوں کے آخر میں لائی جاتی ہے۔ جیسے:۔

اَقْلَى اللّٰوْمِ عَاذِلُ وَالْعِتَابِنُ وَقَوْلِيْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابِنُ

پہلے مصرعے میں الْعِتَابِنُ کے آخر میں اور دوسرے مصرعے میں اَصَابِنُ کے آخر میں خوش آوازی کے لیے نون تنوین لایا گیا ہے۔ (ف) تنوین کی پہلی چار قسمیں صرف اسم پر داخل ہوتی ہے اور تنوین ترنم فعل اور حرف پر بھی آسکتی ہے۔

۱..... کسی بھی وقت کسی قسم کی خاموشی اختیار کر۔

۲..... ابھی خاموشی اختیار کر۔

۳..... یہ اصل میں يَوْمِ اَذْ كَانَ كَذَا تھا جملہ كَانَ كَذَا کو حذف کر کے اس کے عوض لفظ اذْ پر تنوین لے آئے۔

وَقَوْلِيْ اِنْ اَصْبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

خیال رہے تنوین ترنم اسم فعل اور حرف تینوں پر داخل ہوتی ہے جبکہ پہلی چار قسم کی تنوین اسم کے ساتھ خاص ہے۔

(۱۰).....نون تاکید (۱):

یہ نون ثقیلہ و خفیفہ ہوتا ہے جو فعل مضارع کے آخر میں تاکید کے لیے آتا ہے۔ مثلاً: اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبَنَّ (۲)۔

(۱۱).....حروف زائدہ (۳):

یہ آٹھ حروف ہوتے ہیں: اِنْ، مَا، اَنْ، لَا، مِنْ، كَاف، بَاء، لَام۔

①.....حروف غیر عاملہ کی دسویں قسم ”نون تاکید“ ہے۔ یعنی وہ نون جو فعل مضارع کے آخر میں آتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) ثقیلہ۔ یہ مشدد ہوتا ہے۔ جیسے: اِضْرِبَنَّ (۲) خفیفہ۔ یہ ساکن ہوتا ہے۔ جیسے: اِضْرِبَنَّ۔

②..... اگر کہیے کہ مصنف نے فرمایا کہ ”نون تاکید فعل مضارع کے آخر میں آتا ہے“ اور مثالیں فعل امر کی پیش کی ہیں لہذا یہ مثالیں مثل لہ کے مطابق نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں فعل مضارع سے مراد فعل مستقبل ہے جو آنے والے زمانہ پر دلالت کرتا ہو خواہ طلب پر دلالت کرے۔ جیسے: اِضْرِبَنَّ، لَا تَضْرِبَنَّ وغیرہ۔ یا طلب پر دلالت نہ کرے۔ جیسے: يَضْرِبَنَّ، يَضْرِبَنَّ۔

③.....حروف غیر عاملہ کی گیارہویں قسم ”حروف زیادت“ ہے۔ اور وہ آٹھ حروف ہیں جو ”نحو میر“ میں مذکور ہیں۔ چونکہ ان حروف کو کلام سے جدا کر دینے کی صورت میں بھی اصل معنی میں تبدیلی نہیں آتی اس لیے انہیں ”حروف زیادت“ کہتے ہیں۔ جیسے:

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِيْ لَكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِيْ بِمُحَمَّدٍ

یعنی ”میں نے اپنے کلام سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح نہیں کی بلکہ میں نے تو آپ کے ذکر سے خود اپنے کلام کو زینت دی ہے“۔ اس میں مَا کے بعد اِنْ زائدہ ہے۔ ﴿لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ (مجھے قسم ہے اس شہر کی)۔ اس میں لَا زائدہ ہے۔ (ف) خیال رہے کہ ان حروف کے زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کبھی زائد بھی ہوتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ زائد ہی ہوتے ہیں۔

ان میں سے آخری چار حروف کا ذکر حروف جر میں ہو چکا ہے۔
(۱۲)..... حروف شرط^(۱):

یہ دو حروف ہیں: اَمَّا، لَوْ.

اَمَّا تفسیر کے لیے ہے اور اس کے جواب میں فاء کا لانا واجب ہے۔
جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے: فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَأَمَّا الَّذِينَ
شَقُوا فِي النَّارِ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا فِي الْجَنَّةِ.

اور حرف لَوْ^(۲) (دو منتفی چیزوں پر داخل ہوتا ہے اور اس بات پر

①..... حروف غیر عاملہ کی بارہویں قسم ”حروف شرط“ ہے۔ اور یہ دو ہیں: (۱) اَمَّا (۲) لَوْ. اِنْ
بھی اگرچہ حروف شرط میں سے ہے لیکن وہ عامل ہے اور یہاں چونکہ حروف غیر عاملہ کا بیان ہے
اس لیے اِنْ کو شمار نہیں کیا گیا۔ اَمَّا تفصیل کے لیے آتا ہے جس کے دو معنی ہیں: (۱) کلام سابق کے
اجمال کی وضاحت کے لیے آتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ﴾
(ان میں سے کچھ بد بخت ہیں اور کچھ نیک بخت) اس میں اجمال یہ ہے کہ ان کا حکم (اور انجام)
کیا ہے اَمَّا سے اس کی تفصیل بیان فرمائی: ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فِي النَّارِ﴾ (لیکن بد بخت جہنم
میں ہوں گے) نیز فرمایا: ﴿وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا فِي الْجَنَّةِ﴾ (اور نیک بخت جنت میں ہوں
گے)۔ (۲) چند چیزوں کا الگ الگ ذکر کر کے ان کا حکم بیان کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ارشاد باری
تعالیٰ ہے: ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا
فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا﴾ (لیکن ایمان والے پس وہ جانتے ہیں کہ وہ (مثال)
حق ہے ان کے رب کی طرف سے لیکن کافر پس وہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ کی مراد کیا
ہے) (ف) بعض اوقات اَمَّا استیناف کے لیے آتا ہے جیسے ابتدائے کلام میں آنے والا اَمَّا جیسے نحو
میر کے شروع میں فرمایا تھا: اَمَّا بَعْدُ. (ف) اَمَّا تفصیل کے لیے ہو یا استیناف کے لیے معنی شرط
اس سے جدا نہیں ہوتا اور اس کے جواب میں فاء کا لانا واجب ہے۔

②..... لَوْ دو جملوں پر آتا ہے جن میں سے پہلا شرط اور دوسرا جزاء ہوتا ہے۔ اور یہ شرط و جزاء
دونوں کے انقضاء پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نہ شرط پائی جا رہی ہے اور

دلالت کرتا ہے کہ) انتقائے اول کے سبب ثانی بھی منتفی ہے۔ جیسے:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا.

(۱۳)..... حرف لَوْ لَا^(۱): (یہ بھی دو چیزوں پر داخل ہوتا ہے جن میں سے

پہلی موجود ہوتی ہے اور دوسری منتفی اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ)

وجود اول کے سبب ثانی منتفی ہے۔ جیسے: لَوْ لَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عُمَرُ.

(۱۴)..... لام مفتوحہ برائے تاکید^(۲)۔ جیسے: لَزِيدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو.

(۱۵)..... مَا بِمَعْنَى مَا دَامَ^(۳). جیسے: أَقْوَمُ مَا جَلَسَ الْأَمِيرُ.

نہ جزاء۔ ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ (اگر زمین و آسمان میں اثر کرنے والے متعدد خدا ہوتے تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے) یعنی نہ زمین میں فساد ہے اور نہ ان میں اثر کرنے والے متعدد خدا ہیں۔

①..... حروف غیر عاملہ کی تیرہویں قسم ”لَوْ لَا“ ہے۔ اس سے پہلے گزر چکا کہ لَوْ شرط اور جزا دونوں کے انتقائے پر دلالت کرتا ہے، جب لَوْ کے بعد لَا آتا ہے تو شرط منفی کی نفی ہو جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شرط موجود ہے۔ لَوْ لَا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دوسرے جملہ کا مضمون اس لیے منتفی ہے کہ پہلے جملہ کا مضمون موجود ہے۔ (ف) خیال رہے کہ نحوی حضرات لَوْ لَا کے بعد آنے والے دوسرے جملہ کو ”جواب لَوْ لَا“ کہتے ہیں اور چونکہ یہ حرف شرط نہیں ہے اس لیے پہلے جملہ کو شرط نہیں کہتے۔ جیسے: لَوْ لَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عُمَرُ (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔) پہلے جملہ کا مضمون ہے ”وجود علی“ اور دوسرے جملہ کا مضمون ہے ”ہلاکت عمر“۔ یعنی عمر کی ہلاکت اس لیے نہیں پائی گئی کہ علی موجود تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

②..... حروف غیر عاملہ کی چودھویں قسم ”لام تاکید“ ہے جو مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے: لَزِيدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (بے شک زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے۔)

③..... حروف غیر عاملہ کی پندرہویں قسم ”مَا بِمَعْنَى مَا دَامَ“ ہے۔ حروف مصدر یہ میں مَا کا ذکر ہو چکا ہے۔

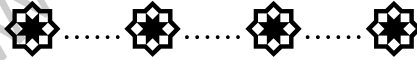
(۱۶)..... حروف عطف (۱):

یہ دس حروف ہیں: واو، فاء، ثَمَّ، حَتَّى، اِمَّا، اَوْ، اَمَّ، لَا، بَلْ، لَكِنْ.



سوالات

- سوال ۱: حروف غیر عاملہ کی کتنی اقسام ہیں؟ صرف نام بتائیں۔
سوال ۲: نحو میر میں کتنے حروف غیر عاملہ بیان کئے گئے ہیں؟ شمار کریں۔



●..... حروف غیر عاملہ کی سولہویں قسم ”حروف عطف“ ہے۔ اور یہ دس ہیں۔ واو، فاء، ثَمَّ، حَتَّى، اَوْ، اِمَّا، اَمَّ، بَلْ لَكِنْ، لَا۔ لغت میں عطف، ایک چیز کے دوسری کی طرف مائل کرنے کو کہتے ہیں۔ نحو یوں کے نزدیک اعراب وغیرہ احکام میں معطوف کو معطوف علیہ کی طرف مائل کرنے کو کہتے ہیں۔ حرف عطف کے ماقبل کو ”معطوف علیہ“ اور مابعد کو ”معطوف“ کہتے ہیں۔

سبق نمبر: 26

..... مستثنیٰ کا بیان (۱)..... ﴿

مستثنیٰ کی تعریف (۲):

وہ لفظ (۳) جو اَلَا یا اس کی طرح دیگر کلمات استثناء میں سے کسی کے بعد اس لیے ذکر کیا جائے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ اس کی طرف وہ حکم منسوب نہیں جو اس سے پہلے والے لفظ کی طرف منسوب ہے۔

کلمات استثنائیہ یہ ہیں:

اَلَا، غَيْرُ، سِوَا، حَاشَا، خَلَا، عَدَا، مَا خَلَا، مَا عَدَا، لَيْسَ، لَا يَكُونُ.

مستثنیٰ کی اقسام

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: (۱) مستثنیٰ متصل (۲) مستثنیٰ منقطع۔

(الف) مستثنیٰ متصل کی تعریف:

وہ مستثنیٰ جسے اَلَا وغیرہ کے ذریعہ متعدد افراد کے حکم سے خارج کیا

۱..... خیال رہے کہ مستثنیٰ کی بحث ”نحو میر“ میں نہ تھی، طلباء کے فائدہ کے لیے اس کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۲..... مستثنیٰ: وہ اسم ہے جو اَلَا اور اس جیسے دیگر الفاظ کے بعد واقع ہو، تاکہ معلوم ہو کہ جو حکم ما قبل کی طرف منسوب ہے وہ اس کی طرف منسوب نہیں ہے۔ (ف) حرف استثناء کے ما قبل کو ”مستثنیٰ منہ“ اور ما بعد کو ”مستثنیٰ“ کہتے ہیں۔

۳..... قولہ: وہ لفظ ہے الح یہاں لفظ سے مراد اسم ہے؛ کیونکہ مستثنیٰ ہونا اسم کا خاصہ ہے۔ اسی طرح مستثنیٰ منہ ہونا بھی اسم ہی کا خاصہ ہے، فعل اور حرف نہ مستثنیٰ ہوتے ہیں نہ مستثنیٰ منہ۔

گیا ہو۔ مثلاً: جَاءَ نِي الْقَوْمِ إِلَّا زَيْدًا^(۱)۔ اس میں زَيْدًا کو جو قوم میں داخل ہے اِلا کے ذریعہ حکم محبت سے خارج کر دیا گیا ہے۔
(ب)..... مستثنیٰ منقطع کی تعریف^(۲):

وہ مستثنیٰ جو اِلا وغیرہ کے بعد مذکور ہو مگر متعدد کے حکم سے خارج نہ کیا گیا ہو کیونکہ وہ متعدد میں داخل ہی نہیں ہے۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمِ إِلَّا حِمَارًا^(۳)۔ کہ گدھا قوم میں داخل نہیں۔

مستثنیٰ کا اعراب^(۴)

مستثنیٰ کے اعراب کی چار قسمیں ہیں:

①..... جَاءَ نِي الْقَوْمِ إِلَّا زَيْدًا۔ زید چونکہ قوم کا ایک فرد ہے لہذا جب قوم کی طرف محبت کی نسبت کی گئی تو زید کی طرف بھی اس کی نسبت ہوگئی لیکن اِلا زَيْدًا کہہ کر اسے حکم محبت سے خارج کر دیا گیا معنی یہ ہوگا: ”میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا“۔
فائدہ: مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: (۱) مستثنیٰ متصل: وہ اسم جسے اِلا وغیرہ کے ذریعہ متعدد سے خارج کر دیا جائے۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمِ إِلَّا زَيْدًا میں زید قوم کا ایک فرد ہے لیکن حکم آمد میں اسے قوم سے خارج کر دیا گیا ہے۔

②..... (۲) مستثنیٰ منقطع: وہ اسم جسے اِلا وغیرہ کے ذریعہ متعدد سے نکالا نہ گیا ہو بلکہ وہ پہلے ہی سے خارج ہو۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمِ إِلَّا حِمَارًا میں حِمَارًا کو قوم سے خارج نہیں کیا گیا؛ کیونکہ وہ پہلے ہی سے خارج ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر مستثنیٰ، قبل از استثناء مستثنیٰ منہ میں داخل ہو تو اسے ”مستثنیٰ متصل“ اور داخل نہ ہو تو اسے ”مستثنیٰ منقطع“ کہتے ہیں۔

③..... جَاءَ نِي الْقَوْمِ إِلَّا حِمَارًا۔ میں چونکہ حِمَارًا کو فرد ہی نہیں اس لیے حکم محبت میں وہ داخل ہی نہیں تھا اس کے باوجود اس کا استثناء کیا گیا ہے لہذا یہ مستثنیٰ منقطع کہلائے گا۔

④..... مستثنیٰ کبھی منصوب ہوتا ہے، کبھی اسے نصب دینا اور عامل کے مطابق اعراب دینا دونوں جائز ہوتا ہے، کبھی اسے صرف عامل کے مطابق اعراب دیا جاتا ہے اور کبھی اس پر جر آتی ہے۔ اس

(۱)..... درج ذیل صورتوں میں مستثنیٰ منصوب ہوگا (۱):

- (الف) جب مستثنیٰ کلام موجب میں اِلَّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمِ اِلَّا زَيْدًا. (کلام موجب وہ کلام جس میں نفی، نہی یا استفہام نہ ہو۔)
- (ب) جب مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ پر مقدم کر دیا جائے اگرچہ کلام غیر موجب ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نِي اِلَّا زَيْدًا اَحَدًا.
- (ج) جب مستثنیٰ منقطع ہو (۲)۔
- (د) جب مستثنیٰ مَا اَخْلَا، مَا عَدَا، لَيْسَ، يَا لَا يَكُونُ کے بعد واقع ہو (۳)۔
- (ه) اکثر علماء کے نزدیک جب مستثنیٰ اَخْلَا اور عَدَا کے بعد واقع ہو۔

کی تفصیل عنقریب آرہی ہے۔

۱..... مستثنیٰ کی پہلی قسم جسے نصب دینا واجب ہے۔ اس کی چار صورتیں ہیں: (۱) مستثنیٰ اِلَّا کے بعد واقع ہو اور کلام موجب ہو۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمِ اِلَّا زَيْدًا (میرے پاس قوم آئی مگر زید نہ آیا) (ف) کلام موجب وہ کلام جس میں نفی، نہی اور استفہام موجود نہ ہو، اگر ان میں سے کوئی چیز موجود ہو تو کلام غیر موجب کہلائے گا۔ (۲) کلام غیر موجب ہو اور مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے مقدم ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نِي اِلَّا زَيْدًا اَحَدًا (میرے پاس زید کے علاوہ کوئی نہیں آیا) (۳) مستثنیٰ منقطع ہو۔ خواہ کلام موجب ہو یا غیر موجب۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمِ اِلَّا حِمَارًا، مَا جَاءَ نِي الْقَوْمِ اِلَّا حِمَارًا. (۴) مستثنیٰ مَا اَخْلَا، مَا عَدَا، لَيْسَ یا لَا يَكُونُ کے بعد واقع ہو۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمِ مَا اَخْلَا زَيْدًا. (ف) اگر مستثنیٰ اَخْلَا یا عَدَا کے بعد واقع ہو تو اکثر نحو یوں کے نزدیک منصوب ہوگا اور بعض نحاۃ ان حروف کو استثناء کے وقت بھی حروف جر قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک مستثنیٰ مجرور ہوگا۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمِ مَا اَخْلَا زَيْدًا یا زَيْدًا.

۲..... خواہ کلام موجب ہو یا غیر موجب۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمِ اِلَّا حِمَارًا، مَا جَاءَ نِي الْقَوْمِ اِلَّا حِمَارًا.

۳..... جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمِ مَا اَخْلَا زَيْدًا وَمَا عَدَا زَيْدًا.

جیسے: جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ خَلَا زَيْدًا وَعَدَا زَيْدًا.

(و) بعض نجات کے نزدیک جب مستثنیٰ حاشا کے بعد واقع ہو۔ جیسے:

شَتَمَنِي الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدًا^(۱).

(۲)..... درج ذیل صورت میں مستثنیٰ کو منصوب پڑھنا اور ما قبل سے بدل بنانا دونوں جائز ہیں^(۲):

جب مستثنیٰ کلام غیر موجب میں اِلَّا کے بعد آئے اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور

ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نَبِيُّ أَحَدٍ إِلَّا زَيْدًا أَوْ زَيْدًا^(۳).

(۳)..... درج ذیل صورت میں مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا^(۴):

جب مستثنیٰ مفرغ ہو۔ یعنی مستثنیٰ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع

ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نَبِيُّ إِلَّا زَيْدًا، مَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا،

۱..... (ترجمہ: قوم نے مجھے گالیاں دیں سوائے زید کے) اس صورت میں مستثنیٰ کو منصوب پڑھنا صرف جائز ہے۔

۲..... مستثنیٰ کی دوسری قسم جسے دو طرح پڑھ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں اِلَّا

کے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نَبِيُّ أَحَدٍ إِلَّا زَيْدًا. اس میں مستثنیٰ کو استثناء

کی بنا پر منصوب بھی پڑھ سکتے ہیں اور بدل ہونے کے سبب ما قبل کے مطابق مرفوع بھی پڑھ سکتے

ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے: ﴿مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ﴾ اس میں فَعَلُوا کی واو ضمیر مرفوع متصل ہے،

قَلِيلٌ اس سے بدل ہونے کے سبب مرفوع ہے استثناء کی بنا پر قَلِيلًا بھی پڑھ سکتے ہیں۔

۳..... اس میں نصب تو استثناء کی بناء پر ہوگا اور رفع ما قبل سے بدل ہونے کی وجہ سے۔

۴..... مستثنیٰ کی تیسری قسم جسے عامل کے مطابق اعراب دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مستثنیٰ کلام

غیر موجب میں اِلَّا کے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ کلام میں مذکور نہ ہو۔ ایسے مستثنیٰ کو ”مستثنیٰ مفرغ“

کہتے ہیں۔ جیسے: مَا جَاءَ نَبِيُّ إِلَّا زَيْدًا. یہ یوں ہے: مَا جَاءَ نَبِيُّ أَحَدٍ إِلَّا زَيْدًا. أَحَدٌ کو حذف کیا

اور جَاءَ جو أَحَدٌ میں عامل تھا اب وہ زَيْدٌ میں عامل ہو گیا لہذا زَيْدٌ عامل ہونے کی بنا پر مرفوع

ہے۔ اگر عامل نصب کا تقاضا کرے تو مستثنیٰ منصوب ہوگا۔ جیسے: مَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا. اگر عامل جر

مَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ.

(۳)..... درج ذیل صورتوں میں مستثنیٰ مجرور ہوگا^(۱):

(الف) جب مستثنیٰ لفظ غَيْرُ، سِوَى اور سِوَاءَ کے بعد واقع

ہو۔ جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ غَيْرَ زَيْدٍ^(۲) و سِوَى زَيْدٍ و سِوَاءَ زَيْدٍ.

(ب) اکثر نجات کے نزدیک جب مستثنیٰ لفظ حَاشَا کے بعد واقع ہو^(۳)۔

خیال رہے کہ لفظ غَيْرُ کا اعراب اُس مستثنیٰ کے اعراب کی طرح

ہوتا ہے جو اَلَا کے بعد واقع ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ غَيْرَ زَيْدٍ

و غَيْرَ حِمَارٍ^(۴)،

دینے والا ہو تو مجرور ہوگا۔ جیسے: مَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ۔ (ف) جب مستثنیٰ منہ کو حذف کیا گیا تو گویا عامل کو مستثنیٰ میں عمل کرنے کے لیے فارغ کر دیا گیا اس لحاظ سے اسے ”مستثنیٰ مفرغ لہ“ کہنا چاہیے یعنی وہ مستثنیٰ جس کے لیے عامل کو مستثنیٰ منہ میں عمل کرنے سے فارغ کر دیا گیا، لیکن اختصار کے لیے اسے صرف ”مستثنیٰ مفرغ“ کہہ دیتے ہیں۔

①..... مستثنیٰ کی چوتھی قسم جسے صرف جر دیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مستثنیٰ لفظ غَيْرُ، سِوَى اور سِوَاءَ کے بعد واقع ہو۔ اس صورت میں مستثنیٰ مضاف الیہ ہونے کے سبب مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ غَيْرَ زَيْدٍ۔ (ف) حَاشَا کے بعد بھی اکثر نحو یوں کے نزدیک مستثنیٰ مجرور ہوگا؛ کیونکہ ان کے نزدیک یہ حرف جار ہے۔ اور بعض نجات اسے استثناء کے وقت فعل قرار دیتے ہیں لہذا اس کے بعد مستثنیٰ کو مفعولیت کی بناء پر منصوب پڑھتے ہیں۔ (ف) بعض اوقات حَاشَا بہ طور اسم استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: حَاشَا لِلَّهِ۔ اس وقت تنزیہ کے معنی میں ہوگا۔

②..... قولہ: جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ غَيْرَ زَيْدٍ اس میں لفظ غَيْرُ منصوب ہوگا کیونکہ اس میں مستثنیٰ متصل ہے اور کلام موجب ہے اور ایسی صورت میں مستثنیٰ بِالَا ہمیشہ منصوب ہوتا ہے لہذا لفظ غَيْرُ منصوب ہوگا۔

③..... جیسے: ضَرَبَنِي الْقَوْمِ حَاشَا زَيْدٍ.

④..... قولہ: غَيْرَ حِمَارٍ یعنی جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ غَيْرَ حِمَارٍ۔ اس میں بھی لفظ غَيْرُ منصوب ہے؛ کیونکہ مستثنیٰ منقطع ہے جو ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔

مَا جَاءَ نِيْ غَيْرِ زَيْدِ الْقَوْمِ^(۱)، مَا جَاءَ نِيْ أَحَدٌ غَيْرِ زَيْدٍ^(۲)، مَا جَاءَ نِيْ غَيْرِ زَيْدٍ^(۳)، مَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ، مَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ۔
 نیز معلوم ہونا چاہیے کہ لفظ غَيْرِ صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن بعض اوقات استثناء کے لیے بھی آتا ہے^(۴) جیسا کہ لفظ اِلَّا استثناء کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن بعض اوقات صفت میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ رب العزت جل مجدہ کا ارشاد ہے: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ

①..... مَا جَاءَ نِيْ غَيْرِ زَيْدِ الْقَوْمِ۔ یہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں واقع ہے اور مستثنیٰ منہ پر مقدم ہے لہذا اس میں بھی میں لفظ غَيْرِ منصوب ہوگا۔

②..... مَا جَاءَ نِيْ أَحَدٌ غَيْرِ زَيْدٍ۔ یہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں واقع ہے، مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہے۔ ایسی صورت میں چونکہ مستثنیٰ بالا کو بوجہ استثناء منصوب اور بوجہ بدل مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں لہذا اس میں لفظ غَيْرِ کو بھی منصوب یا مرفوع دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔

③..... مَا جَاءَ نِيْ غَيْرِ زَيْدٍ یہ مستثنیٰ مفرغ ہے اور ایسی صورت میں چونکہ مستثناء بِإِلَّا کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے لہذا لفظ غَيْرِ کا اعراب بھی عامل کے مطابق ہوگا، اس مثال میں چونکہ عامل رافع ہے اس لیے لفظ غَيْرِ مرفوع ہے۔ مَا رَأَيْتُ غَيْرِ زَيْدٍ اس میں لفظ غَيْرِ منصوب ہے۔ مَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ۔ اس میں لفظ غَيْرِ مجرور ہے۔ (ف) غَيْرِ جب صفت ہو تو یہ واحد جمع، مذکر اور مؤنث سب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَمْوَآتُ غَيْرِ أَحْيَاءٍ﴾ یہ غیر جمع اور مؤنث کی صفت ہے۔ البشیر ملخصاً۔

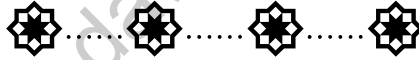
④..... بعض اوقات اِلَّا بمعنی غَيْرِ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ (اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے مغاير آلہۃ ہوتے تو وہ دونوں تباہ ہو جاتے۔) اس جگہ اِلَّا صفتی ہے بمعنی غَيْرِ، استثناء کے لیے نہیں ہے؛ کیونکہ آلہۃ جمع نکرہ ہے جس کی دلالت کسی معین تعداد پر نہیں لہذا یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ ان آلہۃ میں داخل ہے جس کی بناء پر اسے استثناء متصل قرار دیا جاسکے اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ خارج ہے جس کی بناء پر اسے استثناء منقطع قرار دیا جاسکے لہذا لازماً یہاں اِلَّا کو صفتی قرار دینا پڑے گا۔

لَفَسَدَتَا ﴿ یعنی غَيْرُ اللَّهِ. اور اسی طرح لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں (۱)۔
تَمَّت



سوالات

- سوال ۱: مستثنیٰ اور اس کی اقسام کی تعریفات امثلہ کے ساتھ بیان کریں۔
سوال ۲: حروف استثناء کتنے اور کون کون سے ہیں؟
سوال ۳: اعراب مستثنیٰ کی چار قسموں کی وضاحت مثالوں کے ذریعے کریں۔



۱..... خیال رہے کہ جس صاحب نے ”نحو میر“ پر بحث استثناء کا اضافہ کیا ہے ان کا یہ تسامح ہے کہ کلمہ طیبہ میں اِلَّا کو صفتی قرار دے دیا، اور صرف ان کا ہی نہیں کئی دوسرے مصنفین سے بھی یہ تسامح صادر ہو چکا ہے؛ اس لیے کہ کلمہ طیبہ میں اِلَّا صفتی نہیں بلکہ استثناء کے لیے ہے؛ کیونکہ کلمہ طیبہ بالاتفاق کلمہ توحید ہے جس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے وجود کا بیان اور دوسرے خداؤں کے وجود کی نفی، اور یہ اسی وقت ہوگا جب اِلَّا استثناء کے لیے ہو، تا کہ ماقبل کی نفی اور مابعد کا اثبات ہو۔ اور اگر اِلَّا صفتی ہو۔ اور غَيْرَ کے معنی میں ہو تو کلمہ شریفہ کا معنی یہ ہوگا کہ کوئی خدا، اللہ تعالیٰ کے مغایر نہیں ہے، حالانکہ مقصد دوسرے سچے خداؤں کے ذات باری تعالیٰ کے مغایر ہونے کی نفی نہیں بلکہ ان کے وجود کی نفی اور اللہ تعالیٰ کے وجود کا بیان مقصود ہے۔ ”البشیر“، ملخصاً۔

100 عوامل

2 معنوی

98 لفظی

ابتداء

مبتداء اور
خبر کا عوامل
لفظیہ سے خالی
ہونا

فعل مضارع
کا حروف
ناصبہ و جازمہ
سے خالی ہونا

7 قیاسی

- (۱)..... فعل مطلق، چاہے لازم ہو یا متعری، ماضی ہو یا مضارع، امر ہو یا نہی۔
- (۲)..... مصدر۔
- (۳)..... اسم فاعل۔
- (۴)..... اسم مفعول۔
- (۵)..... صفت مشبہ۔
- (۶)..... اسم مضاف۔
- (۷)..... اسم تام۔

91 سماعی

- (۱) حروف جارہ: باء، تاء، کاف، لام، واو، منذ، مذ، خلا، رُب، حاشا، مِن، عدا، فی، عن، علی، حتی، الی،
- (۲) حروف مشبہ بالفعل: اِن، اُن، کَانَ، لکن، لیت، لعل۔
- (۳) ”ما“ و ”یا“ المشبہتان بلیس۔
- (۴) صرف اسماء و نصب دینے والے حروف: واو بمعنی مع، اِلا، یا، اَی، ہیا، اَی، ہمزہ مفتوحہ۔
- (۵) نواصب فعل مضارع: اُن، لَن، کَی، اِذَن۔
- (۶) فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف: لَم، لَمَّا، لام امر، لاء نہی، اِن شرطیہ۔
- (۷) فعل مضارع کو جزم دینے والے اسماء: مِن، ما، اَی، مَتی، اَیْنما، اُنّی، مہما، حیثما، اِذما۔
- (۸) اسماء کمرات کو نصب دینے والے اسماء: عقود (دہائیاں جیسے عشر، عشرون وغیرہ)، کم، کاین، کذا۔
- (۹) اسماء افعال: روید، بلہ، حیہل، علیک، دونک، ہا، ہیہات، شتان، سرعان۔
- (۱۰) افعال ناقصہ: کان، صار، ظل، بات، أصبح، اضحی، أمسی، مازال، مانفک، مابرح، مافتی، مادام، لیس۔
- (۱۱) افعال مقاریبہ: عسی، کاد، کرب، اوشک۔
- (۱۲) افعال مدح و ذم: نعم، بنس، حبذا، ساء۔
- (۱۳) افعال قلوب: حسبت، ظننت، خلت، علمت، رأیت، وجدت، زعمت۔

..... نمبر وار 100 عوامل*

۱	باء	۲	تاء	۳	کاف	۴	لام	۵	واو	۶	منذ	۷	مذ	۸	خلا	۹	رب
۱۰	حاشا	۱۱	من	۱۲	عدا	۱۳	فی	۱۴	عن	۱۵	علی	۱۶	حتی	۱۷	الی	۱۸	اِن
۱۹	اُن	۲۰	کَانَ	۲۱	لکن	۲۲	لیت	۲۳	لعل	۲۴	ما	۲۵	لا	۲۶	واو	۲۷	اِلا
۲۸	یا	۲۹	اَیَا	۳۰	ہیا	۳۱	اَی	۳۲	ہمزہ	۳۳	اُن	۳۴	لَن	۳۵	کَی	۳۶	اِذَن
۳۷	لَم	۳۸	لَمَّا	۳۹	لام امر	۴۰	لاء نہی	۴۱	اِن شرطیہ	۴۲	مِن	۴۳	ما	۴۴	اَی	۴۵	مَتی
۴۶	اَیْنما	۴۷	اُنّی	۴۸	مہما	۴۹	حیثما	۵۰	اِذما	۵۱	عقود	۵۲	کَم	۵۳	کَاین	۵۴	کَذا
۵۵	روید	۵۶	بلہ	۵۷	حیہل	۵۸	علیک	۵۹	دونک	۶۰	ہا	۶۱	کان	۶۲	صار	۶۳	ظل
۶۴	بات	۶۵	اَصْبَح	۶۶	اَضْحی	۶۷	اَمْسی	۶۸	مازال	۶۹	مانفک	۷۰	مابرح	۷۱	مافتی	۷۲	مادام
۷۳	لیس	۷۴	عسی	۷۵	کاد	۷۶	کرب	۷۷	اوشک	۷۸	نعم	۷۹	بنس	۸۰	حبذا	۸۱	ساء
۸۲	حسبت	۸۳	ظننت	۸۴	علمت	۸۵	رأیت	۸۶	وجدت	۸۷	زعمت	۸۸	خلت	۸۹	ہیہات	۹۰	شتان
۹۱	سرعان	۹۲	فعل مطلق	۹۳	مصدر	۹۴	اسم فاعل	۹۵	اسم مفعول	۹۶	صفت مشبہ	۹۷	اسم مضاف	۹۸	اسم تام	-	☆
۹۹	مبتداء اور خبر کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا۔																
		فعل مضارع کا حروف ناصبہ و جازمہ سے خالی ہونا۔															
		۱۰۰															

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعريفاتِ نحویہ.....

جو نحو میر پڑھنے والے طلبہ کو ازبر ہونی چاہئیں

(1)..... مصنفِ نحو میر:

میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام علی اور والد ماجد کا نام محمد ہے۔ آپ خاندان سادات سے ہیں۔ ۱۲۸ھ میں بمقام جرجان پیدا ہوئے، جو مملکت خوارزم کا ایک شہر یا استرآباد یا شیراز کا ایک قصبہ ہے۔ ۶ ربیع الاول ۸۱۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف شیراز میں ہے۔ شرح مواقف، میر قطبی، شرح مطالع، شرح کافیہ، صغریٰ، کبریٰ، نحو میر، اور صرف میر وغیرہ کتب آپ کی تصانیف ہیں۔

(2)..... نحو:

وہ علم جس سے اسم، فعل، اور حرف کے اعرابی اور بنائی حالات معلوم ہوں اور کلمات کو ایک دوسرے کے ساتھ مرکب کرنے کا طریقہ پتا چلے۔

(3)..... نحو کا فائدہ:

عربی کلام میں لفظی غلطی کرنے سے محفوظ رہنا۔

(4)..... نحو کا موضوع:

کلمہ اور کلام؛ کیونکہ نحو میں انہی دونوں کے احوال بیان کیے جاتے ہیں۔

(5)..... اشتقاق:

ایک لفظ سے دوسرا لفظ بنانا۔

(6)..... لفظ:

وہ آواز جو زبان کے مخارج حروف پر اعتماد کے سبب پیدا ہو، انسان کی بولی۔

(7)..... کلمہ:

بامعنی لفظ مفرد۔

(8)..... لفظ مفرد:

ایک لفظ جو ایک معنی پر دلالت کرے اسے ”کلمہ“ بھی کہتے ہیں۔ جیسے: قرآن۔

(9)..... لفظ مرکب:

وہ لفظ جو دو یا دو سے زیادہ کلمات سے حاصل ہو۔ جیسے: رسول اللہ۔

(10)..... اسم:

وہ کلمہ جو تنہا اپنا معنی بیان کرے اور تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت نہ

کرے۔ تین زمانے یہ ہیں: (۱) ماضی (۲) حال (۳) استقبال۔ مثال: محمد، مدینہ۔

(11)..... فعل:

وہ کلمہ جو تنہا اپنا معنی بیان کرے اور تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت

کرے۔ جیسے: ضَرَبَ اس نے گزشتہ زمانے میں مارا۔

(12)..... حرف:

وہ کلمہ جو کسی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر اپنا معنی نہ بتا سکے۔ جیسے: فِی۔ کہا جائے گا:

جَلَسْتُ فِي الْمَسْجِدِ میں مسجد میں بیٹھا۔

(13)..... ماضی:

وہ فعل جو گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرے۔ جیسے: قَالَ۔

(14)..... حال:

وہ فعل جو موجودہ زمانے پر دلالت کرے جیسے: أَقُولُ۔

(15)..... مستقبل:

وہ فعل جو آنے والے زمانے پر دلالت کرے۔ جیسے: قُلُ۔

(16)..... مرکب مفید:

وہ مرکب جس سے سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ اسے ”مرکب تام“،

”جملہ“ اور ”کلام“ بھی کہتے ہیں۔ جیسے: نَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ اور أُسْجِدُوا۔

(17)..... **مركب غير مفيد:**

وہ مركب جس کے سننے والے کو خبر یا طلب معلوم نہ ہو۔ اسے ”مركب ناقص“ اور ”مركب غير تام“ بھی کہتے ہیں۔ جیسے: خَلِيفَةُ الرَّسُولِ، الْغَوْثُ الْأَعْظَمُ.

(18)..... **جمله خبریہ:**

وہ جمله جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ جیسے: حَمْدَ زَيْدٍ.

(19)..... **جمله انشائیہ:**

وہ جمله جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں۔ جیسے: مَنْ رَبُّكَ.

(20)..... **جمله اسمیة:**

وہ جمله جس کا پہلا جزء اسم ہو۔ جیسے: اللَّهُ رَبُّنَا.

(21)..... **جمله فعلیہ:**

وہ جمله جس کا پہلا جزء فعل ہو۔ جیسے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(22)..... **اسناد:**

ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف اس طرح منسوب کرنا کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ اسناد کو ”حکم“ بھی کہتے ہیں۔

(23)..... **مسند الیہ:**

وہ ہے جس کی طرف کسی چیز کو اس طرح منسوب کریں کہ سننے والے کو خبر یا طلب حاصل ہو۔

(24)..... **مسند:**

وہ ہے جسے کسی چیز کی طرف اس طرح منسوب کریں کہ سننے والے کو خبر یا طلب حاصل ہو۔

(25)..... **محكوم علیہ:**

جس پر حکم لگایا جائے۔

(26)..... محکوم بہ:

جس کے ساتھ کسی شے پر حکم لگایا جائے۔ اَللّٰهُ قَدِيْرٌ میں اسم جلالت مسند الیہ اور محکوم علیہ ہے، قَدِيْرٌ مسند اور محکوم بہ ہے اور اسم جلالت کی طرف قَدِيْرٌ کی نسبت کرنا اسناد ہے۔

(27)..... امر:

وہ فعل ہے جس کے ذریعے فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے۔ جیسے: اُخْرِجْ تُوْنُکُل۔

(28)..... نہی:

وہ فعل ہے جس کے ذریعے ترک فعل کا مطالبہ کیا جائے۔ جیسے: لَا تَخَفْ تُوْنُ دُر۔

(29)..... استفہام:

لغت میں طلب افہام کو کہتے ہیں۔ اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جو طلب خبر پر دلالت کرے۔ جیسے: مَنْ نَبِيْکَ (تیرا نبی کون ہے؟)۔

(30)..... تمنی:

لغت میں آرزو کرنے کو کہتے ہیں۔ اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جو کسی شے کی آرزو پر دلالت کرے۔ جیسے: يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَا بًا (کافر کہے گا) اے کاش! میں مٹی ہو جاتا۔

(31)..... ترجی:

کسی ایسی چیز کے حصول کی توقع کرنا جس کے حصول کا وثوق نہ ہو۔ اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جو کسی شے کی توقع پر دلالت کرے۔ جیسے: فرعون نے کہا: لَعَلِّيْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ شَآئِدْ کہ میں اسباب تک پہنچ جاؤں۔

(32)..... عقود:

عقد کی جمع، وہ جملہ انشائیہ جو کسی معاملہ کے طے کرتے وقت بولا جائے۔ جیسے

ایک شخص کہے: اُنْكَ حُتُّكَ اِبْنَتِي (میں نے اپنی لڑکی تیرے نکاح میں دی
(ایجاب) دوسرا شخص کہے: قَبِلْتُ میں نے قبول کی (قبول)۔
(33)..... **نداء:**

پکارنا، اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جس سے کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا
مقصود ہو۔ جیسے: يَا اَللّٰهُ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔
(34)..... **عرض:**

نرمی کے ساتھ کوئی چیز طلب کرنا، مراد وہ جملہ ہے جس سے کوئی چیز نرمی کے
ساتھ طلب کی جائے۔ جیسے: اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ . (کیا تم یہ پسند نہیں
کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔
(35)..... **قسم:**

کسی عظمت والی چیز کا ذکر کر کے بات پختہ کرنا۔ جیسے ارشاد باری ہے: ﴿لَعَمْرُكَ
اِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ اے حبیب! تیری زندگی کی قسم بے شک کافر اپنے نشے
میں بھٹک رہے ہیں۔ قسم کے بعد واقع ہونے والا جملہ ”جواب قسم“ کہلائے گا۔
(36)..... **تعجب:**

وہ کیفیت جو کسی مخفی سبب والی چیز کے جاننے سے نفس میں پیدا ہوتی ہے، مراد وہ
جملہ ہے جو اس معنی کے انشاء پر دلالت کرے۔ جیسے: مَا اَحْسَنَهُ (وہ کتنا حسین ہے)
(37)..... **اضافت:**

حرف جر مقدر کے واسطے سے ایک اسم کی دوسرے اسم کی طرف نسبت کرنا۔
(38)..... **مضاف:**

وہ اسم جس کی مذکورہ بالا نسبت دوسرے اسم کی طرف کی جائے۔
(39)..... **مضاف الیہ:**

جس کی طرف مذکورہ بالا نسبت کی گئی ہو۔ جیسے: عَبَدُ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کا بندہ) عبد

مضاف، اسم جلالۃ مضاف الیہ، عبد کی اسم جلالۃ کی طرف نسبت کرنا اضافت ہے۔
(نوٹ) مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے، مضاف پر مضاف ہونے کے سبب کوئی
اعراب نہیں آتا، جیسا عامل ویسا اعراب۔

(40)..... مرکب اضافی:

وہ مرکب جو مضاف اور مضاف الیہ پر مشتمل ہو۔

(41)..... مرکب بنائی:

وہ مرکب ہے کہ دو اسموں کو ایک بنایا گیا ہو اور دوسرا جزء حرف کو متضمن ہو۔
جیسے: أَحَدٌ عَشَرَ کہ اصل میں أَحَدٌ وَعَشَرَ تھا دوسرا اسم واو پر مشتمل ہے۔ اسی
طرح تِسْعَ عَشَرَ تک۔

(42)..... مرکب منع صرف:

وہ مرکب کہ دو اسموں کو ایک بنایا گیا ہو اور دوسرا اسم حرف کو متضمن نہ
ہو۔ جیسے: بَعْلَبُکُ، بَعْلُ اَیْکُ بت تھا حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اس کی
عبادت کرتی تھی، بَکُ اس بت کے پجاری بادشاہ کا نام تھا، دونوں کو ملا کر ایک
شہر کا نام رکھ دیا گیا۔

(43)..... معرب:

وہ اسم جو ترکیب میں واقع ہو، یعنی اپنے عامل کے ساتھ پایا جائے اور مبنی الاصل
کے مشابہ نہ ہو۔ جیسے: جَاءَ نَبِیُّ زَیْدٌ میں زید. معرب کا حکم یہ ہے کہ اس پر مختلف عمل
والے عاملوں کے آنے سے اس کا آخر بدل جائے گا۔

(44)..... مبنی:

وہ اسم جو مبنی الاصل کے ساتھ مناسبت رکھے، یا عامل کے بغیر پایا جائے۔
جیسے: جَاءَ نَبِیُّ هُوَلَاءِ میں هُوَلَاءِ. اسی طرح زَیْدٌ، عَمْرُو، بَکْرٌ وغیرہ جو
عامل کے ساتھ نہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ عوامل کے بدلنے سے اس کا آخر نہیں

بدلے گا۔

(45)..... مبنی الاصل:

وہ لفظ جو بنی ہونے میں اصل ہے۔ دوسرا کوئی مبنی ہوگا تو ان کی مناسبت کی بناء پر، مبنی الاصل تین ہیں: (۱) تمام حروف (۲) فعل ماضی (۳) فعل امر۔

(46)..... اعراب:

وہ علامت (حرف، حرکت یا جزم) جس کے ذریعے معرب کا آخر تبدیل ہو، رفع، نصب، جر، واو، الف، یاء اور جزم۔

(47)..... اسم متمکن:

وہ اسم جو مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔ چونکہ قابل اعراب ہے اس لیے ”اسم متمکن“ کہلاتا ہے۔

(48)..... اسم غیر متمکن:

وہ اسم جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔ غیر متمکن اس لیے کہلاتا ہے کہ اعراب کو جگہ نہیں دیتا۔ جیسے: هُوَ اور هَذَا۔

(49)..... مظهر:

وہ اسم جو ضمیر نہ ہو۔

(50)..... ضمیر:

وہ اسم جو متکلم، مخاطب یا غائب مذکور کے لیے موضوع ہو۔ جیسے: اَنَا، اَنْتَ، اور هُوَ۔

(51)..... ضمیر مرفوع:

وہ ضمیر جو محل رفع میں واقع ہو۔ مثلاً فاعل یا مبتدا ہو، اس کی جگہ کوئی معرب ہوتا تو مرفوع ہوتا۔ جیسے: ضَرَبْتُ میں تاء اور هُوَ قائم میں هُوَ۔

(52)..... ضمیر منصوب:

وہ ضمیر جو محل نصب میں واقع ہو۔ مثلاً مفعول بہ، اسمِ اِنْ یا خبرِ کَانَ ہو۔ جیسے: ضَرَبْتُهٗ، اِنَّهٗ میں هٗ۔

(53)..... ضمير مجرور:

وہ ضمیر جو محل جر میں واقع ہو، یعنی مضاف الیہ ہو یا مجرور جار۔ جیسے: غلامہ اور لہ میں ہ۔

(54)..... ضمير متصل:

وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور اس سے مقدم نہ ہو سکے۔ جیسے: ضَرَبْتُ، سَمِعْتُ اور لہ۔

(55)..... ضمير منفصل:

وہ ضمیر جو اپنے عامل سے جدا ہو اور اس پر مقدم ہو سکے۔ جیسے: هُوَ اور اَيَّاهُ، سورہ فاتحہ میں ہے: ﴿اَيَّاكَ نَعْبُدُ﴾۔

(56)..... ضمير بارز:

وہ ضمیر جو پڑھنے میں آئے۔ جیسے: قُلْتُ میں تاء ضمیر۔

(57)..... ضمير مستتر:

وہ ضمیر جو پڑھنے میں نہ آئے، بلکہ سمجھی جائے۔ جیسے: اِضْرِبْ میں مخاطب کی ضمیر سمجھی جاتی ہے اور اسے اَنْتَ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(58)..... ضمير جائز الاستتار:

وہ پوشیدہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل بن سکے۔ جیسے: زِيدَ ضَرْبِ، فعل میں پوشیدہ ضمیر فاعل ہے۔ اگر ضَرْبِ زَيْدٌ کہا جائے تو زَيْدٌ فاعل بن جائے گا۔

(59)..... ضمير واجب الاستتار:

وہ پوشیدہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل نہ بن سکے۔ جیسے: اُضْرِبْ اس میں ضمیر متکلم فاعل ہے۔ اگر اُضْرِبْ اَنَا کہا جائے تو اَنَا تاکید ہے نہ کہ فاعل۔

(60)..... اسم اشارہ:

وہ اسم ہے جو آنکھوں دیکھی چیز کی طرف کسی عضو سے اشارہ کرنے کے لیے

استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: هَذَا، هَذِهِ وغیرہ۔

(61)..... اسم موصول:

وہ اسم ہے جو اس وقت تک جملے کا جزء تام نہیں بنتا جب تک اس کے ساتھ ایک جملہ نہ ملایا جائے، وہ جملہ اُس اسم کی ضمیر پر مشتمل ہوتا ہے اور ”صلہ“ کہلاتا ہے۔ جیسے: الَّذِي، الَّتِي وغیرہ۔

(62)..... اسم فعل:

وہ اسم ہے جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہو۔

(63)..... اسم صوت:

وہ لفظ جو کسی عارضے کے وقت انسان سے طبعی طور پر صادر ہو۔ جیسے: شدید کھانسی کے وقت أُحُّ أُحُّ۔ یا اس لفظ سے کسی حیوان کو آواز دی جائے۔ جیسے: اونٹ کو بٹھانے کے لیے نَخْ نَخْ یا نَحَّ کہا جاتا ہے۔ یا اس لفظ سے کسی آواز کی نقل مقصود ہو۔ جیسے: کوئے کی آواز کی نقل کے لیے کہا جاتا ہے: غَاقِ۔

(64)..... اسم ظرف:

وہ اسم ہے جو کسی زمانے یا مکان پر دلالت کرے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) جو کسی خاص فعل کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے۔ جیسے: مَضْرِبٌ مارنے کی جگہ یا وقت۔ (۲) جو مطلق زمان یا مکان پر دلالت کرے کسی فعل کی خصوصیت کا اعتبار نہ ہو۔ جیسے: اذْ زمان ماضی پر اور اذْ اذْ زمان مستقبل پر دلالت کرتا ہے۔ اسم غیر متمکن صرف دوسری قسم ہے۔

(65)..... اسم کنایہ:

وہ اسم جو کسی معین شے پر صراحت کے بغیر دلالت کرے۔ جیسے: كَمُ کتنے اور كَذَا اتنے۔

(66)..... معرفہ:

وہ اسم جو شے معین کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: هُوَ، هَذَا، زَيْدٌ وغیرہ۔

(67)..... **نکرہ:**

وہ اسم جو غیر معین شے کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے: رَجُلٌ، بَيَاضٌ.

(68)..... **مذکر:**

وہ اسم جس میں لفظ یا تقدیر تانیث کی علامت نہ پائی جائے۔ جیسے: رَجُلٌ.

(69)..... **مؤنث:**

وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت پائی جائے۔ علامتیں چار ہیں: (۱) تاء ملفوظہ۔ جیسے: طَلْحَةُ. (۲) تاء مقدرہ۔ جیسے: اَرْضٌ، اصل میں اَرْضَةٌ ہے۔ (۳) الف مقصورہ۔ جیسے: حُبْلَى حاملہ عورت۔ (۴) الف ممدودہ۔ جیسے: حَمْرَاءُ سرخ عورت۔

(70)..... **مؤنث حقیقی:**

وہ مؤنث جس کے مقابل جاندار نہ ہو۔ جیسے: اِمْرَأَةٌ کہ اس کے مقابل رجل ہے۔

(71)..... **مؤنث لفظی:**

وہ مؤنث جس کے مقابل جاندار نہ ہو۔ جیسے: ظُلْمَةٌ تاریکی۔

(72)..... **واحد:**

وہ اسم جو ایک فرد پر دلالت کرے۔ جیسے: مُؤْمِنٌ ایک ایمان والا۔

(73)..... **مثنی:**

وہ اسم جو دو فردوں پر اس لیے دلالت کرے کہ مفرد کے آخر میں الف یا یااء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لگایا گیا ہو۔ جیسے: مُؤْمِنَانِ دو ایمان والے۔

(74)..... **مجموع:**

وہ اسم جو دو سے زیادہ افراد پر اس لیے دلالت کرے کہ مفرد میں لفظی یا تقدیری تبدیلی کی گئی ہے۔ جیسے: رِجَالٌ اس کا مفرد رَجُلٌ ہے اور فُلُكٌ (کشتیاں) بروزن اُسْدٌ (اَسْدٌ کی جمع شیر) اس کا مفرد فُلُكٌ بروزن قُفْلٌ ہے۔

(75)..... جمع مکسر:

وہ جمع جس میں واحد کی بنا سالم نہ رہے۔ جیسے: رِجَالٌ، رَجُلٌ کی جمع۔

(76)..... جمع سالم:

وہ جمع جس میں واحد کی بنا سالم ہو۔ جیسے: مُسْلِمُونَ مُسْلِمَاتٌ، مُسْلِمٌ اور مُسْلِمَةٌ کی جمع۔

(77)..... جمع مذكر سالم:

وہ جمع جو مفرد کے آخر میں واو یا قبل مضموم یا یااء ما قبل مکسور اور نون مفتوح لگانے سے حاصل ہو۔ جیسے: مُسْلِمُونَ، مُسْلِمِينَ۔

(78)..... جمع مؤنث سالم:

وہ جمع جو مفرد کے آخر میں الف اور تاء لگانے سے حاصل ہو۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔

(79)..... جمع قلت:

وہ جمع جو دو سے زیادہ اور دس سے کم کے لیے استعمال ہو۔ اس کے چھ وزن ہیں:
(۱) أَفْعُلٌ۔ جیسے: اَكْلُبٌ جمع كَلْبٌ کتا (۲) اَفْعَالٌ۔ جیسے: اَقْوَالٌ جمع قَوْلٌ
بات (۳) اَفْعَلَةٌ۔ جیسے اَعْوَانَةٌ جمع عَوْنٌ درمیان عمر والا (۴) فِعْلَةٌ۔ جیسے: غِلْمَةٌ
جمع غُلَامٌ لڑکا، بندہ (۵) جمع مذکر سالم الف لام کے بغیر۔ جیسے: مُسْلِمُونَ (۶) جمع
مؤنث سالم بغیر الف لام کے۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔

(80)..... جمع کثرت:

وہ جمع جو دس اور اس سے زائد کے لیے استعمال ہو۔ مذکورہ بالا چھ اوزان کے علاوہ جمع کثرت کے وزن ہیں۔

(81)..... اعراب:

وہ حرف، حرکت یا جزم ہے جو معرب کے آخر میں عامل کی وجہ سے آئے۔ جیسے:
جَاءَ نِي زَيْدٌ وَأَخُوكَ لَمْ يَضْرِبْ۔

(82).....رفع:

فاعل ہونے کی علامت: ضمہ، الف، واؤ۔ جَاءَ نِي زَيْدٌ وَرَفِيقَانِ
وَمُسْلِمُونَ.

(83).....نصب:

مفعول ہونے کی علامت: فتح، کسرہ، الف، یاء۔ رَأَيْتُ عُمَرَ، وَمُسْلِمَاتٍ
وَأَخَاكَ وَمُسْلِمِينَ.

(84).....جر:

مضاف الیہ ہونے کی علامت: کسرہ، فتح، یاء۔ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَعُمَرَ وَمُسْلِمِينَ.

(85).....معنی مقتضی:

وہ معنی جو اعراب کو چاہے۔ جیسے فاعلیت رفع کو، مفعولیت نصب کو، اضافت جر کو
چاہتی ہے۔ مثلاً: جَاءَ نِي زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَعُلَامًا زَيْدٍ.

(86).....عامل:

وہ چیز جس کے سبب اعراب کو چاہنے والا معنی پیدا ہو۔ جیسے مذکورہ بالا مثالوں
میں جَاءَ کے سبب معنی فاعلیت اور رَأَيْتُ کے سبب معنی مفعولیت اور مضاف کے سبب
معنی اضافت پیدا ہوا۔

(87).....عامل لفظی:

وہ عامل جو پڑھنے میں آسکے۔ جیسے: مذکورہ بالا مثالیں۔

(88).....عامل معنوی:

وہ پڑھنے میں نہ آسکے، عقل سے معلوم ہو۔ جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ میں ابتداء عامل
ہے یعنی اسم کا لفظی عوامل سے خالی ہونا تا کہ مسند الیہ یا مسند ہو۔

(89).....مفرد:

(۱) جو مرکب نہ ہو۔ (۲) جو تثنیہ اور جمع نہ ہو۔ (۳) جو جملہ نہ ہو۔ (۴) جو

مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔ مشابہ مضاف: وہ اسم ہے جو مضاف نہ ہو لیکن کسی چیز سے اس طرح متعلق ہو کہ اس کے بغیر معنی مکمل نہ ہو۔ جیسے مضاف الیہ کے بغیر مضاف کا معنی مکمل نہیں ہوتا۔ مثلاً: يَاطَالِعَا جَبَلًا.

(90)..... **منصرف:**

وہ اسم جس میں منع صرف کے نوسبوں میں سے دو یا ایک قائم مقام دو کے نہ پایا جائے۔ حکم: اس پر کسرہ اور تنوین آسکے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ.

(91)..... **غیر منصرف:**

وہ اسم جس میں منع صرف کے نوسبوں میں سے دو یا ایک قائم مقام دو کے پایا جائے۔ حکم: اس پر کسرہ اور تنوین نہ آسکے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِعُمَرَ.

(92)..... **اسباب منع صرف:**

(۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) معرفہ (۵) عجمہ (۶) جمع (۷) ترکیب (۸) وزن فعل (۹) الف نون زائد تان۔

(93)..... **صحیح:**

نحویوں کی اصطلاح میں: وہ لفظ جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ، زَيْدٌ۔ صرفیوں کے نزدیک: وہ لفظ جس کے فاء عین اور لام کے مقابل حرف علت، ہمزہ یا دو حرف ایک جنس کے نہ پائے جائیں۔

(94)..... **جاری مجری صحیح:**

جس کے آخر میں حرف علت اور اس کا ما قبل ساکن ہو۔ جیسے: دَلُوْ، ظَبْيٌ.

(95)..... **اسم مقصور:**

وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جیسے: مُوسَى، الْعَصَا.

(96)..... **اسم منقوص:**

وہ اسم جس کے آخر میں یاء اور اس کا ما قبل مکسور ہو۔ جیسے: الْقَاضِي.

(97)..... حروف جارہ:

وہ حروف جو فعل کے معنی کو اسم تک پہنچاتے ہیں اور اسم کو مجردیتے ہیں۔ ان کو ”خافض“ بھی کہتے ہیں۔ یہ سترہ ہیں:

باء و تاء و کاف و لام و واؤ مند مند خلا
رب، حاشا، من، عدا، فی، عن، علی، حتی، إلی

(98)..... فعل لازم:

وہ فعل جس کا معنی صرف فاعل کے ساتھ مکمل ہو جائے اور مفعول بہ کونہ چاہے۔
جیسے: قَامَ زَيْدٌ (زید کھڑا ہوا)۔

(99)..... فعل متعدی:

وہ فعل جس کا معنی فاعل کے علاوہ مفعول بہ کو بھی چاہے۔ جیسے: جَاءَ نَبِيٌّ خَالِدٌ.

(100)..... فاعل:

وہ اسم جس کے معنی کی طرف فعل کے صادر ہونے کی نسبت ہو اور فعل کا اس سے مقدم ہونا واجب ہو۔ جیسے: مثال مذکور میں خَالِدٌ.

(101)..... مفعول بہ: اس شے کا اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہوا ہو اور فعل اس سے متعلق ہو۔ جیسے: مثال مذکور میں یاء متکلم۔

(102)..... مفعول مطلق:

وہ مصدر ہے جو فعل مذکور کا ہم معنی ہو (یعنی فعل کا معنی تضمنی ہو)۔ جیسے:
ضَرَبْتُ ضَرْبًا.

(103)..... مفعول فیہ:

مفعول فیہ اس زمان یا مکان کا اسم ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو۔ جیسے:

صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ،

اور جَلَسْتُ عِنْدَكَ فِي عِنْدِكَ.

(104)..... مفعول معہ:

وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہو، تاکہ فعل کے معمول کا ساتھ معلوم ہو۔
جیسے: جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجُبَّاتِ (سردی آئی جبوں سمیت)۔

(105)..... مفعول لہ:

اس شے کا اسم ہے جو فعل مذکور کا سبب ہو۔ جیسے: فُئْتُ إِكْرَامًا لِزَيْدٍ
میں اِکْرَامًا (میں زید کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا)۔

(106)..... حال:

وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی حالت پر دلالت کرے۔ جیسے:
جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا (زید سوار ہو کر آیا) جس کی حالت بیان کرے اسے
”ذوالحال“ کہتے ہیں۔ جیسے مثال مذکور میں زَيْدٌ۔

(107)..... تمییز:

وہ اسم جو ابہام کو دور کرے۔ جیسے: ﴿رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا﴾
میں کو کبا۔ جس کے ابہام کو دور کرے اسے ”تمییز“ کہتے ہیں۔ جیسے: أَحَدَ
عَشَرَ۔

(108)..... فعل ما لم یسم فاعلہ:

فعل مجہول، اس مفعول کا فعل جس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ
میں ضَرَبَ۔

(109)..... مفعول ما لم یسم فاعلہ:

نائب فاعل، اس فعل کا مفعول جس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا۔ جیسے مثال مذکور
میں زَيْدٌ۔

(110)..... حروف مشبہ بہ فعل:

وہ حروف جو فعل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ وہ چھ ہیں:

إِنَّ بَأْنَ كَأَنَّ لَيْتَ لَكِنَّ لَعَلَّ
 ناصب اسم اند و رافع در خبر ضد ما ولا

(111)..... افعال ناقصه:

وہ افعال جو اپنے فاعل کے ایک خاص صفت کے ساتھ موصوف ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ اسم کو رافع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: كَانَ زَيْدٌ عَالِمًا (زيد عالم تھا) یہ افعال سترہ ہیں: عَادَ، غَدَا، رَاحَ باقی اشعار میں:

كَانَ صَارَ أَصْبَحَ أَمْسَى أَضْحَى ظَلَّ بَاتَ
 مَا فَتَى مَا دَامَ مَا انْفَكَّ لَيْسَ بَشَدَا زَقَا
 مَا بَرَحَ مَا زَالَ و افعالے كزینہا مشتق اند
 ہر کجا بنی ہمیں حکم است در جملہ روا

(112)..... افعال مقاربه:

وہ افعال ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ اسم کے لیے خبر کا حصول قریب ہے، افعال ناقصہ کی طرح اسم کو رافع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: عَسَى زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ (امید ہے کہ زيد عنقریب نکلے گا) یہ چار ہیں:

دیگر افعال مقارب در عمل چوں ناقص اند
 ہست آل کاد کرب باؤشک دیگر عسی

(113)..... افعال مدح و ذم:

وہ افعال جو انشائے مدح و ذم کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (زيد اچھا مرد ہے) نِعْمَ الرَّجُلُ جملہ انشائیہ خبر مقدم، زَيْدٌ مبتدا مؤخر، مجموع جملہ اسمیہ خبریہ۔ یہ چار فعل ہیں:

رافع اسمائے جنس افعال مدح و ذم بود
 چار باشند نِعْمَ بئس ساء آنکہ حَبِّدَا

(114)..... افعال تعجب:

وہ افعال جو انشاءً تعجب کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ ان کے دو صیغے ہیں: مَا أَحْسَنَهُ وَأَحْسِنُ بِهِ (وہ کتنا حسین ہے)۔

(115)..... اسمائے شرطیہ:

وہ اسماء جو ایک جملہ کے شرط اور دوسرے کے جزا ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے: مَنْ تَنْصُرُ أَنْصُرُ (جس کی تو امداد مرے گا میں اس کی امداد کروں گا) یہ نواسم ہیں:

مَنْ وَمَا مَهْمَا وَآئِي حَيْثُمَا إِذْ مَا مَتَى
أَيْنَمَا أَنَّى نَسْمُ جَازِمٌ أُنْدِ مَرْفَعٌ رَا

(116)..... اسم تام:

وہ اسم جو اپنی موجودہ حالت میں مضاف نہ ہو سکے۔ مثلاً وہ مضاف ہو یا تنوین، تشبیہ یا جمع کے نون کے ساتھ ہو، یہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔

(117)..... مبتدا قسم اول:

وہ اسم جو لفظی عوامل سے خالی اور مسند الیہ ہو۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ مِثْلُ زَيْدٍ.

(118)..... مبتدا قسم ثانی:

وہ صیغہ صفت جو حرف استفہام کے بعد واقع ہو اور اسم ظاہر کو رفع دے۔ جیسے: أَقَائِمُنَ الزَّيْدَانِ، قَائِمٌ مَبْتَدَأُ ثَمَّ ثَانِيٌ أَوَّ الزَّيْدَانِ فَاعِلٌ قَائِمٌ مَقَامُ خَبْرٍ هُوَ۔

(119)..... خبر:

وہ اسم جو عوامل لفظیہ سے خالی اور مسند ہو۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ مِثْلُ قَائِمٍ.

(120)..... تابع:

وہ دوسرا لفظ ہے جس پر پہلے لفظ والا اعراب آئے اور جہت بھی ایک ہو۔ جَاءَ زَيْدُنَ الْعَالَمِ مِثْلُ الْعَالَمِ. پہلے لفظ کو ”متبوع“ کہا جائے گا۔

(121)..... صفت:

وہ تابع جو متبوع یا اس کے متعلق میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے۔
 مذکور بالا مثال میں الْعَالَمُ متبوع میں پائے جانے والے علم پر دلالت کرتا ہے۔
 اسے ”صفت بحالہ“ کہتے ہیں۔ جَاءَ زَيْدٌ الصَّارِبُ غُلَامَةٌ مِّنَ الصَّارِبِ مَعْنَى
 ضَرْبٍ پُرْدَالٍ هُوَ، جُو زَيْدٌ مِّنْهُنَّ، بَلْكَ اس كَمَتَعْلَقِ غُلَامٌ مِّنْ پَايَا كِيَا هُو۔
 اسے ”صفت بحال متعلقہ“ کہتے ہیں۔ صفت كو ”نعت“ بھی كہتے ہیں۔

(122)..... تاکید:

وہ تابع ہے جو متبوع کی طرف کی گئی نسبت کو پختہ کرے یا متبوع کے اپنے افراد
 کے شامل ہونے کو پختہ کرے۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ زَيْدٌ مِّنْ دُوسَرَا زَيْدٌ۔ اس میں لفظ
 متبوع کو دہرایا گیا ہے اسے ”تاکید لفظی“ کہتے ہیں۔ جَاءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ مِّنْ
 كُلُّهُمْ نَے بتایا کہ تمام افراد آئے ہیں۔ اس میں لفظ متبوع کو نہیں لوٹایا گیا۔ اسے
 ”تاکید معنوی“ بھی کہتے ہیں۔ تاکید معنوی کے لیے مخصوص آٹھ لفظ ہیں: نَفْسٌ،
 عَيْنٌ، كَلَا، كِلْتَا، كُلٌّ، أَجْمَعُ، أَكْتَعُ، أَبْتَعُ، أَبْصَعُ۔

(123)..... بدل:

وہ تابع ہے جو نسبت میں مقصود ہو، متبوع کو بطور تمہید ذکر کیا گیا ہو۔ جیسے: جَاءَ
 زَيْدٌ أَخُوكَ مِّنْ أَخُوكَ (زید تیرا بھائی آیا) متبوع کو ”مبدل منہ“ کہا جائے گا۔

(124)..... بدل الكل:

وہ بدل جس کا مدلول، مبدل منہ کے مدلول کا عین ہو۔ جیسے مثال مذکور میں
 أَخُوكَ اور زَيْدٌ کا مصداق ایک ہے۔

(125)..... بدل البعض:

وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جزء ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ رَأْسَهُ
 مِّنْ رَأْسِهِ (زید اس کے سر کو مارا گیا)۔

(126)..... بدل الاشتمال:

وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا عین یا جزء نہ ہو، بلکہ اس سے اس طرح متعلق ہو کہ متبوع کے ذکر کے باوجود سننے والے کو اس کا انتظار رہے۔ جیسے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ﴾ میں قتال۔ تم سے عزت والے مہینے اس میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اس مثال میں مبدل منہ بدل کے لیے ظرف اور اس پر مشتمل ہے۔ کبھی بدل، مبدل منہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے: سَلِبَ زَيْدٌ ثَوْبَهُ فِي زَيْدٍ ثَوْبَهُ پر مشتمل ہے (زید اس کا کپڑا چھینا گیا۔)

(127)..... بدل الغلط:

وہ بدل جس کا مبدل منہ کے ساتھ ان تین قسموں میں سے کوئی تعلق نہ ہو، دراصل مبدل منہ غلطی سے ذکر کر دیا گیا۔ اس غلطی کو زائل کرنے کے لیے بدل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ حِمَارٍ فِي حِمَارٍ (میں زید بلکہ گدھے کے پاس سے گزرا۔)

(128)..... عطف بیان:

وہ تابع ہے جو صفت نہیں، لیکن اپنے متبوع کو واضح کرتا ہے۔ جیسے: أَقْسَمَ بِاللَّهِ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ فِي عُمَرُ۔ یہ متبوع میں پائے جانے والے معنی پر نہیں، بلکہ خود متبوع پر دلالت کرتا ہے اور اسے واضح کرتا ہے۔ ابو حفص عمر نے قسم کھائی۔

(129)..... عطف بحرف:

وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد واقع ہو اور متبوع کے ساتھ نسبت سے مقصود ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ وَعُمَرُ فِي عُمَرُ۔ اسے ”عطف نسق“ بھی کہتے ہیں۔

حروف عطف دس ہیں:

وہ حروف عطف مشہور اندیعی وَاوُ فَاءُ

ثُمَّ حَتَّىٰ أَوْ وَا مَّا أَمْ وَبَل لَّكُنْ وَلَا

(130)..... اسم فاعل:

وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس سے معنی مصدری کا صدور ہے۔ جیسے: ضارب (مارنے والا)

(131)..... اسم مفعول:

وہ اسم جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس پر معنی مصدری واقع ہو۔ جیسے: مَضْرُوبٌ.

(132)..... صفت مشبہ:

وہ اسم جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنی مصدری بہ طور ثبوت قائم ہو (یعنی کسی زمانے کی تخصیص نہ ہو)۔ جیسے: حَسَنٌ.

(133)..... اسم تفضیل:

وہ اسم جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس میں معنی مصدری کسی کی نسبت سے زیادہ پایا جائے۔ جیسے: اَكْبَرُ (زیادہ بڑا) جسے زیادتی حاصل ہو اُسے ”مفضل“ اور جس پر زیادتی ہو اسے ”مفضل علیہ“ کہتے ہیں۔

(134)..... مصدر:

وہ اسم ہے جو فاعل سے صادر ہونے والے معنی پر دلالت کرے اور مفعول مطلق بنے۔ جیسے: ضَرِبُ. تمام مشتقات اسی سے نکلتے ہیں اسی لیے اسے ”مصدر“ کہا جاتا ہے۔

(135)..... عدل:

اسم کے اصلی حروف کا کسی صرفی قاعدہ کے بغیر، اصلی صورت سے نکالا جانا۔ جیسے: عَمْرٌ. کہ اصل میں عَامِرٌ تھا۔

(136)..... وصف:

اسم کا کسی غیر معین ذات پر دلالت کرنا جو کسی صفت کے ساتھ موصوف ہو۔ جیسے:

أَحْمَرُ (سرخ مرد)۔

(137)..... **تانیث**:

اس کی تعریف گزر چکی ہے۔

(138)..... **معرفہ**:

اس کی تعریف گزر چکی ہے۔

(139)..... **علم**:

وہ اسم جو معین شے کے لیے اس طرح موضوع ہو کہ اس وضع کے اعتبار سے دوسری شے کو شامل نہ ہو۔ جیسے: خَالِدٌ۔

(140)..... **عجمہ**:

لفظ کا عربی کے علاوہ کسی زبان میں معنی کے لیے موضوع ہونا۔ جیسے: اِبْرَاهِيمُ۔ اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ عربی زبان میں بہ طور علم مستعمل ہو۔

(141)..... **جمع**:

وہ اسم جو مفرد میں تبدیلی کے سبب دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرے۔ اس کے منع صرف کا سبب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ منتہی الجموع کا صیغہ ہو، یعنی پہلے دونوں حرف مفتوح تیسری جگہ الف علامت جمع اور اس کے بعد ایک حرف مشدود ہو۔ جیسے: دَوَابُّ جَمْعِ دَابَّةٍ يَادُ حَرْفِ هَوْنٍ اور پہلا ان میں مکسور ہو۔ جیسے: مَسَاجِدُ جَمْعِ مَسْجِدٍ۔ یا تین حرف ہوں ان میں پہلا مکسور اور دوسرا حرف یاء ہو۔ جیسے: مَصَابِيحُ جَمْعِ مِصْبَاحٍ۔

(142)..... **ترکیب**:

دو یا دو سے زیادہ کلمات کا ایک ہو جانا بشرطیکہ کوئی جزء حرف کو متضمن نہ ہو۔ جیسے: مَعْدِيكَرَبَ۔

(143)..... **وزن فعل**:

اسم کا ایسے وزن پر ہونا جو فعل کے ساتھ مختص ہو۔ جیسے: شَمَّرَ اور ضَرَبَ۔ یا

اس کی ابتداء میں حروف ”اتین“ میں سے کوئی حرف ہو۔ جیسے: أَحْمَدُ، يَشْكُرُ، تَغْلِبُ، نَرَجِسُ.

(144)..... الف نون زائدتان:

اسم کا اس طرح ہونا کہ اس کے آخر میں الف اور نون زائد ہوں۔ جیسے: عُثْمَانُ.

(145)..... استدراک:

کلام سابق سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنا۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ لَكِنْ عَمْرُو لَمْ يَجِئْ (زید آیا لیکن عمرو نہیں آیا)۔

(146)..... حروف عطف:

وہ حروف جو مابعد کو اعراب اور حکم وغیرہ میں ماقبل کی طرف مائل کر دیتے ہیں۔ یہ دس ہیں جن کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

(147)..... حروف تنبیہ:

وہ حروف ہیں جن سے متکلم، مخاطب کی غفلت دور کرنا چاہتا ہے۔ جیسے: ﴿الَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (خبردار اللہ کے ذکر ہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں) یہ تین حروف ہیں: اَلَّا، اَمَّا، هَا.

(148)..... حروف ايجاب:

وہ حروف جو کسی نہ کسی بات کا جواب واقع ہوتے ہیں۔ یہ چھ ہیں: نَعَمْ، بَلَى، اَجَلٌ، اِىُّ، جَيْرٌ، اِنَّ.

(149)..... حروف تفسير:

وہ حروف جو وضاحت کے لیے آتے ہیں۔ یہ دو ہیں: اَيُّ، اَنَّ.

(150)..... حروف مصدرية:

وہ حروف جو اپنے مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کا معنی دیتے ہیں۔ یہ تین ہیں: مَا، اَنَّ، اَنَّ.

(151)..... حرف توقع:

وہ حرف ہے جو دلالت کرتا ہے کہ جو خبر دی جا رہی ہے مخاطب کو اس کا ہی انتظار تھا۔ یہ قد ہے جو تحقیق کا فائدہ دیتا ہے۔ ماضی مطلق پر آئے تو اسے بعض اوقات ماضی قریب بنا دیتا ہے۔ جیسے: قَدْ رَكِبَ الْأَمِيرُ (بے شک امیر ابھی سوار ہوا ہے) اور مضارع پر آئے تو کبھی تقلیل کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے: الْكَذُوبُ قَدْ يَصْدُقُ (زیادہ جھوٹ بولنے والا کبھی سچ بول جاتا ہے)۔

(152)..... حروف تخصیض:

وہ حروف ہیں جن کے ذریعے متکلم، مخاطب کو کسی کام کے کرنے پر ابھارتا ہے۔ جیسے: أَلَا تَحْفَظُ الدَّرْسَ (تو سبق زبانی یاد کیوں نہیں کرتا) یہ اس وقت ہے جب یہ حروف فعل مضارع پر داخل ہوں۔ اور اگر فعل ماضی پر داخل ہوں تو ان سے مقصود مخاطب کو شرمندہ کرنا ہوتا ہے اور یہ ”حروف تنذیم“ کہلاتے ہیں۔ جیسے: هَلَّا صَلَّيْتَ (تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی) یہ چار حرف ہیں: أَلَا، هَلَّا، لَوْلَا، لَوْ مَا۔

(153)..... حروف استفہام:

وہ حروف جن سے کوئی بات پوچھی جائے۔ اور وہ دو ہیں: همزہ اور هَلُّ۔

(154)..... حرف ردع:

وہ حرف جو متکلم کو اس کے کلام سے روکنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے کسی نے کہا: فُلَانٌ يَغْفُضُكَ (فلاں تجھے ناپسند کرتا ہے) اس کے جواب میں کہا جائے: كَلَّا (ہرگز نہیں) یعنی آئندہ ایسا نہ کہنا۔

(155)..... تنوین:

وہ نون جو وضع کے لحاظ سے ساکن ہو، کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے بعد ہو اور تاکید کے لیے نہ ہو۔ جیسے: زَيْدٌ (زَيْدُنْ) کے آخر میں نون۔

(156)..... حروف زیادت:

وہ حروف جن کے حذف کرنے سے کلام کے اصلی معنی میں فرق نہیں آتا وہ صرف تحسین کلام وغیرہ کے لیے لائے جاتے ہیں۔ وہ صرف آٹھ ہیں: اِنْ، اَنْ، مَا، لَا، مَنْ، كَاف، بَاء، لَام۔ (ف) یہ حروف بعض اوقات زائد ہوتے ہیں، یہ نہیں کہ ہمیشہ ہی زائد ہوتے ہیں۔

(157)..... حروف شرط:

وہ حروف جو دو جملوں پر داخل ہو کر ایک کو شرط اور دوسرے کو جزا بنا دیتے ہیں۔ یہ دو ہیں: اَمَّا، لَوْ۔

(158)..... استثناء:

کسی اسم کو ماقبل کے حکم سے نکالنا۔

(159)..... مستثنی:

وہ اسم جسے ماقبل کے حکم سے نکالا گیا ہو اور وہ الا وغیرہ کلمات استثناء کے بعد واقع ہو۔

(160)..... مستثنی منہ:

وہ اسم جس کے حکم سے دوسرے اسم کو الا وغیرہ سے نکالا گیا ہو۔

(161)..... مستثنی متصل:

وہ مستثنی ہے جو الا وغیرہ کے بعد واقع ہو اور اسے متعدد کے حکم سے نکالا گیا ہو۔
جیسے: جَاءَ نِسِ الْقَوْمِ إِلَّا زَيْدًا، زید قوم میں داخل تھا لیکن اسے قوم کے حکم (آمد) سے نکالا گیا ہے۔ زید مستثنی، قوم مستثنی منہ اور نکالنا استثناء ہے۔

(162)..... مستثنی منقطع:

وہ مستثنی ہے جو الا وغیرہ کے بعد واقع ہو اور اسے متعدد کے حکم سے نہ نکالا گیا ہو۔
جیسے: جَاءَ الْقَوْمِ إِلَّا حِمَارًا فِي حِمَارًا (گدھا) کہ وہ قوم میں داخل ہی نہیں ہے نکالنے کا کیا مطلب؟

(163)..... **مستثنی مفرغ:**

وہ مستثنیٰ جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو، یہ عموماً اسی وقت فائدہ دے گا جب کلام غیر موجب میں واقع ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نِي إِلَّا زَيْدٌ فِي زَيْدٍ.

(164)..... **کلام موجب:**

وہ کلام جس میں نفی یا نہی اور استفہام نہ ہو۔ جیسے: جَاءَ نِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدٌ.

(165)..... **کلام غیر موجب:**

وہ کلام جس میں نفی نہی یا استفہام موجود ہو۔ جیسے: مَا جَاءَ نِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدٌ.



بمجد اللہ تعالیٰ ۸ جمادی الاخریٰ المبارج ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۴ء کو ”تعريفات نحویہ“ کی تکمیل ہوئی۔ شرف القادری (علیہ رحمۃ اللہ القوی)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

..... تراکیب نحویہ ❁ ❁

نحو میر میں مذکورہ تمام عربی عبارات کی تراکیب

(1)..... "اضْرِبْ"

ترکیب: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعَلَ یَفْعَلُ اس میں اَنْتَ پوشیدہ ہے، ان: ضمیر فاعل، ت علامت خطاب، فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اسی طرح لا تضرب کی ترکیب کی جائے۔

(2)..... "هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ"

ترکیب: هل: حرف استفہام، ضرب فعل اور زید اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(3)..... "لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرًا"

ترکیب: لیت: حرف مشبہ بہ فعل برائے تمنی، زید: اس کا اسم، حاضر: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل اس میں ہو ضمیر پوشیدہ ہے جو فاعل ہے، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، اسم لیت اپنی خبر سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔ اسی طرح لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ کی ترکیب کی جائے۔ (ف) عربی میں لفظ عَمْرٌ اور عَمْرٌ میں فرق کیلئے عَمْرٌ کے بعد واو لکھی جاتی ہے جو پڑھنے میں نہیں آتی۔ طالب علم سے پوچھا جائے کہ بعت اور اشتريت کیا صیغہ ہے اور اس کی ترکیب کیا ہے؟

(4)..... "يَا اَللّٰهُ"

ترکیب: يا: حرف ندا قائم مقام ادعو، ادعو: فعل، انا: ضمیر مستتر فاعل، اسم

جلالت: مبنی بر ضم منصوب محلا مفعول بہ، فعل با فاعل و مفعول بہ خود جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(5)..... ”الَا تَنْزِلُ بِنَا“ بمعنی ”الَا يَكُونُ مِنْكَ نَزْوُلٌ“

ترکیب: ہمزہ استفہام: برائے عرض، لا یكون: فعل مضارع منفی فعل تام، من: حرف جار، ک: ضمیر مجرور متصل، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق فعل، نزول: معطوف علیہ، فا: عاطفہ اس کے بعد ان مقدر ہے، تصیب: فعل اس میں انت پوشیدہ، ان ضمیر مرفوع متصل فاعل، ت علامت خطاب، فعل با فاعل خود بتاویل مصدر معطوف، معطوف علیہ با معطوف خود فاعل، لا یكون فعل با فاعل و ظرف لغو جملہ انشائیہ گردید۔ (ف) جس مجرور کا متعلق مذکور ہوا اسے ”ظرف لغو“ اور جس کا متعلق مقدر ہوا اسے ”ظرف مستقر“ کہتے ہیں۔

(6)..... ”وَاللّٰهِ لَا تَضْرِبَنَّ زَيْدًا“

ترکیب: واو حرف جار برائے قسم، اسم جلالت: مجرور، مجرور: بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق اقسام مقدر، اقسام: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مزید فی صحیح از باب افعال، اس میں انا ضمیر متکلم درو مستقر فاعل، فعل با فاعل و ظرف مستقر: جملہ فعلیہ انشائیہ گردیدہ قسم، لا ضربین زیداً، فعل با فاعل و مفعول بہ: جملہ فعلیہ خبریہ گردیدہ جواب قسم۔

(7)..... ”مَا أَحْسَنَهُ“

ترکیب: ما: اسمیہ استفہامیہ برائے تعجب، مبتدا، احسن: فعل، ہو ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، ضمیر منصوب متصل مفعول بہ، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ گردیدہ خبر، مبتدا با خبر خود: جملہ اسمیہ انشائیہ گردید۔

(8)..... ”أَحْسِنُ بِهِ“

ترکیب: احسن: فعل امر، بہ، باء: حرف جار زائد، ها: ضمیر مجرور متصل مرفوع محلا معنی فاعل، فعل با فاعل خود: جملہ فعلیہ انشائیہ گردید۔

(9)..... ”غلامٌ زَيْدٌ قائمٌ“ زید کا غلام کھڑا ہے، کھڑا ہوگا۔

ترکیب: غلام: مضاف، زید: مضاف الیہ، مضاف با مضاف علیہ مبتداء، قائم: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نصر ینصر صیغہ صفت، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت با فاعل خود خبر، مبتداء با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔
قرآن پاک میں ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ.

(10)..... ”عِنْدِي أَحَدٌ عَشَرَ دِرْهَمًا“

ترکیب: عند: اسم ظرف مضاف، ی: ضمیر متکلم مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، ثابت: صیغہ صفت با فاعل و مفعول فیہ خبر مقدم، احد عشر: مرکب بنائی کہ ہر دو جزء واوینی برفتحہ است میز، درہما: تمیز، میز با تمیز خود مبتداء مؤخر، مبتداء با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(11)..... ”جَاءَ بَعْلَبَكُ“

ترکیب: جاء: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد اجوف یائی مہوز اللام از باب ضرب یضرب فعل، بعلبک مرکب منع صرف کہ جزواش مبنی و جزو ثانی معرب غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ۔

(12)..... ”جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ“

ترکیب: جاء: فعل، رجل: موصوف، عالم: صیغہ صفت، ہو ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر صفت، موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(13)..... ”جَاءَ نِي زَيْدٌ“

ترکیب: جاء: فعل، نون: وقلاتیہ، یا: ضمیر متکلم مفعول بہ، زید: فاعل، فعل اپنے

مفعول اور فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ف) حضرت مولانا سید غلام جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامہ عکبری کے حوالے سے نقل کیا کہ جاء براہ راست بھی متعدی ہوتا ہے اور حرف جر کے واسطے سے بھی۔ کہا جاتا ہے: جِئْتَهُ اور جِئْتُ إِلَيْهِ۔

(14)..... ”رُوِيَ زَيْدًا“

ترکیب: روید زیدا، روید: اسم فعل مبنی بر فتح مرفوع محلا مبتدأ، انت پوشیدہ ان: ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر، تا: علامت خطاب، زیدا: مفعول بہ۔ اسم فعل مبتدأ اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ هِيَهَاتَ زَيْدًا جملہ اسمیہ خبریہ ہوگا۔

(15)..... ”غُلَامٌ الَّذِي عِنْدِي“

ترکیب: غلام الذی عندی میں الذی: موصول، عند: اسم ظرف مضاف، یا: ضمیر متکلم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ فعل مقدر ثبت کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ اور صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر مضاف الیہ۔

(16)..... ”جَاءَ نَبِيُّ زَيْدٍ“

ترکیب: جاء: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد اجوف یائی مہموز اللام از باب ضرب یضرب فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح، نی: نون وقایۃ، یا: ضمیر واحد متکلم منصوب متصل محلا بسبب مفعولیت مفعول، زید: مفرد منصرف صحیح معرب بحركات ثلاثۃ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظا بسبب فاعلیت فاعل، فعل با فاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔ ترجمہ زید میرے پاس آیا۔

(17)..... ”رَأَيْتُ دَلْوًا“

ترکیب: رأیت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد مہموز العین ناقص

یائی از باب فتح یفتح فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح لیکن در اینجا ساکن شد بعارضہ ضمیر، ت
ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز مرفوع محلا بسبب فاعلیت فاعل، دلوا: مفرد منصرف
جاری مجرائے صحیح معرب بحركات ثلاثہ لفظیہ منصوب بفتح لفظا بسبب مفعولیت مفعول بہ
فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(18)..... ”مَرَرْتُ بِرِجَالٍ“

ترکیب: مررت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی
از باب نصر ینصر فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح مگر در اینجا ساکن شد بعارضہ ضمیر، ت:
ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز مرفوع محلا بسبب فاعلیت فاعل، برجال: باء جار مبنی
الاصل مبنی بر کسر، رجال جمع مکسر منصرف معرب بحركات ثلاثہ لفظیہ مجرور بکسرہ لفظاً، جار
مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق مررت، فعل با فاعل و متعلق خود جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
(ترجمہ) میں کئی مردوں کے پاس سے گزرا۔ ترکیب کا یہ ایک نمونہ ہے اسی طریقے پر
طلباء کو مشق کرائی جائے۔

(19)..... ”هِنَّ مُسَلِمَاتٌ“

ترکیب: هن میں ہا: ضمیر مرفوع منفصل مشابہ مبنی الاصل مبنی بر ضم مرفوع محلا بسبب
ابتداء مبتدأ، نون مشدود: علامت جمع مؤنث مبنی الاصل مبنی بر فتح، مسلمات: صیغہ جمع
مؤنث اسم فاعل ثلاثی مزید صحیح از باب افعال جمع مؤنث سالم اسم متمکن معرب بحرتین
رفعش بضمه و نصب و جر بکسرہ لفظا مرفوع بضمه لفظا بسبب ابتداء صیغہ صفت هن ضمیر اس
میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر خبر مبتدأ، مبتدأ اپنی خبر کے ساتھ مل
کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ رَأَيْتُ مُسَلِمَاتٍ میں مسلمات کو کہا جائے گا: منصوب بکسرہ
لفظا بسبب مفعولیت مفعول بہ۔

(20) ”جَاءَ مُسْلِمُونَ“

ترکیب: جَاءَ: حسب سابق فعل، مسلمون: صیغہ جمع مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید صحیح از باب افعال جمع مذکر سالم معرب بحرین رفعتش بو او ما قبل مضموم و نصب و جر بیاء ما قبل مکسور مرفوع بو او لفظاً بسبب فاعلیت فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(21) ”رَأَيْتُ أُولَى مَالٍ“

ترکیب: رَأَيْتُ: حسب سابق فعل و فاعل، اولی: ملحق بجمع مذکر سالم معرب بحرین رفعتش بو او ما قبل مضموم و نصب و جر بیاء ما قبل مکسور منصوب بیاء لفظاً بسبب مفعولیت مضاف، مال: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحركات ثلاثه لفظیہ مجرور بکسرہ لفظاً بسبب اضافت مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مفعول بہ، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(22) ”مَرَرْتُ بِعَشْرِينَ رَجُلًا“

ترکیب: مررت: حسب سابق فعل و فاعل، بعشرین: باء حرف جار، عشرين: اسم عدد ملحق بجمع مذکر سالم معرب بحرین رفعتش بو او ما قبل مضموم و نصب و جر بیاء لفظاً بسبب حرف جار ممیز، رجلاً: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحركات ثلاثه لفظاً بسبب آنکہ تمیز است تمیز، ممیز با تمیز خود مجرور، جار مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق فعل، فعل با فاعل و ظرف لغو جملہ فعلیہ خبریہ گردید۔

(23) ”جَاءَ مُوسَى“

ترکیب: جَاءَ: حسب سابق فعل، مُوسَى صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید لفیف مفروق از باب افعال اسم مقصور معرب بحركات ثلاثه تقدیریہ، مرفوع تقدیراً بسبب فاعلیت فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) ایک مونڈا ہوا آیا۔

(24)..... ”رَأَيْتُ غُلَامِي“

ترکیب: رأیت: حسب سابق فعل و فاعل، غلامی: غلام غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم معرب. بحركات ثلاثه تقدیریه منصوب بفتح تقدیراً بسبب مفعولیت مفعول بہ مضاف، یاء: ضمیر واحد متکلم مجرور متصل اسم غیر متمکن مشابہ منی الاصل مجرور محلاً مضاف الیه، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔

(25)..... ”مَرَرْتُ بِغُلَامِي“

ترکیب: مَرَرْتُ بِغُلَامِي میں غلام کو مجرور بکسرہ تقدیراً کہا جائے گا اور اس پر جو کسرہ موجود ہے وہ اعرابی نہیں بلکہ یاء کی مناسبت سے آیا ہے۔

(26)..... ”هُوَ لَاءٌ مُسْلِمِي“

ترکیب: هُوَ لَاءٌ هَا: حرف تنبیہ منی بر سکون، اولاء: اسم اشارہ برائے جمع اسم غیر متمکن مشابہ منی الاصل منی بر کسرہ مرفوع محلاً بسبب ابتداء مبتداء، مسلمی: جمع مذکر سالم مضاف بیاء متکلم معرب بحر فین رفعتش بو او تقدیراً و نصب و جرش بیاء لفظاً مرفوع بو او تقدیراً بسبب ابتداء خبر، یاء: ضمیر واحد متکلم مجرور متصل اسم غیر متمکن مشابہ منی الاصل مجرور محلاً مضاف الیه، مبتداء با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(27)..... ”هُوَ يَضْرِبُ“

ترکیب: هُوَ: ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع منفصل اسم غیر متمکن مشابہ منی الاصل مرفوع محلاً بسبب ابتداء مبتداء، يَضْرِبُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعَلَ يَفْعَلُ فَعَلَ فعل مضارع صحیح مجرد از ضمائر بارزہ و نون اناث و نون تاکید معرب بحر کتین و مجزوم بر سکون، مرفوع بضم لفظاً بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ، فعل، هو: ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار اسم غیر متمکن مشابہ منی

الاصل مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر مبتدا، مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(28)..... ”هُوَ يَغْزُو“

ترکیب: هُوَ: بترکیب سابق مبتدا، يَغْزُو صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نصر ینصر فعل مضارع معتل واوی مجرد از ضمائر بارزہ ونون اناث ونون تاکیدر فعش بضمہ تقدیراً و نصبش بفتح لفظاً و جز مش بحذف آخر مرفوع بضمہ تقدیراً بسبب خلوے از عوامل لفظیہ، هُو ضمیر درو مستتر فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر مبتدا، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(29)..... ”لَنْ يَرْمِيَ“

ترکیب: لَنْ: ناصبہ برائے تاکید نفی مستقبل حرف منی الاصل منی برسکون، یرمی صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب ضرب یرضرب فعل مضارع معتل یائی مجرد از ضمائر بارزہ ونون اناث ونون تاکیدر فعش بضمہ تقدیراً و نصبش بفتح لفظاً و جز مش بحذف آخر، منصوب بفتح لفظاً بسبب عامل لفظی، هُو ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ۔

(30)..... ”هُوَ يَرْضِي“

ترکیب: هُوَ: ترکیب سابق کے مطابق مبتدا، يَرْضِي صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب سمع یسمع فعل مضارع معتل الفی مجرد از ضمائر بارزہ ونون اناث ونون تاکیدر معرب بحرکتین تقدیراً و مجزوم بحذف آخر مرفوع بضمہ تقدیراً بسبب خلوے از عوامل لفظیہ فعل، هُو: ضمیر اس میں پوشیدہ ترکیب سابق کے مطابق فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر مبتدا، مبتدا با خبر خود

جملہ اسمیہ خبریہ۔ اسی طرح حالت نصب و جزم میں ترکیب کی جائے۔

(31)..... "هُمَا يَضْرِبَانِ"

ترکیب: هُمَا، هَا: ضمیر مرفوع منفصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر ضم مرفوع محلاً بسبب ابتداء مبتداء، میم: حرف عمو مبنی بر فتح، الف: علامت تشنیہ مبنی بر سکون، يَضْرِبَانِ: (صیغہ بیان کرنے کے بعد) فعل مضارع صحیح با ضمیر بارزر فعش با ثبات نون و نصب و جزمش باسقاط نون، مرفوع با ثبات نون بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ فعل، الف: ضمیر تشنیہ مذکر غائب مرفوع محلاً فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر، مبتداء با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ باقی مثالوں سے پہلے هُمَا مقدر ہے جسے اختصاراً حذف کیا گیا ہے۔

(32)..... "هُمْ يَغْزُونَ"

ترکیب: هُمْ، هَا: ضمیر مرفوع منفصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مرفوع محلاً بسبب ابتداء مبتداء، میم: حرف علامت جمع مبنی بر سکون، يَغْزُونَ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نصر ینصر فعل مضارع معتل واوی با ضمیر بارزر فعش با ثبات نون و نصب و جزمش باسقاط نون مرفوع با ثبات نون بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ، واو: ضمیر جمع مذکر غائب اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر سکون مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل، نون: اعرابی مبنی بر فتح، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ صغری خبر، مبتداء با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ کبری گردید۔

(33)..... "أَنْتِ تَرْضَيْنِ"

ترکیب: أَنْتِ، أَنْ: ضمیر مرفوع منفصل مرفوع محلاً مبتداء، تا: علامت خطاب بمؤنث، تَرْضَيْنِ: صیغہ واحد مؤنث مخاطب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب سمع یسمع فعل مضارع معتل الفی رفعش با ثبات نون نصب

وجز مش باسقاط نون مرفوع باثبات نون بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ، یاء: ضمیر مرفوع متصل بارز، مرفوع محلا فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ صغریٰ خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ کبریٰ ہوا۔

(34) "الْمَالُ لَزِيدٍ"

ترکیب: المال: الف لام حرف تعریف مبنی الاصل مبنی برسکون، مال: اسم مفرد منصرف صحیح معرب. بحركات ثلاثه لفظیہ مرفوع بضمه لفظاً بسبب ابتداء مبتدا، لام: حرف جار مبنی الاصل مبنی برکسر، زید: اسم مفرد منصرف صحیح معرب. بحركات ثلاثه لفظیہ مجرور بالکسر لفظاً بسبب جار، مجرور بواسطه جار ظرف مستقر متعلق ثبت یا ثابت، ثبت (صیغہ بیان کیا جائے) فعل، هو: ضمیر اس میں پوشیدہ اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر فتح مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل، فعل با فاعل خود جملہ خبریہ خبر، مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) مال زید کے لیے ہے۔

(35) "أَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ"

ترکیب: ان: حرف مشبہ بالفعل مبنی الاصل مبنی بر فتح، زید: اسم مفرد منصرف صحیح معرب. بحركات ثلاثه لفظیہ منصوب بفتح لفظاً اسم ان، قائم صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نصر ینصر اسم مفرد منصرف صحیح معرب. بحركات ثلاثه لفظیہ مرفوع بضمه لفظاً صیغہ صفت، هو: ضمیر اس میں پوشیدہ مرفوع محلاً فاعل، صیغہ صفت با فاعل خود خبر ان، اسم ان با خبر خود جملہ خبریہ ہوا، کیت زیداً حاضر اور لعل عمروا غائب جملہ اسمیہ انشائیہ ہے۔

(36) "مَا زَيْدٌ قَائِمٌ"

ترکیب: ما: حرف نفی مشبہ بلیس، زید: اسم کا اسم اور قائما: اپنے فاعل ضمیر مستتر

کے ساتھ مل کر خبر، اسم ما با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ

(37) ”لَا غَلامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ“

ترکیب: لا: برائے نفی جنس، غلام: اسم مفرد منصرف صحیح معرب. بحركات ثلاثه لفظیہ منصوب بہ فتح لفظاً بسبب اسمیت لا اسم لا مضاف، رجل: حسب سابق مجرور بکسرہ لفظاً مضاف الیہ، ظریف: (حسب سابق) صفت مشبہ، هو: ضمیر اس میں مستتر فاعل، صیغہ صفت با فاعل خود خبر اول، فی: حرف جار، الدار: مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق ثابت، صیغہ صفت با فاعل و متعلق خود خبر ثانی، اسم لا باہر دو خبر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(38) ”لَا زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا عَمْرُو“

ترکیب: لا: برائے نفی جنس غیر عامل، زید: معطوف علیہ، و: حرف عطف، عمرو: معطوف، معطوف علیہ با معطوف خود مبتدا، عند: غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یائے متکلم منصوب بفتح تقدیراً مضاف، ی: ضمیر متکلم مجرور محلاً مضاف الیہ، عند مضاف: مفعول فیہ برائے ثابتان مقدر، ثابتان: صیغہ صفت، هما: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(39) ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“

ترکیب: لا: برائے نفی جنس، حول: بکرہ مفرد مثنیٰ بفتح منصوب محلاً اسم لا، اس کے بعد آئیندہ کے قرینے سے الا باللہ مقدر ہے، الا: حرف استثناء، باء: جارہ، اسم جلالت (اللہ): مجرور، مجرور بواسطہ جار مستثنیٰ مفرغ ظرف مستقر متعلق موجود، موجود: صیغہ صفت، هو: ضمیر اس میں مستتر نائب فاعل، صیغہ صفت اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر اسم لائے نفی جنس، اسم لا اپنی خبر کے ساتھ مل کر جملہ

اسمِ خبریہ معطوف علیہ، و: حرف عطف، لا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کی ترکیب حسب سابق، فرق اتنا ہے کہ بِاللّٰهِ کا متعلق موجودہ نکالا جائے جس میں ہی: ضمیر مستتر نائب فاعل ہے جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہو۔

(40)..... "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"

ترکیب: لا حول ولا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، لا: برائے نفی جنس ملغی عن العمل، حول: مرفوع بضم لفظاً معطوف علیہ، واو: حرف عطف، لا: زائدہ، قُوَّة: معطوف علیہ با معطوف خود مبتدا، الا: حرف استثناء، باللہ: حسب سابق مجرور بواسطہ جارِ مستثنیٰ مفرغ ظرف مستقر متعلق موجودان، اور وہ صیغہ صفت اپنے نائب فاعل ہما سے مل کر خبرِ مبتدا، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(41)..... "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"

ترکیب: لا حول ولا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، لا: برائے نفی جنس، حول: اس کا اسمِ مبنی بر فتح منصوب محلاً باعتبار محل قریب و مرفوع محلاً باعتبار محل بعید معطوف علیہ، واو: حرف عطف، لا: زائدہ برائے تاکید نفی، قُوَّة: مرفوع بضم لفظاً حول پر معطوف محل بعید کے اعتبار سے، معطوف علیہ با معطوف خود اسم لا، الا: حرف استثناء، باللہ: مجرور بواسطہ جارِ ظرف مستقر متعلق موجودان مقدر، صیغہ صفت اپنے نائب فاعل ہما ضمیر مستتر اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر لا، اسم لا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(42)..... "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"

ترکیب: لا حول، لا: حرف نفی مشابہ بلیس، حول: اس کا اسم، اس کے بعد الا باللہ مقدر ہے، الا: حرف استثناء، باللہ: مجرور بواسطہ جارِ مستثنیٰ مفرغ ظرف مستقر متعلق موجود، اور وہ اپنے نائب فاعل ہو سے مل کر خبر لا، اسم لا اپنی خبر سے مل کر

جملہ اسمیہ خبریہ۔ (ف) اس جگہ مجرور کا متعلق موجود نکالا جائے گا موجودان نہیں؛ کیونکہ لا کی نفی الا کے سبب ٹوٹ چکی ہے اس لیے وہ عمل نہیں کرے گا اس کا عمل تو معنی نفی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ولا قوۃ الا باللہ میں لا نفی جنس کے لیے باقی ترکیب حسب سابق۔

(43)..... ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“

ترکیب: لا حول ولا قوۃ الا باللہ، لا: برائے نفی جنس، حول: اس کا اسم بنی بر فتح منصوب محلاً معطوف علیہ، واو: حرف عطف، لا: زائدہ برائے تاکید نفی، قوۃ: منصوب بفتح لفظاً باعتبار محل قریب برائے حول معطوف، معطوف علیہ با معطوف خود اسم لا، الا: حرف استثناء، باللہ: مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق موجودان مقدر، صیغہ صفت بانائب فاعل ہما ضمیر مستتر خبر لا، اسم لا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(44)..... ”يَا عَبْدَ اللَّهِ“

ترکیب: یا عبد اللہ، یا: حرف ندا بنی الاصل مبنی بر سکون قائم مقام ادعو (صیغہ بیان کیا جائے) فعل مضارع معتل واوی رفعلش بضمہ تقدیراً نصب بفتح لفظاً و جزم بحذف آخر مرفوع بضمہ تقدیراً بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ فعل، انا: ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار اسم غیر متمکن مشابہ بنی الاصل مبنی بر فتح مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل، عبد: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحركات ثلاثہ لفظیہ منصوب بفتح لفظاً بسبب مفعولیت مفعول بہ مضاف، اسم جلالت: مضاف الیہ، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ لفظاً و انشائیہ معنی ہوا۔ یاطالعا جبلاً میں جبلاً مفعول بہ ہے، اسی طرح باقی مثالوں میں ترکیب کی جائے۔

(45)..... "أُرِيدُ أَنْ تَقُومَ"

ترکیب: ارید: (صیغہ بیان کیا جائے) یہ ہفت اقسام میں سے اجوف واوی ہے فعل، انا: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، ان: حرف ناصب موصول حرفی، تقوم: فعل، انت: اس میں پوشیدہ، ان: ضمیر فاعل، ت: علامت خطاب، فعل با فاعل خود جملہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(46)..... "أَسَلَّمْتُ كَيْ أَدْخَلَ الْجَنَّةَ"

ترکیب: اسلمت: فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، کی: حرف ناصب، ادخل: فعل، انا: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، الجنة: مفعول فیہ، فعل با فاعل و مفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ معللہ ہوا۔ اس جملہ کو معللہ (بصیغہ اسم فاعل) اس لیے کہتے ہیں کہ ما قبل سبب ہے اور یہ جملہ مسبب اور علت غائیہ ہے۔

(47)..... "إِذَنْ أَكْرَمُكَ أَنَا أَتِيكَ غَدًا"

ترکیب: اذن اکرمک: فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، انا آتیک غدا، انا: ضمیر واحد متکلم مرفوع منفصل مبتدا آتسی (صیغہ؟ مہموز الفاء اور ناقص یائی از باب ضرب) فعل مضارع معتل یائی، انا: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، ک: ضمیر منصوب متصل مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(48)..... "مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ"

ترکیب: ما: حرف نفی، کان: فعل ناقص، اللہ اسم جلالہ: اسم کان، ليعذبهم: لام حرف جازا اند لام، حمد، اس کے بعد ان موصول حرفی مقدر، يعذب: فعل، هو: ضمیر اس

میں مستتر فاعل، ہم میں ہا: ضمیر منصوب متصل مفعول بہ ذوالحال، و: حالیہ، انت
 فیہم: جملہ حال، فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی باصلہ خود
 بتاویل مصدر منصوب محلاً خبر کان، کان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 (49)..... ”لَا لَزْمَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِي حَقِّي“

ترکیب: لالزمنک: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع مثبت معروف باللام ونون
 تاکید ثقیلہ مجرد از باب سمع فعل مضارع بانون ثقیلہ یعنی بر فتح فعل، انا: ضمیر اس میں
 پوشیدہ فاعل، ک: ضمیر مفعول بہ، او: بمعنی الی، جس کے بعد ان موصول حرفی مقدر
 ہے، تعطی: (صیغہ ہفت اقسام سے ناقص واوی، از باب افعال)، انت: اس میں
 مستتر، ان: ضمیر فاعل، ت: علامت خطاب، نون: وقایہ (جو فعل کے آخر کو کسرہ سے
 بچاتا ہے)، ی: ضمیر مفعول اول، حق: غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب
 بفتح تقدیر مفعول ثانی، یاء: ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، فعل بافاعل و ہر دو مفعول جملہ
 فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی باصلہ بتاویل مصدر مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو
 متعلق فعل (لالزمنک)، فعل بافاعل ومفعول بہ وظرف لغو جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(50)..... ”لَا تَأْكُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبِ اللَّبْنَ“

ترکیب: لا تاکل السمک، لا: حرف نہی مبنی بر سکون، تاکل: (صیغہ) فعل
 مضارع صحیح مجرد از ضمائر بارزہ ونون اناث ونون تاکید معرب بحرکتین لفظاً ومجزوم
 بسکون بسبب لائے نہی، البتہ التقائے ساکنین سے بچنے کے لیے آخر میں عارضی کسرہ
 لایا گیا ہے، اس میں انت پوشیدہ ہے، ان: ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار اسم
 غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر سکون، مرفوع محلاً بسبب فاعلیت، السمک: مفعول

بہ، فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا، وتشرب اللبن میں واو کے بعد ان مقدر ہے لہذا یہ مجموع مصدر کے معنی میں ہوا یہ معطوف ہے معطوف علیہ مقدر پر جو ما قبل سے سمجھا جا رہا ہے، اصل عبارت یہ ہے: لَا يَجْتَمِعُ مِنْكَ أَكْلُ السَّمَكِ وَشُرْبُ اللَّبَنِ. اسی طرح زُرْنِي فَأَكْرِمَكَ میں فا کر مک کا معطوف علیہ ما قبل سے مفہوم ہے: لِيَجْتَمِعُ مِنْكَ الزِّيَارَةُ. اور لَيْتَ لِي مَالًا فَأَنْفِقَهُ میں یہ ہے: لَيْتَ لِي ثُبُوتٌ مَالٍ، اسی طرح باقی مثالوں میں۔

(51)..... "إِنْ تَأْتِنِي فَأَنْتَ مُكْرَمٌ"

ترکیب: ان: حرف شرطی یعنی اصل یعنی برسکون، تأت: (صیغہ؟ مہموز الفاء ناقص یائی از باب ضرب) فعل مضارع معتل یائی مرفوع بضمہ تقدیراً منصوب بفتح لفظاً ومجزوم بحذف آخر بسبب حرف شرط فعل، أنت: اس میں پوشیدہ، ان: ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار اسم غیر متمکن مشابہ یعنی اصل یعنی برسکون مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل، تاء: علامت خطاب نون: وقایہ، یاء: ضمیر واحد متکلم منصوب متصل مفعول بہ، فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ شرط، فاء جزائیہ یعنی اصل یعنی بر فتح، أنت میں ان: ضمیر مرفوع منفصل مرفوع محلاً مبتدا، تاء: علامت خطاب، مکرم: (صیغہ؟) صیغہ صفت، أنت: اس میں پوشیدہ، ان: ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار، نائب فاعل، صیغہ صفت بانائب فاعل خبر مبتدا، مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ مجزوم محلاً جزاء شرط با جزاء خود جملہ شرطیہ ہوا۔

(52)..... "إِنْ أَكْرَمْتَنِي فَجَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا"

ترکیب: ان: حرف شرط، أکرمتنی: حسب سابق شرط، فاء: جزائیہ، جزئی: فعل، ک: ضمیر مفعول بہ اول، اسم جلالت: فاعل، خیراً: مفعول بہ ثانی، فعل بافاعل

وہر دو مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط یا جزاء جملہ شرطیہ گردید۔ بقیہ تمام جملوں کی تفصیلی ترکیب کیجئے۔

(53)..... "قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا"

ترکیب: قام: (صیغہ؟) فعل، زید: فاعل، قیاما: مصدر ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نصر اسم مفرد منصرف صحیح بحركات ثلاثه لفظیہ منصوب بفتحہ لفظا بسبب مفعولیت مفعول مطلق، فعل با فاعل و مفعول مطلق جملہ فعلیہ خبریہ۔

(54)..... "صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ"

ترکیب: صمت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نصر فعل ماضی بنی الاصل بنی بر فتح، لیکن دریں جا ساکن شد بعارض ضمیر، تا: ضمیر واحد متکلم مرفوع محلا فاعل، یوم: اسم مفرد منصرف صحیح، منصوب بفتحہ لفظا مفعول فیہ مضاف، الجمعة: مضاف الیہ، فعل با فاعل و مفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(55)..... "جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجُبَّاتِ اِیْ مَعَ الْجُبَّاتِ"

ترکیب: جاء: (صیغہ؟) فعل، البرد: فاعل، واو: بمعنی مع، الجبات: جمع مؤنث سالم معرب بحرکتین ر فحش بضمہ نصب وجر بکسرہ لفظا، منصوب بکسرہ لفظا مفعول معہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا، ای: حرف، مع: اسم ظرف مفعول فیہ برائے فعل مقدر جاء البرد مضاف، الجبات: مضاف الیہ، فعل مقدر با فاعل و مفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا۔

(56)..... "قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ"

ترکیب: قمت: فعل با فاعل، اکراما: مصدر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال، منصوب

بنا بر مفعولیت، لام: حرف جار، زید: مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق اکراہا، مصدر اپنے متعلق سے مل کر مفعول لہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(57)..... "جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا"

ترکیب: جاء: فعل، زید: ذوالحال راکبا: صیغہ صفت، ہو: ضمیر اس میں مستتر فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(58)..... "لَقِيْتُ زَيْدًا رَاكِبِينَ"

ترکیب: لقيت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب سمع، تا: ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز مرفوع محلا فاعل، زید: مفعول بہ، فاعل با مفعول بہ ذوالحال، راکبین صیغہ صفت، ہما: اس میں ضمیر مستتر، ہا: ضمیر فاعل، میم: حرف عماد، الف: علامت تشبیہ، صیغہ صفت با فاعل خود حال، ذوالحال با حال خود فاعل و مفعول بہ، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔

(59)..... "رَأَيْتُ الْأَمِيرَ وَهُوَ رَاكِبٌ"

ترکیب: رأیت: حسب سابق فعل اور فاعل، الأمير: ذوالحال، واو: حالیہ، ہو: ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع منفصل مبتدا، راکب: صیغہ صفت، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت با فاعل خود خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال با حال مفعول بہ، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ خبریہ۔

(60)..... "عِنْدِي أَحَدٌ عَشَرَ دِرْهَمًا"

ترکیب: عند: اسم ظرف غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم معرب بحركات ثلاثه

تقدیر یہ منصوب ہفتہ تقدیر مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، یاء: ضمیر متکلم مجرور محلا مضاف الیہ، ثابت: صیغہ صفت، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ راجع بسوئے مبتدا مؤخر، صیغہ صفت بافاعل ومفعول فیہ خبر مقدم، احد عشر: مرکب بنائی ممیز، درہما: تمیز ممیز با تمیز خود مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(61)..... ”مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرٌ رَاحَةٍ سَحَابًا“

ترکیب: ما: نافیہ مشبہ بلیس، اس جگہ خبر کے مقدم ہونے کے سبب عامل نہیں، فی: حرف جار، السماء: مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق ثابت: صیغہ صفت، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت بافاعل ومتعلق خبر مقدم، قدر: مضاف ممیز، راحة: مضاف الیہ، سحابا: تمیز، ممیز با تمیز مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(62)..... ”ضُرِبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ

ضَرْبًا شَدِيدًا فِي دَارِهِ تَادِيًا وَالْخَشْبَةَ“

ترکیب: ضرب: فعل مجہول، زید: نائب فاعل، یوم الجمعة: مفعول فیہ زمانی، امام الأمير: مفعول فیہ مکانی، ضربا شدیدا: مفعول مطلق نوعی، فی دارہ: ظرف لغو، تادیا: مفعول لہ، والخشبہ: مفعول معہ۔

(63)..... ”أَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا“

ترکیب: أعطیت: (صیغہ؟ ناقص واوی از باب افعال) فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح، لیکن دریں جا ساکن شد بعارض ضمیر، ت: ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز، اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر ضم مرفوع محلا فاعل، زید: مفعول اول، درہما: مفعول ثانی، فعل بافاعل و ہر دو مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔

(64)..... "كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا"

ترکیب: کان: فعل ناقص رافع اسم وناصب خبر، زید: اس کا اسم، قائما: صیغہ صفت، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت بافاعل خود خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(65)..... "اجلس ما دام زيد جالسا"

ترکیب: اجلس: (صیغہ؟) فعل، انت: اس میں پوشیدہ، ان: ضمیر مستتر فاعل، تاء: علامت خطاب، ما: مصدریہ موصول حرفی، دام: فعل ناقص، زید: اس کا اسم، جالسا: صیغہ صفت، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر خبر، فعل ناقص با اسم و خبر خود جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی با صلہ خود بتاویل مفرد مضاف الیہ برائے وقت مقدر، مضاف با مضاف الیہ مفعول فیہ، فعل با فاعل و مفعول فیہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(66)..... "عسى زيد ان يخرج"

ترکیب: عسی: فعل از افعال مقاربتی بر فتح مقدر، زید: اس کا اسم، ان: موصول حرفی، یشخرج: فعل، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی با صلہ خود بتاویل مفرد منصوب محلا خبر، فعل مقارب با اسم و خبر خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ (ترجمہ) امید ہے کہ زید عنقریب نکلے گا۔

(۲) عسی زید یشخرج کی ترکیب بھی یہی ہے صرف یہ فرق ہے کہ فعل مضارع اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ منصوب محلا خبر ہے۔

(67)..... "عسى ان يخرج زيد"

ترکیب: عسی: فعل مقارب، ان: مصدریہ موصول حرفی، یشخرج: فعل، زید:

اس کا فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی با صلہ خود بتاویل مفرد مرفوع محلا فاعل، فعل مقارب با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اس صورت میں عسی کا فعل تام ہے۔ (ترجمہ) امید ہے کہ زید کا نکلنا قریب ہے۔

(68)..... "نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ"

ترکیب: نعم: فعل از افعال مدح بنی بر فتح، الرَّجُلُ: فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، زید: اسم مفرد منصرف صحیح مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(69)..... "نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ"

ترکیب: نعم: فعل مدح، ہو: ضمیر مبہم اس میں مستتر ممیز، رجلا: تمیز، ممیز با تمیز خود فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، زید: مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(70)..... "حَبْدًا زَيْدٌ"

ترکیب: حب: (صیغہ؟ مضاعف ثلاثی از باب کرم) فعل مدح، ذا: اسم اشارہ اسم غیر متمکن مرفوع محلا فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، زید مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(71)..... "أَحْسَنُ بَزِيدٍ"

ترکیب: أحسن (صیغہ؟ از باب افعال) فعل امر بنی الاصل بنی برسکون، باء: حرف جار، زائدہ، زید: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحركات ثلاثہ لفظیہ مجرور بکسرہ لفظا مرفوع معنی فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(72)..... ”أَحْسَنَ زَيْدٌ أَي صَارَ ذَا حُسْنٍ“

ترکیب: أحسن: فعل، زید: فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ، ای: حرف تفسیر، صار: فعل ناقص رافع اسم و ناصب خبر، ہو: ضمیر مستتر اس کا اسم، ذا: اسم از اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ مضاف بغیریائے متکلم معرب بحروف ثلاثہ لفظیہ منصوب بالف بسبب خبریت صار مضاف، حسن: مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ خبر، صار با اسم و خبر خود جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا۔

(73)..... ”مَنْ تَضْرِبُ أَضْرِبُ“

ترکیب: من: اسم شرطی مبنی بر سکون، منصوب محلاً مفعول بہ مقدم، تضرب: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل مضارع مثبت معروف مجرد از ضمائر بارزہ مجزوم بسکون بسبب اسم جازم، انت: اس میں پوشیدہ، ان: ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار فاعل، ت: علامت خطاب، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ شرط، اضرب: فعل مضارع، انا: ضمیر اس میں پوشیدہ مرفوع محلاً فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط با جزاء جملہ شرطیہ ہوا۔ اسی طرح مَا تَفْعَلُ أَفْعَلُ اور أَي شَيْءٍ تَأْكُلُ أَكُلُ کی ترکیب کی جائے۔

(74)..... ”أَيْنَ تَجْلِسُ“

ترکیب: این: اسم شرط مفعول فیہ مقدم، تجلس: (صیغہ؟) فعل مضارع مجزوم بسکون، انت: ضمیر اس میں مستتر فاعل، فعل بافاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ جزاء، شرط با جزاء خود جملہ شرطیہ ہو باقی مثالوں میں اسی طرح ترکیب کی جائے؛ متسی، انسی، اذما، حیثما اور مہما کو مفعول فیہ مقدم قرار دیا جائے گا۔

(75)..... ”هَيْهَاتَ يَوْمَ الْعِيدِ أَيْ بَعْدَ“

ترکیب: ہیہات: اسم فعل مبنی بر فتح مرفوع محلا مبتدأ، یوم: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظا مضاف، العید: مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ فاعل قائم مقام خبر، مبتدأ با فاعل قائم مقام خبر جملہ اسمیہ خبریہ (ترجمہ) عید کا دن کتنا دور ہو گیا۔ ای: حرف تفسیر، بعد: (صیغہ؟) فعل تعجب، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ مفسرہ ہوا۔

(76)..... ”زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوهُ“

ترکیب: زید: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحركات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظا بسبب ابتداء مبتدأ، قائم: (صیغہ؟) صیغہ صفت، ابو: اسم از اسماء ستہ مکبرہ موحدہ مضاف بغیر یاء متکلم مرفوع بواو بسبب فاعلیت مضاف فاعل، ہ: ضمیر مذکر غائب مجرور متصل مجرور محلا مضاف الیہ، صیغہ صفت با فاعل خود شبہ جملہ اسمیہ خبر مبتدأ، مبتدأ با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(77)..... ”زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوهُ عَمْرُوًّا“

ترکیب: زید: مبتدأ، ضارب: صیغہ صفت، ابو: حسب سابق مضاف فاعل، ہ: ضمیر مضاف الیہ، عمرو: مفعول بہ، صیغہ صفت با فاعل ومفعول بہ شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مبتدأ اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ (ترجمہ) زید کا باپ عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔

(78)..... ”مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوهُ بَكْرًا“

ترکیب: مررت: (صیغہ؟) مضاعف ثلاثی از باب نصر فعل، تا: ضمیر مرفوع متصل بارز، اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر ضم مرفوع محلا فاعل، با: حرف جار، رجل موصوف، ضارب: صیغہ صفت، ابو: مضاف، مضاف الیہ فاعل، بکرا: مفعول بہ، صیغہ صفت با

فاعل و مفعول بہ شبہ جملہ اسمیہ ہو کر صفت، موصوف با صفت خود مجرور جار، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق مردت، فعل با فاعل و ظرف لغو جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) میں ایسے مرد کے پاس سے گزرا جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے یا مارے گا۔

(79)..... ”جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهُ فَرَسًا“

ترکیب: جاء: فعل، زید: ذوالحال، راکبا: صیغہ صفت، غلام: مضاف فاعل، ہ: ضمیر مضاف الیہ، فرسا: مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) میرے پاس زید اس حال میں آیا کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار تھا۔

(80)..... ”أَصَارِبُ زَيْدٌ عَمْرًا“

ترکیب: ہمزہ: حرف استفہام مبنی بر فتح، ضارب: صیغہ صفت مبتدا قسم دوم، زید: فاعل قائم مقام خبر، عمرو: مفعول بہ، اسم فاعل مبتدا کی دوسری قسم اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ (ترجمہ) کیا زید، عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔

(81)..... ”مَا قَائِمٌ زَيْدٌ مُخْبِرٌ ابْنُهَا عَمْرًا فَاصِلًا“

ترکیب: ما: حرف نفی، قائم: (صیغہ؟) اسم فاعل مبتدا قسم ثانی، زید: فاعل قائم مقام خبر، مبتدا قسم ثانی اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) زید کھڑا نہیں ہے یا کھڑا نہیں ہوگا۔ مفرد منصرف صحیح مرفوع بضم لفظ بسبب ابتداء مبتدا، مخبر: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال صیغہ صفت، ابن: نائب فاعل مضاف، ہا: ضمیر واحد مذکر غائب مجرور محلا مضاف الیہ،

عمرو: منصوب بفتح لفظ مفعول اول، فاضلا: صیغہ صفت، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل جو موصوف مقدر شخصا کی طرف راجع ہے، صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر مفعول ثانی، مخبر صیغہ صفت اپنے نائب فاعل اور ہر دو مفعول سے مل کر خبر مبتدا، مبتدا باخبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(82)..... "زَيْدٌ حَسَنٌ غُلَامٌ"

ترکیب: زید: اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحركات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظا بسبب ابتداء مبتدا، حسن: صفت مشبہ مرفوع بضمہ لفظا بسبب ابتداء، غلام: اسم مفرد مرفوع بضمہ بسبب فاعلیت فاعل مضاف، ہا: ضمیر مجرور محلا بسبب اضافت مضاف الیہ، صیغہ صفت با فاعل خود خبر مبتدا، مبتدا باخبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔ (ترجمہ) زید کا غلام خوبصورت ہے۔

(83)..... "زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو"

ترکیب: زید: مرفوع بضمہ لفظا مبتدا، افضل: اسم تفضیل، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، من: حرف جار مبنی الاصل مبنی بر سکون، عمرو مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق افضل، اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا باخبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

(84)..... "زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ"

ترکیب: زید: مبتدا، افضل: اسم تفضیل مضاف، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، القوم مضاف الیہ، اسم تفضیل اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(85)..... ”أَعْجَبَنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًا“

ترکیب: اعجب: (صیغہ؟) فعل، نون: وقایہ، یاء: ضمیر واحد متکلم منصوب متصل
منصوب محلا، مفعول بہ، ضرب: مصدر مرفوع بضمہ لفظا فاعل مضاف، زید: مجرور لفظا
ومرفوع معنی، مضاف الیہ لفظا وفاعل معنی، عمرو: مفعول بہ، مصدر اپنے مضاف الیہ اور
مفعول بہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(86)..... ”جَاءَ غُلامٌ زَيْدٍ“

ترکیب: جاء: فعل ماضی، نون: وقایہ، یاء: ضمیر واحد متکلم مفعول بہ، غلام: اسم
مفرد مرفوع بضمہ لفظا فاعل مضاف، زید: مجرور بالکسر لفظا بسبب مضاف، مضاف
الیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(87)..... ”مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرٌ رَاحَةٍ سَحَابًا“

ترکیب: ما: حرف نفی مشبہ بلیس، خبر کے مقدم ہونے کے سبب لفظوں میں عمل نہیں
کرتا، فی: حرف جار، السماء: مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر، متعلق ثابت
مقدر، ثابت: اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، قدر: اسم مفرد
مرفوع بضمہ لفظا مبتدا مؤخر مضاف، راحة: مضاف الیہ، سحابا: تمیز رافع ابہام
نسبت، مبتدا مؤخر با خبر مقدم جملہ اسمیہ خبریہ۔

(88)..... ”عِنْدِي أَحَدٌ عَشَرَ رَجُلًا“

ترکیب: عند: اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، مضاف، یاء: ضمیر
مضاف الیہ، ثابت: اسم فاعل، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل
اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، احد عشر: مرکب بنائی ممیز، رجلا: تمیز، ممیز با

تممیز خود مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر با خبر مقدم جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(89)..... ”زَيْدٌ أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا“

ترکیب: زید: مبتدا، اکثر: اسم تفضیل غیر منصرف، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، من: حرف جار، ک: ضمیر مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق اکثر، مالا: تممیز نسبت، یعنی اکثر کی نسبت بسوئے فاعل، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(90)..... ”هَلْ نَبِئْتُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا“

ترکیب: هل: حرف استفہام، نبی: (صیغہ؟ مہموز اللام از باب تفعیل) فعل مضارع مجرور ضمائر بارزہ، نحن: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، کم میں کاف: ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول، میم: علامت جمع مذکر، باء: حرف زائد، الاخسرین: جمع مذکر سالم مجرور بباء ما قبل مکسور، منصوب معنی بنا بر مفعولیت، اسم تفضیل، ہم: ضمیر اس میں پوشیدہ، ہا: ضمیر مرفوع متصل فاعل راجع بسوئے موصوف مقدر الاشخاص، میم: علامت جمع مذکر، اعمالا: تممیز از نسبت، یعنی نسبت اخسرین بسوئے فاعل، اسم تفضیل اپنے فاعل اور تممیز سے مل کر مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور ہر دو مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(91)..... ”عِنْدِي عَشْرُونَ دِرْهَمًا“

ترکیب: عندی: اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، صیغہ صفت اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، عشرون: اسم عدد ملحق بہ جمع مذکر سالم مرفوع بو او ما قبل مضموم ممیز، درہما: تممیز، ممیز اپنی تمیز کے ساتھ مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(92)..... ”عِنْدِي مِلُّهُ عَسَلًا“

ترکیب: عندی: اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، مل ء: مضاف، ہ: ضمیر مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ ممیز، عسلا تمیز، ممیز با تمیز مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر با خبر مقدم جملہ اسمیہ خبریہ۔

(93)..... ”كَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ“

ترکیب: کم: استفہامیہ مرفوع محلا ممیز، رجلا: تمیز، ممیز اپنی تمیز کے ساتھ مل کر مبتدا، عند: اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثابت مقدر مضاف، ک: ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، ثابت: اسم فاعل، ہو: ضمیر اس میں مستتر فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(94)..... ”عِنْدِي كَذَا دِرْهَمًا“

ترکیب: عند: اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، یا: ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، ثابت اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، کذا: اسم کنایہ از عدد، ممیز، درہما: تمیز، ممیز اپنی تمیز کے ساتھ مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(95)..... ”كَمْ دَارٍ بَنِيَتْ“

ترکیب: کم: خبریہ منصوب محلا ممیز مفعول بہ مقدم مضاف، دار: تمیز مضاف الیہ، بنیت: (صیغہ ناقص یا بی از باب ضرب) فعل، تاء: ضمیر واحد متکلم فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح کم مال انفق کی ترکیب کی جائے۔

(96)..... ”كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَوَاتِ“

ترکیب: کم: خبریہ مرفوع محلا ممیز، من: حرف جار زائد، ملک: موصوف، فی: حرف جار، السموات: جمع مؤنث سالم مجرور لفظاً، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق ثابت مقدر، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا، خبر آیت کے باقی حصہ میں ہے۔

(97)..... ”زَيْدٌ قَائِمٌ“

ترکیب: زید: اسم مفرد منصرف صحیح معرب. بحركات ثلاثه لفظیہ مرفوع بضمہ بسبب ابتداء مبتدا، قائم: (صیغہ؟) اسم فاعل مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتداء، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(98)..... ”جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ حَسَنٌ أَبُوهُ“

ترکیب: جاء: فعل، نون: وقایہ، یا: ضمیر متکلم مفعول بہ، رجل: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظاً موصوف، حسن: صفت مشبہ، ابو اسم از اسماء ستم مکبرہ مرفوع بو او فاعل، مضاف، ہ: ضمیر واحد مذکر غائب مجرور محلا مضاف الیہ، صیغہ صفت با فاعل خود صفت، موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) میرے پاس ایک حسین باپ والا مرد آیا۔

(99)..... ”عِنْدِي رَجُلٌ عَالِمٌ“

ترکیب: عند: اسم ظرف مضاف، یا: ضمیر واحد متکلم مجرور محلا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ برائے ثابت مقدر، ثابت: صیغہ صفت

اپنے فاعل مستتر ہو اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، راجل: موصوف، عالم: اسم فاعل، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) میرے پاس ایک عالم مرد ہے۔

(100)..... ”زَيْدٌ قَائِمٌ“

ترکیب: زید: مبتدا، زید: تاکید، قائم: صیغہ صفت، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) زید زید کھڑا ہے۔

(101)..... ”ضَرْبَ ضَرْبِ زَيْدٍ“

ترکیب: ضرب: فعل، دوسرا ضرب: اس کی تاکید، زید: فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ (ترجمہ) زید نے مارا مارا

(102)..... ”إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ“

ترکیب: ان: حرف مشبہ بالفعل، ان: تاکید، زید: اسم، قائم: صیغہ صفت اپنے فاعل ضمیر مستتر کے ساتھ مل کر خبر، اسم ان باخبر خود جملہ اسمیہ خبریہ (ترجمہ) بے شک، بے شک زید کھڑا ہے۔

(103)..... ”جَاءَ نَفْسُ زَيْدٍ نَفْسَهُ“

ترکیب: جاء: فعل، نون: وقایہ، یاء: ضمیر متکلم مفعول بہ، زید: موکد، نفس: اسم مفرد تاکید، مضاف، ہ: ضمیر مضاف الیہ، موکد باتا تاکید خود فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میرے پاس خود زید آیا۔

(104)..... ”جَاءَ نَبِيُّ الزَّيْدَانَ كِلَاهُمَا“

ترکیب: جاء: فعل، نون: وقایہ، یاء: ضمیر متکلم مفعول بہ، الزیدان: اسم ثنی معرب بحر فین رفعش بالف و نصب و جربیا ما قبل مفتوح، مرفوع بالف موکد، کلا: اسم ملحق بتثنیہ مرفوع بالف تاکید مضاف، ہما میں ہا: ضمیر زیدان کی طرف راجع مضاف الیہ، میم: حرف عماد، الف: علامت تشنیہ، موکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) میرے پاس دونوں زید آئے۔

(105)..... ”جَاءَ نَبِيُّ الْقَوْمِ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ اِكْتَعُونَ اَبْتَعُونَ اَبْصَعُونَ“

ترکیب: جاء: فعل، نون: وقایہ، یاء: ضمیر متکلم مفعول بہ، القوم: موکد، کلہم: مضاف مضاف الیہ تاکید اول، اجمعون: جمع مذکر سالم مرفوع بواو معطوف علیہ، واو: حرف عطف، اکتعون: پہلا معطوف، واو: حرف عطف، ابتعون: دوسرا معطوف، واو: حرف عطف، ابصعون: تیسرا معطوف، معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے مل کر دوسری تاکید، موکد اپنی دونوں تاکیدوں سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میرے پاس کل سب کی سب ساری کی ساری تمام کی تمام قوم آئی۔

(106)..... ”جَاءَ نَبِيُّ زَيْدٍ اِخْوَك“

ترکیب: جاء: فعل و مفعول بہ، زید: مبدل منہ، اخو: اسم از اسماء ستہ مکبرہ مرفوع بواو بدل کل مضاف، ک: ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو۔

(107)..... ”ضَرَبَ زَيْدٌ رَأْسَهُ“

ترکیب: ضرب: فعل ماضی مجہول، زید: مبدل منہ، اس: بدل بعض مضاف
 ہ: ضمیر مضاف الیہ، مبدل منہ اپنے بدل بعض سے مل کر نائب فاعل، فعل اپنے نائب
 فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ (۳) سَلَبَ زَيْدٌ ثَوْبَهُ کی ترکیب بھی اسی طرح کی
 جائے۔ ثوبہ بدل اشتمال ہے۔

(108)..... ”مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ“

ترکیب: مررت (صیغہ؟ مضاعف ثلاثی از باب نصر) فعل، تاء: ضمیر متکلم
 مرفوع متصل بارز فاعل، باء: حرف جار، رجل: مبدل منہ، حمار: بدل غلط، مبدل
 منہ اپنے بدل سے مل کر مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق مررت، فعل اپنے فاعل
 اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(109)..... ”أَقْسَمُ بِاللَّهِ أَبُو حَفْصٍ عُمَرَ“

ترکیب: اقسام: (صیغہ؟ از باب افعال) فعل ماضی، باء: حرف جار، اسم جلالہ:
 مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق اقسام، ابو حفص: کنیت پہلا جزء مرفوع اور دوسرا
 جزء مجرور بالکسر لفظا معطوف علیہ (مبین)، عمر: اسم غیر منصرف مرفوع بضمہ لفظا
 بسبب اتباع، عطف بیان، معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے مل کر فاعل، فعل اپنے
 فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) ابو حفص عمر نے قسم کھائی۔

(110)..... ”نَادَيْنَاهُ بِلَفْظٍ يَا اِبْرَاهِيمَ“

ترکیب: نادینا: صیغہ واحد متکلم معظم فعل ماضی مثبت معروف، مبنی بر فتح، لیکن اس جگہ
 ضمیر متصل کے سبب مبنی بر سکون، نا: ضمیر برائے واحد متکلم معظم مرفوع محلا فاعل، ہ: ضمیر

واحد مذکر غائب منصوب متصل منصوب محلا مفعول بہ راجع بسوئے اسم رسالت (سیدنا ابراہیم علیہ السلام)، بلفظ، باء: حرف جار، لفظ: معطوف علیہ یا مبدل منہ، ان: حرف تفسیر، یا ابراہیم: بتاویل ہذا اللفظ، عطف بیان یا بدل الکل، معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے یا کہا جائے مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مجرور جار، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق نادینا، فعل اپنے فاعل مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا ۱۲ البشیر۔

(111)..... "أَلَا تَحْفَظُ الدَّرْسَ"

ترکیب: الا: حرف تخیص، تحفظ: فعل مضارع، انت: اس میں پوشیدہ، ان: ضمیر مرفوع متصل فاعل، ت: علامت خطاب، الدرس: مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(112)..... "كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ"

ترکیب: کلا: بمعنی حقا، سوف: حرف استقبال مبنی بر فتح، تعلمون: فعل مضارع مرفوع باثبات نون، واو: ضمیر جمع مذکر حاضر مرفوع متصل بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(113)..... "صه"

ترکیب: صه: اسم فعل مبنی بر کسر مرفوع محلا مبتدأ، اس میں انت پوشیدہ، ان: ضمیر مرفوع محلا فاعل قائم مقام خبر، تاء: علامت خطاب، مبتدأ اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(114)..... "أُسْكُتُ سُكُوتًا مَّا فِي وَقْتِ مَّا"

ترکیب: اسکت: (صیغہ؟) فعل امر، انت اس میں مستتر، ان: ضمیر فاعل، تاء:

علامت خطاب، سکوتا: مصدر موصوف، ما: یعنی بر سکون صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول نوعی، فی: حرف جار، وقت: موصوف، ما: صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق اسکت، فعل اپنے فاعل، مفعول مطلق اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اُسْکَتِ السُّكُوتِ الْاَنَ میں السکوت: مفعول مطلق اور الاَن ظرف زمان مفعول فیہ۔

(114)..... ”اَقْلَى اللّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابِنُ وَقَوْلِيْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابِنُ“

ترکیب: اقلی: صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ مضاعف ثلاثی از باب افعال، یاء: ضمیر مرفوع متصل، مرفوع محلا فاعل، اللوم: معطوف علیہ، واو: حرف عطف، العتابین: اسم مفرد باتنویں ترنم معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ جواب نداء مقدم، عاذل: دراصل یا عاذلة تھا، یا: حرف نداء قائم مقام ادعوا، ادعو: فعل مضارع معتل واوی مفرد مجرد از ضمائر بارزہ مرفوع بضمہ تقدیرا، انا: ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار فاعل، عاذل: منادی مفرد معرفہ مرخم مبنی بضمہ تقدیری مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جملہ نداء، واو: حرف عطف، قولی: (صیغہ؟) اجوف واوی از باب نصر، فعل امر، یاء: ضمیر واحد مؤنث مرفوع محلا فاعل، لام: حرف تاکید، قد: حرف تحقیق، اصابن: (صیغہ؟) اجوف واوی از باب افعال، فعل باتنویں ترنم، ہو ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ منصوب محلا مقولہ، فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا، ان حرف شرط اصبت (صیغہ؟) فعل، تاء: ضمیر متکلم فاعل، فعل

اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط اس کی جزا محذوف ہے، شرط اپنی جزا کے ساتھ مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ جزائے محذوف پر قرینہ جملہ قولی لقد اصابت ہے جس کے درمیان شرط واقع ہے۔

(115)..... "اَضْرَبَنَّ"

ترکیب: اضر بن، اضر ب: فعل امر بئنی بر سکون، اس جگہ التقائے ساکنین سے بچنے کے لیے فتح آ گیا ہے، نون: ثقیلہ یعنی بر فتح، انت پوشیدہ، اس میں ان: ضمیر فاعل، تاء: علامت خطاب، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ (ترجمہ) تو ضرور مار۔

(116)..... "فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَعِيَ النَّارِ"

ترکیب: فا: حرف تفصیل، من: حرف جار، ہم میں ہا: ضمیر مجرور متصل، مجرور، میم: علامت جمع مذکر، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق ثابتان، اور وہ اسم ثنی اسم فاعل، ہما: اس میں پوشیدہ، ہا: ضمیر مرفوع متصل فاعل، میم: حرف عداد، الف: علامت تثنیہ، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، شقی: اسم مفرد منصرف جاری مجری صحیح مرفوع بضم لفظا بسبب ابتداء، معطوف علیہ، واو: حرف عطف، سعید: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضم لفظا بسبب اتباع، معطوف، معطوف علیہ با معطوف مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ جملہ ہوا، فا: حرف تفصیل، اما: حرف شرط بئنی بر سکون برائے تفصیل جس کی شرط وجوبا محذوف ہے، الذین: اسم موصول، شقوا: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب سمع یسمع، فعل، واو: ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ (جس کے لیے محل اعراب نہیں)، موصول اپنے

صلہ سے مل کر مرفوع محلا مبتدا، فا: جوابیہ، فی: حرف جار، النار: مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر، متعلق ثابتون، ثابتون جمع مذکر سالم مرفوع بواو، صیغہ صفت، ہم اس میں پوشیدہ، ہا: ضمیر مرفوع متصل فاعل، میم: علامت جمع، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزاء، شرط محذوف اپنی جزاء کے لئے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ مفصلہ ہوا۔ اسی طرح ﴿وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا فَفِي الْجَنَّةِ﴾ کی ترکیب کی جائے، یہ جملہ شرطیہ معطوفہ مفصلہ ہوگا۔

(117)..... ”لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا“

ترکیب: لو: حرف شرطیہ بر سکون، کان: (صیغہ؟) فعل ناقص، فی: حرف جار، ہما، ہا: ضمیر مجرور متصل مجرور جار، میم: حرف عماد، الف: علامت تثنیہ، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق متصرفہ، اور وہ صیغہ صفت، ہی: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل راجع بسوئے آلہہ، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، الہة: جمع مکسر منصرف مرفوع لفظ موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف مرفوع محلا، اللہ اسم جلالت: مجرور تقدیرا مضاف الیہ، جو رفع الا پر آنا تھا وہ اسم جلالت پر لفظ آ گیا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: جوابیہ، فسدتا: (صیغہ؟) فعل، تاء: علامت تانیث، الف: ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(118)..... ”لَوْلَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عُمَرُ“

ترکیب: لولا: امتناعیہ، علی: اسم مفرد منصرف جاری مجری صحیح مرفوع بضمہ لفظا

مبتدا، اس کی خبر موجود و جو با محذوف ہے، موجود صیغہ؟ صیغہ صفت، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ نائب فاعل، صیغہ صفت اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، لام: حرف تاکید، ہلک: (صیغہ؟) از باب ضرب فعل، عمر: اسم مفرد غیر منصرف مرفوع بضم لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب لولا۔

(119)..... ”لَزَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو“

ترکیب: لام: حرف تاکید یعنی بر فتح، زید: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضم لفظا بسبب ابتداء مبتدا، افضل: (صیغہ؟ از باب نصر) اسم مفرد غیر منصرف بسبب وصف و وزن فعل، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، من: حرف جار، عمرو: مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق افضل، اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ موکدہ ہوا۔

(120)..... ”أَقُومُ مَا جَلَسَ الْأَمِيرُ“

ترکیب: اقوم: (صیغہ؟ اجوف واوی از باب نصر) فعل مضارع، انا: اس میں پوشیدہ فاعل، ما: موصول حرفی، جلس: فعل، الامیر: فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد مجرور محلا مضاف الیہ برائے مضاف مقدر وقت، مضاف مقدر اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل (اقوم) اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(121)..... ”جَاءَ نِيْ اِمَّا زَيْدٌ وَاِمَّا عَمْرٌو“

ترکیب: جاء: فعل، نون، وقایہ، یاء: ضمیر متکلم مفعول بہ، اما: حرف تردید، زید:

معطوف علیہ، واؤ: جمہور کے نزدیک زائدہ، اما: حرف عطف مبنی بر سکون، عمرو: معطوف، معطوف علیہ با معطوف خود فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(122)..... ”أَزِيدًا أَمْ عَمْرًا رَأَيْتُ“

ترکیب: ہمزہ: حرف استفہام، زیدا: معطوف علیہ، ام: حرف عطف، عمرو: معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، رأیت: فعل، تاء: ضمیر مرفوع متصل فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(123)..... ”جَاءَ نِي الْقَوْمِ إِلَّا زَيْدًا“

ترکیب: جاء نی: حسب سابق فعل اور مفعول بہ، القوم: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، مستثنی منہ، الا حرف استثناء، زیدا: مستثنی متصل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (۲) جَاءَ نِي الْقَوْمِ إِلَّا حِمَارًا کی ترکیب بھی اسی طرح کی جائے فرق یہ ہے کہ حمارا مستثنی منقطع ہے۔

(124)..... ”مَا جَاءَ نِي إِلَّا زَيْدًا أَحَدٌ“

ترکیب: ما: حرف نفی، جاء نی: فعل اور مفعول بہ، الا: حرف استثناء، زیدا: مستثنی متصل مقدم، احد: فاعل مستثنی منہ مؤخر، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔

(125)..... ”جَاءَ نِي الْقَوْمِ خَلَا زَيْدًا“

ترکیب: جاء نی: فعل و مفعول بہ، القوم: ذو الحال، خلا: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نصر، ہو: ضمیر اس میں

پوشیدہ فاعل راجع بسوئے قوم، زیداً: مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، وعدا زیداً میں واؤ کے بعد جاء نی القوم مقدر ہے، سابقہ عبارت اس پر قرینہ ہے۔ ترکیب حسب سابق۔

(126)..... ”جَاءَ نِي الْقَوْمِ مَا خَلَا زَيْدًا“

ترکیب: جاء نی: فعل اور مفعول بہ، القوم: فاعل، ما: مصدریہ موصول حرفی، خلا زیداً: حسب سابق فعل، فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، ما موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مضر و مضاف الیہ برائے مضاف مقدر کہ وقت ہے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(127)..... ”جَاءَ نِي الْقَوْمِ لَا يَكُونُ زَيْدًا“

ترکیب: جاء نی القوم لا یكون زیداً: فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال۔ اسی طرح جاء نی القوم لیس زیداً کی ترکیب کی جائے۔

(128)..... ”مَا جَاءَ نِي أَحَدٌ إِلَّا زَيْدًا وَإِلَّا زَيْدٌ“

ترکیب: ما: حرف نفی، جاء نی: فعل اور مفعول بہ، احد: فاعل مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، زیداً: مستثنیٰ متصل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، والا زیدد میں واؤ کے بعد سابقہ عبارت کے قرینہ سے ما جاء نی أَحَدٌ مقدر ہے، احد: مبدل منہ، الا: حرف استثناء، زید: بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(129)..... ”مَا جَاءَ نِيَّ إِلَّا زَيْدٌ“

ترکیب: ما جاء نی: حسب سابق فعل اور مفعول بہ، الا: حرف استثناء، زید: مستثنیٰ مفرغ، فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) میرے پاس کوئی نہیں آیا مگر زید۔ اسی طرح باقی مثالوں کی ترکیب کی جائے۔ بزید مجرور بواسطہ جار مستثنیٰ مفرغ، ظرف لغو متعلق مردت۔

(130)..... ”جَاءَ نِيَّ الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ“

ترکیب: جاء نی: فعل اور مفعول بہ، القوم: مستثنیٰ منہ، غیر: اسم مفرد منصرف صحیح مضاف، زید: مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(131)..... ”جَاءَ نِيَّ الْقَوْمُ سِوَى زَيْدٍ“

ترکیب: جاء نی القوم فعل، مفعول بہ اور فاعل، سوی: اسم مقصور، منصوب تقدیر مضاف، زید: مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) قوم میرے پاس آئی سوائے زید کے۔

(132)..... ”جَاءَ نِيَّ الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدٍ“

ترکیب: جاء نی: فعل اور مفعول بہ، القوم: مستثنیٰ منہ، حاشا: حرف جار برائے استثناء، زید: مجرور لفظاً و منصوب معنی مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(133)..... ”جَاءَ نِيَّ الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدًا“

ترکیب: اگر حاشا فعل ہو: جاء نی: فعل اور مفعول بہ، القوم: ذوالحال،

حاشا: بمعنی جانب فعل ماضی، ہو: ضمیر اس میں پوشیدہ راجع بسوئے ذوالحال (قوم) فاعل، زیدا: مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملیہ فعلیہ خبریہ منصوب محلا حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(134)..... ”حَاشَا لِلّٰهِ“

ترکیب: اگر حاشا اسم ہو: حاشا: بمعنی تنزیہ مبنی بر سکون (حرف کی مشابہت کی بناء پر) مرفوع محلا، مبتدا، لام: حرف جار، اسم جلال (اللہ): مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق ثابت، اس میں ہو: ضمیر مستتر فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے لیے پاکیزگی ہے۔

(135)..... ”جَاءَ نَبِيُّ الْقَوْمِ غَيْرَ زَيْدٍ“

ترکیب: جاء نی: فعل اور مفعول بہ، القوم: مستثنیٰ منہ، غیر: اسم مفرد منصرف صحیح منصوب لفظ مضاف، زید: مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ جاء نی القوم غیر حمار کی ترکیب اسی طرح کی جائے۔ غیر حمار مستثنیٰ منقطع ہے۔

(136)..... ”مَا جَاءَ نَبِيُّ غَيْرَ زَيْدٍ الْقَوْمِ“

ترکیب: ما جاء نی: حسب سابق، غیر زید: مرکب اضافی مستثنیٰ متصل مقدم، القوم: مستثنیٰ منہ مؤخر، مستثنیٰ مؤخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(137)..... ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“

ترکیب: آیت مبارکہ کی ترکیب اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ کلمہ طیبہ کی ترکیب یہ ہے:
 لا: برائے نفی جنس، الہ: اسم نکرہ مفروضی بر فتح، منصوب باعتبار محل قریب، مرفوع باعتبار محل
 بعید مبدل منہ، الا: حرف استثناء، اسم جلالت: اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً بدل البعض،
 مبدل منہ اپنے بدل کے ساتھ مل کر اسم لا، موجود مقدر صیغہ صفت، ہو: ضمیر اس میں
 پوشیدہ نائب فاعل راجع بسوئے الہ، صیغہ صفت اپنے نائب سے مل کر خبر لا، اسم لا با خبر خود
 جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، ۱۲ البشیر۔



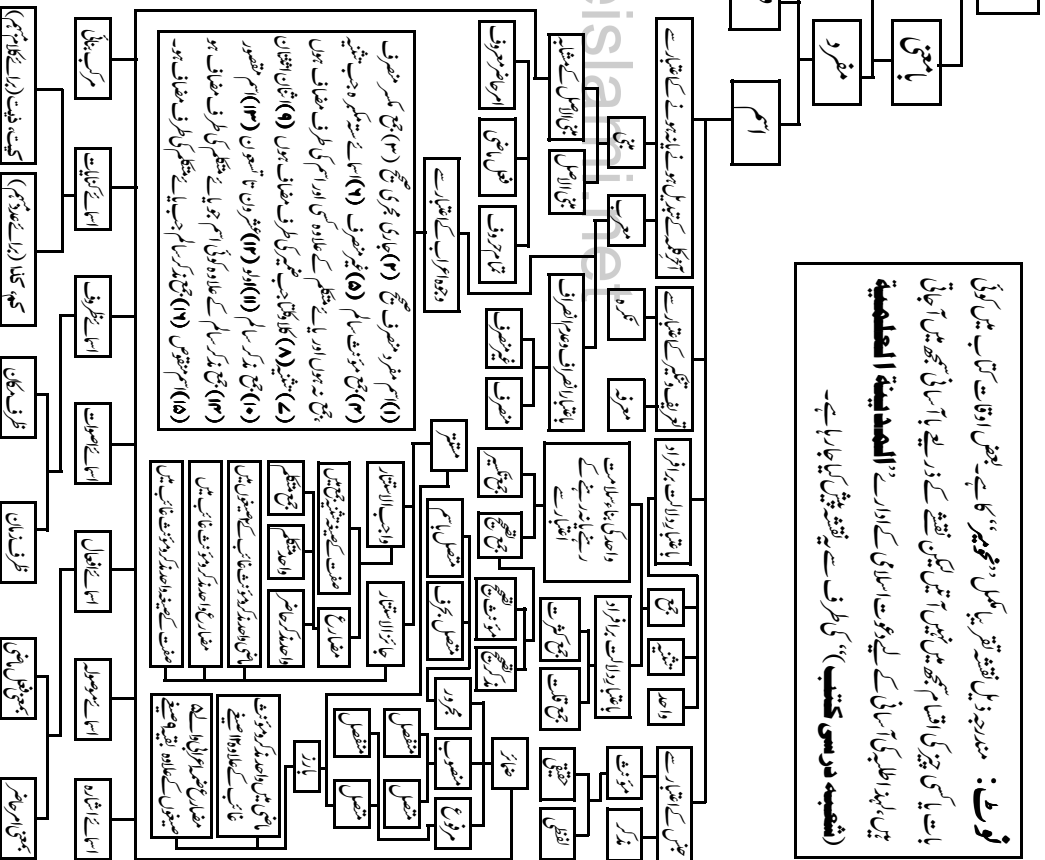
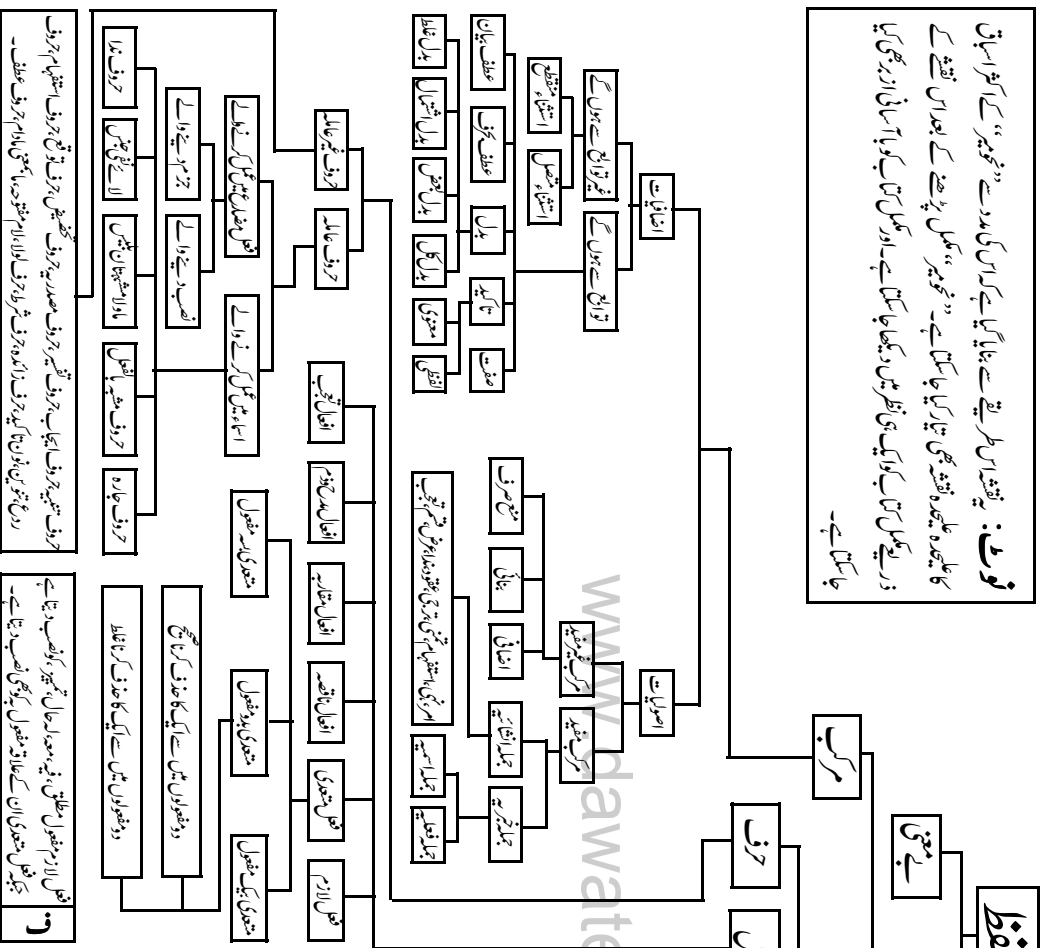
النحو في الأقسام كالمع في اللغات

نقشه نحو مير

النحو أم العلوم والنحو أبو ذها

نوٹ: پیشتر اس طریقے سے بنایا گیا ہے کہ اس کی مدد سے ”نحو میر“ کے اکثر اہم بات کا علیحدہ علیحدہ نقشہ بھی تیار کیا جا سکتا ہے۔ ”نحو میر“ مکمل پڑھنے کے بعد اس نقشے کے ذریعے مکمل کتاب کا ایک ہی نظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اور مکمل کتاب کا آسانی اور بھی کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ: مندرجہ ذیل نقشہ تقریباً مکمل ”نحو میر“ کا ہے، بعض اوقات کتاب میں کوئی بات یا کسی چیز کی اقسام سمجھ نہیں آتیں لیکن نقشے کے ذریعے آسانی سمجھ میں آجاتی ہیں، لہذا مطالعہ کی آسانی کے لیے دعوت اسلامی کے ادارے ”المدریۃ العلمیۃ (شعبہ دینی کتب)“ کی طرف سے یہ نقشہ پیش کیا جا رہا ہے۔



مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ قابل مطالعہ کتب

شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

- (۱) راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل (رَأْدُ الْفَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَةِ الْجِيرَانِ وَمُؤَاسَاةِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات: 40)
- (۲) دعاء کے فضائل (أَحْسَنُ الْوَعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَهُ ذَيْلُ الْمُدْعَا لِأَحْسَنِ الْوَعَاءِ) (کل صفحات: 140)
- (۳) عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وَسَاحُ الْجَيْدِ فِي تَحْلِيلِ مُعَانَقَةِ الْعِيدِ) (کل صفحات: 55)
- (۴) کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (كَيْفُ الْفَقِيهِ الْفَاهِمِ فِي أَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِمِ) (کل صفحات: 199)
- (۵) والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (الْحَقُوقُ لِطَرْحِ الْعُقُوقِ) (کل صفحات: 125)
- (۶) اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (إِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِيِّ) (کل صفحات: 100) (۷) ولایت کا آسان راستہ (تصویر شیخ) (الْيَاقُوتَةُ الْوَاسِطَةُ) (کل صفحات: 60)

- (۸) شریعت و طریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِإِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات: 57) (۹) معاشی ترقی کا راز (حاشیہ و تشریح تدبیر فلاح و نجات و اصلاح) (کل صفحات: 41)
- (۱۰) ثبوت ہلال کے طریقے (طُرُقُ إِثْبَاتِ هِلَالِ) (کل صفحات: 63) (۱۱) ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات: 74)

عربی کتب: از امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

- (۱۲) كَيْفُ الْفَقِيهِ الْفَاهِمِ (کل صفحات: 74)۔ (۱۳) تَمْهِيدُ الْإِيمَانِ۔ (کل صفحات: 77) (۱۴) الْأَجَازَاتُ الْمَيِّنَةُ (کل صفحات: 62)۔ (۱۵) إِقَامَةُ الْقِيَامَةِ (کل صفحات: 60) (۱۶) الْفَضْلُ الْمَوْهَبِيُّ (کل صفحات: 46) (۱۷) أَجَلِي الْأَعْلَامِ (کل صفحات: 70) (۱۸) الزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِيَّةُ (کل صفحات: 93) (۱۹، ۲۰، ۲۱) جَدُّ الْمُسْتَمَارِ عَلِي رَدِّ الْمُسْتَحَارِّ (المجلد الاول والثاني والثالث) (کل صفحات: 713-672-570)

شعبہ اصلاحی کتب

- (۲۲) خوفِ خدا عزوجل (کل صفحات: 160) (۲۳) انفرادی کوشش (کل صفحات: 200) (۲۴) تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات: 33) (۲۵) فکرِ مدینہ (کل صفحات: 164) (۲۶) امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات: 32) (۲۷) نماز میں تکرار کے مسائل (کل صفحات: 39) (۲۸) جنت کی دوچابیاں (کل صفحات: 152) (۲۹) کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات: 43) (۳۰) نصابِ مدنی قافلہ (کل صفحات: 196) (۳۱) کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: تقریباً 63) (۳۲) فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات: 325) (۳۳) مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات: 96) (۳۴) حق و باطل کا فرق (کل صفحات: 50) (۳۵) تحقیقات (کل صفحات: 142) (۳۶) اربعینِ حنفیہ (کل صفحات: 112) (۳۷) عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات: 24) (۳۸) طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات: 30) (۳۹) توبہ کی روایات و حکایات (کل صفحات: 124) (۴۰) قبر کھل گئی (کل صفحات: 48) (۴۱) آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات: 275) (۴۲) ٹی وی اور موی (کل صفحات: 32) (۴۳-۴۴) فتاویٰ اہل سنت (سات حصے) (۵۰) قبرستان کی چڑیل (کل صفحات: 24) (۵۱) غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات: 106) (۵۲) تعارفِ امیرِ اہلسنت (کل صفحات: 100) (۵۳) رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات: 255) (۵۴) مدنی کاموں کی تقسیم (کل صفحات: 68) (۵۵) دعوتِ اسلامی کی مدنی بہاریں (کل صفحات: 220) (۵۶) تربیتِ اولاد (کل صفحات: 187) (۵۷) آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات: 62) (۵۸) احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات: 66) (۵۹) فیضانِ چہل

احادیث (کل صفحات: 120) (۶۰) بدگمانی (کل صفحات: 57) (۶۱) غافل درزی (کل صفحات: 36) (۶۲) بد نصیب دولہا (کل صفحات: 32) (۶۳) گوگامبلغ (کل صفحات: 55) (۶۴) کرچین مسلمان ہو گیا (کل صفحات: 32) (۶۵) دعوت اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات: 24) (۶۶) قوم ہجرت اور امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ (کل صفحات: 262) (۶۷) فیضان امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ (کل صفحات: 101) (۶۸) 40 فرامین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کل صفحات: 87)

﴿ شعبہ تراجم کتب ﴾

(۶۹) جنت میں لے جانے والے اعمال (الْمَمْتَحَرُ الرَّابِعُ فِي ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات: ۷۴۳)
 (۷۰) جہنم میں لے جانے والے اعمال.. جداول (الزواج عن اقتراح الكباثر) (کل صفحات: 853)
 (۷۱) مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روشن فیصلے (الْبَاهِرُ فِي حُكْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ) (کل صفحات: 112)
 (۷۲) نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّةُ الْعُيُونِ وَمُفْرَحُ الْقَلْبِ الْمُحْزُونِ) (کل صفحات: 138)
 (۷۳) سایہ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْهِيدُ الْفَرْشِ فِي الْحِصَالِ الْمُوجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْشِ) (کل صفحات: 28)
 (۷۴) حسن اخلاق (مَكَارِمُ الْأَخْلَاقِ) (کل صفحات: 74) (۷۵) بیٹے کو نصیحت (أَيُّهَا الْوَلَدُ) (کل صفحات: 64)
 (۷۶) الدعوة الی الفکر (کل صفحات: 148) (۷۷) آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوعِ) (کل صفحات: 300)
 (۷۸) راہِ علم (تَعْلِيمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيقَ التَّعَلُّمِ) (کل صفحات: 102) (۷۹) عُيُونُ الْحِكَايَاتِ (مترجم) (کل صفحات: 412) (۸۰) شاہراہ اولیاء (مِنْهَاجُ الْعَارِفِينَ) (کل صفحات: 36) (۸۱) دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (الزُّهْدُ وَقَصْرُ الْأَمَلِ) (کل صفحات: 85)

﴿ شعبہ درسی کتب ﴾

(۸۲) دروس البلاغة مع شمس البراعة (کل صفحات: 241) (۸۳) کتاب العقائد (کل صفحات: 64)
 (۸۴) وقایع النحو فی شرح ہدایة النحو (کل صفحات: 287) (۸۵) الاربعین النوویہ (کل صفحات: 121)
 (۸۶) نزهة النظر شرح نخبة الفکر (کل صفحات: 175) (۸۷) گلستہ عقائد و اعمال (کل صفحات: 180)
 (۸۸) شرح الاربعین النوویہ (کل صفحات: 155) (۸۹) صرف بہائی مع حاشیہ صرف بنائی (کل صفحات: 55)
 (۹۰) المحادثة العربية (کل صفحات: 101) (۹۱) تعریفات نحویہ (کل صفحات: 45)
 (۹۲) مراہج الارواح (کل صفحات: 241) (۹۳) نصاب الصرف (کل صفحات: 343)
 (۹۴) شرح مئة عامل (کل صفحات: 38) (۹۵) نصاب التجوید (کل صفحات: 79)

﴿ شعبہ تخریج ﴾

(۹۶) عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات: 422) (۹۷) جنتی زیور (کل صفحات: 679) (۹۸ تا ۱۰۳) بہار شریعت (چھ حصے) (۱۰۴) اسلامی زندگی (کل صفحات: 170) (۱۰۵) آئینہ قیامت (کل صفحات: 108) (۱۰۶) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق رسول ﷺ (کل صفحات: 274) (۱۰۷) اُمہات المؤمنین (کل صفحات: 59) (۱۰۸) علم القرآن (کل صفحات: 244) (۱۰۹) اخلاق الصالحین (کل صفحات: 78) (۱۱۰) اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات: 56) (۱۱۱) جہنم کے خطرات (کل صفحات: 207)



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَبَعْدُ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

تیک نمازی بننے کے لیے

ہر شہر کے بعد نماز مغرب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کے لیے اچھی اچھی سنتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ﴿سنتوں کی تربیت کے لیے غزنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سزاور ﴿روزانہ ”فکر مدینہ“ کے ذریعے غزنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر غزنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے بسنے دار کو جمع کرانے کا معمول بنا لیجئے۔

صیرا غزنی مقصد: ”بھلائی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ ان شاء اللہ۔ اپنی اصلاح کے لیے ”غزنی انعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”غزنی قافلوں“ میں سفر کرنا ہے۔ ان شاء اللہ



978-969-631-468-4



01010026



فیضانِ مدینہ محلہ سوگراں، برائی سبزی منڈی، باب المہدیہ (کراچی)

+92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ibniba@dawateislami.net